

ارتداد

ماضی اور حال کے آئینے میں

تالیف

مُحمّد کاظم حبیب

ہے؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو سے زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں
انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔“
★ نابینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

ارتداد

ماضی اور حال کے آئینے میں

تالیف

محمد کاظم حبیب

دار العروبة

المنصورة • لاہور پاکستان

لعب ہے؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔ “☆ بینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

انتساب

○ مشرق و مغرب کے مسلمان حکمرانوں، اولوالامر اور اُن لوگوں کے نام جن کے ہاتھوں میں زمام اقتدار ہے۔

○ پھر اُن بے بس ولاچار مسلمانوں کے نام جو لادینی نظاموں کی موافقت اور پیروی سے تنگ آتے ہیں، لیکن ان سے نجات کی کوئی سیل نہیں پاتے۔

○ اور آخر میں مسلمانوں کے اس قلیل گروہ کے نام جو دعوت الی اللہ کا بارگراں اٹھاتے ہوئے

جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہے۔ وہ ماسوا اللہ کے جلال کے کسی طاغوت و جبروت کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتا، اور اسی کی طاقت و قوت اور اعانت کے سہارے وہ غالب آئے والا ہے۔ اور ظلم و جور کی تاریک رات کے بعد عدل و انصاف کی سحر دیکھنے والا ہے۔ ایس الصبح بقرب، کیا سحر قریب نہیں ہے۔

ان سب کے نام میں یہ کتاب منسوب کرتا ہوں تاکہ میرے افکار کے ذریعے وہ حق سے آگاہ ہوں۔ سو جس کا جی چاہے مان لے، جو چاہے نہ مانے۔ جو مان لے گا تو اس میں اس کا اپنا فائدہ ہے اور جو نہیں مانے گا اُس کے انکار سے اللہ کا کوئی نقصان نہ ہوگا، ہاں اس کا اپنا ہی نقصان ہوگا اور اس کا

علم اسے اُس روز هوگا جس دن ظالم نءامت سے كفِ افسوس ملے گا اور حق كا انكار كرنے والا كهے گا ”اے كاش ميں مٹى هوتا“ (تاكه عذاب سے بچ جاتا)۔

الله كا قول سچا هے اور وه سيهى راه بتانے والا هے۔

وَ آخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

۳۰ رمضان المبارك ۱۳۹۷ھ محمد كاظم حبيب

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔ “★ نابینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

تھے؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو سے زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انتساب

• مشرق و مغرب کے مسلمان حکمرانوں

زمام اقتدار ہے۔

• پھر اُن بے بس ولاچار مسلمانوں

تنگ آتے ہیں، لیکن ان سے نجات

• اور آخر میں مسلمانوں کے اس قلیل گرو

جہاد فی سبیل اللہ میں مصروف ہے، کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتا، وہ غالب آنے والا ہے۔ اور ظالم دیکھنے والا ہے۔ ایس الصبح بقریب ان سب کے نام میں یہ کتاب آگاہ ہوں۔ سو جس کا جی چاہے مان فائدہ ہے اور جو نہیں مانے گا اُس ک نقصان ہوگا اور اس کا علم اسے ق ملے گا اور حق کا انکار کرنے والا کہے گا اللہ کا قول سچا ہے اور وہ سب س و آخر دعوانا ۲۰۱ رمضان المبارک ۱۳۹۷ھ

شرکت پرنٹنگ پریس لاہور O

فہرست

۰۔ انتساب ۳

۰۔ فہرست ۵

۰۔ تمہید ۱۵

۰۔ مقدمہ ۲۵

۰۔ تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں ۲۹

۰۔ پہلا باب — ۳۱

فقہ اور قانون میں ارتداد کے احکام

۰۔ فصل اول — ۳۲

فقہ اسلامی کی رُو سے جن عقائد و اعمال کے صدور سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔

۰۱۔ تمہید

۰۲۔ لغت اور شرع کے لحاظ سے ارتداد کی تعریف

۰۳۔ ارتداد کے اسباب

۰۴۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق جن عقائد و اعمال کے صدور سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔

۰۵۔ ملائکہ جن اور شیاطین کے " " " " "

صفحہ ۵ - جاری ہے

• ۶۔ قرآن اور دیگر کتب سماوی کے " " " " "

۷۰۔ انبیاء علیہم السلام کے // // // //

پہنچے؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔ "☆ نابینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

۸۰۔ آخرت کے متعلق جن عقائد و اعمال کے صدور سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے

۹۰۔ قضا و قدر " " " " " " " "

۱۰۰۔ شہادتین " " " " " " " "

۱۱۰۔ نماز " " " " " " " "

۱۲۰۔ زکوٰۃ " " " " " " " "

۱۳۰۔ روزوں " " " " " " " "

۱۴۰۔ حج " " " " " " " "

۱۵۰۔ رُوح شریعت " " " " " " " "

۱۶۰۔ ضمیمہ - اعتقاد کے لحاظ سے ایک ہی گناہ کے مختلف احکام

=== فصل دوم === اسلام میں دینی ارتداد کی قسمیں ۵۳

۱۷۰۔ تمہید

۱۸۰۔ انفرادی اور اجتماعی ارتداد

۱۹۰۔ نظریاتی اور عملی ارتداد

۲۰۰۔ ارتداد جلی اور خفی

۲۱۰۔ علانیہ اور خفیہ ارتداد

۲۲۰۔ ارتداد عام اور ارتداد خاص

۲۳۰۔ ارتداد صغریٰ اور ارتداد کبریٰ

=== فصل سوم === ۶۰ اسلام اور خانہ ساز قوانین میں ارتداد اور مرتدین کے بارے میں احکام

۲۴۰۔ فقہ اور قانون میں ارتداد کے متعلق احکام

۲۵۰۔ مرتد عورت کا قتل

۲۶۰۔ ارتداد کے صحیح اور باطل ہونے کی

۲۷۰۔ بچے کا ارتداد

۲۸۰۔ فاطر العقل کا ارتداد

۲۹۰۔ مدہوش کا ارتداد

۳۰۰۔ ارتداد باطل

۳۱۰۔ وقوع ارتداد کے ثبوت

۳۲۰۔ جن حالات میں ارتداد واقع ہو

۳۳۰۔ جو ارتداد پر مجبور کیا جائے اُس کے

- ۳۴۰. ارتداد سے توبہ کی ترغیب دینے
- ۳۵۰. ارتداد سے توبہ کرنا
- ۳۶۰. کن حالات میں توبہ کی ترغیب
- ۳۷۰. ارتداد سے توبہ کی کیفیت
- ۳۸۰. کن حالات میں مرتد کی توبہ قبول
- ۳۹۰. مرتد کے قتل کی کیفیت
- ۴۰۰. مرتد کو کون قتل کرے؟
- ۴۱۰. مرتد کے مال کے بارے میں احکام
- ۴۲۰. مرتد کے دار الحرب بھاگ جانے کی
- ۴۳۰. مرتد کے تصرفات
- ۴۴۰. ارتداد کبریٰ
- ۴۵۰. بوقت ضرورت امام کا مرتدین

ہر؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔“

☆ نابینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا :

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمٌّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

[illegible]

قسمیں ۵۳ مرتدین کے بارے میں احکام ۶۰

۲۵۰ - مرتد عورت کا قتل

۲۶۰ - ارتداد کے صحیح اور باطل ہونے کی شرائط

۲۷۰ - بچہ کا ارتداد

۲۸۰ - فاطر العقل کا ارتداد

۲۹۰ - مدہوش کا ارتداد

۳۰۰ - ارتدادِ باطل

۳۱۰ - وقوع ارتداد کے ثبوت

۳۲۰۔ جن حالات میں ارتداد واقع ہوتا ہے

۳۳۰ - جو ارتداد پر مجبور کیا جائے اُس کے اذیتوں پر صبر کرنے کی فضیلت

۳۴۰ - ارتداد سے توبہ کی ترغیب دینے کے احکام

- ۳۵۰ - ارتداد سے توبہ کرنا
- ۳۶۰ - کن حالات میں توبہ کی ترغیب میں تاخیر واجب ہے۔
- ۳۷۰ - ارتداد سے توبہ کی کیفیت
- ۳۸۰ - کن حالات میں مرتد کی توبہ قبول نہ کی جائے۔
- ۳۹۰ - مرتد کے قتل کی کیفیت
- ۴۰۰ - مرتد کو کون قتل کرے؟
- ۴۱۰ - مرتد کے مال کے بارے میں احکام
- ۴۲۰ - مرتد کے دار الحرب بھاگ جانے کی صورت میں اُسکے مال کے متعلق احکام
- ۴۳۰ - مرتد کے تصرفات
- ۴۴۰ - ارتدادِ کبریٰ
- ۴۵۰ - بوقتِ ضرورت امام کا مرتدین کو جلا ڈالنے کا جواز،

لئے؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔ “☆ بینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

کرو؟

۴۶۔ امام کا مرتدین کو جلانا ایک عام قاعدہ نہیں

۴۷۔ مرتد اہالیانِ شہر کی مثال

۴۸۔ دین کو سیاسیات سے جدا کرنے کے بارے میں ائمہ عظام کے فتاویٰ

۴۹۔ خلافتِ اسلامیہ کے احیاء کی کوشش مسلمانوں پر فرضِ عین ہے۔

۵۰۔ وائے افسوس بر مؤمنین

ضمیمہ۔ باب اوّل کی تیسری فصل کا ضمیمہ ۹۵

۵۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اوّل کا مرتدین کے نام گشتی مراسلہ

۵۲۔ مرتدین کے خلاف برسرِ پیکار سپہ سالاروں کے نام خلیفہ اوّل کا مراسلہ

۵۳۔ خلیفہ اوّل اور خلیفہ چہارمؓ کا دفاع

۵۴۔ مرتد کی سزا قتل سے بھی بڑھ کر ہے

۵۵۔ جنگ میں عورت کے قتل کی مناہی اور مرتد عورت کے قتل کا حکم

۵۶۔ جدید نظاموں پر مبنی حکومتیں اپنے مخالفین کو کیسے سزائیں دیتی ہیں؟

۵۷۔ باغی اور مرتد میں فرق

فصل چہارم ۱۰۴

جدید نظاموں اور قوانین میں سیاسی ارتداد کی اقسام اور ان کی سزائیں

۵۸۔ تمہید

۵۹۔ سیاسی ارتداد اور ان کی سزاؤں کی مثالیں۔

— دوسرا باب — ۱۱۳

اسلام میں ارتداد کی تاریخ اور نظام ہائے

حکومت اور معاشرے پر اس کے اثرات

فصل —

۶۰۔ تمہید

۶۱۔ سورۃ بقرہ میں ارتداد کے متعلق آی

۶۲۔ ان آیات کے اجمالی معنی

۶۳۔ تفسیر ”فی ظلال القرآن“ میں ان آی

۶۴۔ ان آیات کے اہم مضامین

۶۵ - آل عمران میں ارتداد کے متعلق دیگ

۶۶ - پہلی آیت کے اجمالی معنی

۶۷ - ”فی ظلال القرآن“ کی روشنی میں آی

۶۸ - دوسری آیت کے اجمالی معنی

۶۹ - ”فی ظلال القرآن“ میں آیت کی تفسی

۷۰ - ان آیات کے اہم مضامین

۷۱ - سورة المائدہ میں ارتداد کے متعلق

۷۲ - آیت کے اجمالی معنی

۷۳ - ”فی ظلال القرآن“ میں آیت کی تف

۷۴ - آیت کے اہم مضامین

۷۵ - سورة محمد میں ارتداد کے متعلق آ

۷۶ - آیت کے اجمالی معنی

۷۷ - آیت کے اہم مضامین

۷۸ - آیاتِ ارتداد سے اللہ تعالیٰ کی م

۷۹ - آیاتِ ارتداد کے اہم اسبا

فصل اوّل ۱۱۴

۶۰۔ تمہید

۶۱۔ سورۃ بقرہ میں ارتداد کے متعلق دو آیات

۶۲۔ ان آیات کے اجمالی معنی

۶۳۔ تفسیر ”فی ظلال القرآن“ میں ان آیات کی تشریح

۶۴۔ ان آیات کے اہم مضامین

۶۵۔ آل عمران میں ارتداد کے متعلق دو آیات

۶۶۔ پہلی آیت کے اجمالی معنی

۶۷۔ ”فی ظلال القرآن“ کی روشنی میں آیت کی تفسیر

۶۸۔ دوسری آیت کے اجمالی معنی

۶۹۔ ”فی ظلال القرآن“ میں آیت کی تشریح

۷۰۔ ان آیات کے اہم مضامین

۷۱۔ سورۃ المائدہ میں ارتداد کے متعلق ایک آیت

۷۲۔ آیت کے اجمالی معنی

۷۳۔ ”فی ظلال القرآن“ میں آیت کی تشریح

۷۴۔ آیت کے اہم مضامین

۷۵۔ سورۃ محمد میں ارتداد کے متعلق آیت

۷۶۔ آیت کے اجمالی معنی

۷۷۔ آیت کے اہم مضامین

۷۸۔ آیاتِ ارتداد سے اللہ تعالیٰ کی مراد

۷۹۔ آیاتِ ارتداد کے اہم اسباق

ہے؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔“

• بینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

== فصل دوم == ۱۳۵

اسلام میں پہلے اور بعد کے

دینی ارتداد کے پس پردہ یہود کا ہاتھ تھا

۸۰ - تمہید

۸۱ - ظہور اسلام سے قبل بھی یہود میں نفاق موجود تھا

۸۲ - ظہور اسلام کے بعد یہود کا نفاق یا ارتداد خفیہ

۸۳ - فریسی عقیدہ (یا منصوبہ بندی کے تحت ارتداد اجتماعی)

۸۴ - یہود کا اخلاق قرآن کے آئینے میں

۸۵ - اسلام سے خارج اور اسلام کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے

قدیم اور نئے فرقوں کے پس پشت یہود کا ہاتھ تھا }

۸۶ - انیسویں اور بیسویں صدی کے اُن فرقوں کا حال جو اسلام سے

خارج ہیں یا جو اسلام کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں - }

۰۰ بابی مذہب ، ایک خاکہ

۰۰ بہائی مذہب ، // //

۰۰ قادیانیت ، // //

== فصل سوم == ۱۶۲

اسلام میں سب سے پہلے اور بعد کے

سیاسی فتنوں میں یہود کا حصہ

۸۷ - اسلام میں خلیفہٴ اوّل کے خلاف بغاوت میں یہود کا ہاتھ تھا

۸۸ - اسلام کے آخری خلیفہ کے زوال کا سبب یہود تھے

۸۹ - اسلام میں سب سے پہلے سیاسی فتنہ کے پسِ پشت یہود تھے

۹۰ - اسلام پر تسلّط جمانے میں یہود مجوسیوں کے

۹۱ - یہود اسلام سے باغیوں کو بہکاتے رہے

۹۲ - تاریخ شاہدِ عادل ہے اور اللہ بہترین

۹۳ - اُمید کی کرن اور عمل کی تحریک

== فصل چہارم ==

عصرِ حاضر کی ارتدادی تحریکیں

فری میسنز، کمیونزم اور عیسائی

۹۴ - فری میسنری

۹۵ - کمیونزم

۹۶ - عیسائی مشنریاں

۹۷ - ان تباہ کن تنظیموں کے حکومتوں اور معاشرے

۱۰ - فری میسنری کی حقیقت - ایک ن

۰ ب - کمیونزم کی حقیقت - //

۰ ج - عیسائی مشنریوں کی حقیقت - //

۹۸ - مسلمان مبلغوں پر ارتداد کے محرکات اور پیش

- تیسرا باب

حاکم اور رعایا

= فصل اوّل =

رعایا پر حاکم کے ارتداد کا اث

صفحہ ۱۰ - جاری ہے

۹۹ - تمہید (امام اعظم تین قسم کے ہیں - قریش

۹۰۔ اسلام پر تسلط جمانے میں یہود مجوسیوں کے شریک کار تھے۔

۹۱۔ یہود اسلام سے باغیوں کو بہکاتے رہے ہیں۔

۹۲۔ تاریخ شاہد عادل ہے اور اللہ بہترین گواہ ہے۔

۹۳۔ اُمید کی کرن اور عمل کی تحریک

= فصل چہارم = ۱۷۵

عصرِ حاضر کی ارتدادی تحریکوں کے پسِ پشت فری میسنز، کمیونزم اور عیسائی مشنریاں ہیں،

۹۴۔ فری میسنری

۹۵۔ کمیونزم

۹۶۔ عیسائی مشنریاں

۹۷۔ ان تباہ کن تنظیموں کے حکومتوں اور معاشروں پر اثرات

۱۰۔ فری میسنری کی حقیقت ----- ایک خاکہ

۰ ب۔ کمیونزم کی حقیقت ----- " "

۰ ج۔ عیسائی مشنریوں کی حقیقت ----- " "

۹۸۔ مسلمان مبلغوں پر ارتداد کے محرکات اور چشموں کا سدِ باب واجب ہے۔

تیسرا باب ۲۲۳

ءاكم اور رعایا كا ارتءاء

= فصل اوّل = ۲۲۴

رعایا پر ءاكم كے ارتءاء كا مقابله واءب هے

۹۹ - تمهید (امام اعظم تین قسم كے هیں - قرشیت كی شرط)

ہے؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔ "☆ نابینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

۱۰۰۔ جب امام اعظم (صدر) ارتداد صغریٰ کا مرتکب ہو

۱۰۱۔ اگر " " " کبریٰ " "

۱۰۲۔ زمین کے مجبور و ضعیف لوگ

۱۰۳۔ اگر مرتدین کا ایک گروہ اپنی سرکشی اور آزادی

کا اعلان کر دے تو کیا لازم آتا ہے؟ {

۲۳۹

== فصل دوم ==

حاکم اور رعیت کے ارتداد کے مقابلے میں اقلیت کا طرز عمل

۱۰۴۔ تمہید (جہاد کے لیے تیاری)

۱۰۵۔ اپنے نفس اور ماحول کے لوگوں کے ساتھ مومن کا معاملہ

۰۰ مومن آل فرعون

۰۰ سورۃ توبہ کے اسباق

۰۰ نوجوان ابراہیم سے جو اسباق ملے

۰۰ اقلیت کی مدح میں قرآنی آیات

۰۰ اکثریت کی مذمت میں قرآنی آیات

۱۰۶۔ مرتدین میں گھری ہوئی مسلم اقلیت کا سلوک

۱۰۷۔ مسلم اقلیت کا مرتد معاشرے کے ساتھ معاملہ

۱۰۸۔ مرتد حکومت کے ساتھ مسلم اقلیت کا معاملہ

۲۷۰

== فصل سوم ==

برائے نام مسلمانوں اور منافق مسلمانوں کے درمیان مؤمنین اجنبی ہیں

۱۳

۱۰۹۔ بدأ الاسلام غریباً وسعود غریباً ف

۱۱۰۔ اس کے بعد اے مرتدین!

۱۱۱۔ اے مسؤولین!

ہے؟ کعب نے کہا : تم اپنی عورتوں کو زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی ۔“

☆ نابینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا:

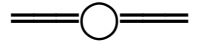
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

ٹھیک ہو افرادی { ۲۳۹ عمار کے رد عمل یہود کا معاملہ ۲۷۰

۱۰۹۰ بدأ الاسلام غريباً وسيعود غريباً..... فطوبى للغباء

۱۱۰۰ اس کے بعد اسے مرتدین !

۱۱۱۰ اے مسؤولین !



لعب ہے؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔“

• * نابینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

تمہید

موضوع زیر بحث کا آغاز کرنے سے پہلے بہتر نقاب کشائی کے لیے ہم شریعت اسلامیہ اور خانہ ساز تاکہ حقیقت بالکل آشکارا ہو کر نہ صرف اُن کے سامنے آنکھیں نہیں بند کیے ہوئے ہیں بلکہ حقیقت کے دشمن اور اپنے رب کو پہچان لیں جس کی شریعت کاملہ میں رجعت قہقری اور پستی کی علامت سمجھتے ہیں۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اس پر دونوں جہان فخر کر حکیم اور علیم کی صنعت ہے جس نے زمین کا فرش بچھا ساخت عطا فرمائی اور مخلوق کے لیے شریعتِ مط لیے موزوں ہے جس میں کوئی تحریف و تصریف ہوئی لیکن شریعت اسلامیہ ہر صدی کا عرصہ گ محفوظ ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُ اور اس موازنے کے لیے سب سے ب کی تحریک اسلامی کے داعی کبیر ، مصر کے جلی استاذ کبیر عبدالقادر شہیدؒ کے سوا اور کون اور جنت فردوس بریں میں جگہ عطا فرمائے انسانی قانونِ وضعی“ میں رقمطراز ہیں :

ترے؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔ “☆ نابینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

تمہید

موضوع زیر بحث کا آغاز کرنے سے پہلے بہتر یہ ہے کہ موضوع کی وضاحت اور حقیقت کی نقاب کشائی کے لیے ہم شریعتِ اسلامیہ اور خانہ ساز انسانی قوانین کا جامع مگر مختصر موازنہ پیش کریں تاکہ حقیقت بالکل آشکارا ہو کر نہ صرف اُن کے سامنے آجائے جو حقیقت سے بے بہرہ لیکن اس سے آنکھیں نہیں بند کیے ہوئے ہیں بلکہ حقیقت کے دشمن بھی اس سے آشنا ہو جائیں، ہدایت پائیں اور اپنے رب کو پہچان لیں جس کی شریعتِ کاملہ میں وہ سوسو عیب نکالتے نہیں تھکتے اور اسے رجعت قہقری اور پستی کی علامت سمجھتے ہیں۔

چاہیے تو یہ تھا کہ اس پر دونوں جہاں فخر کرتے اور ہر حال میں اس کے گن گاتے کیونکہ یہ اُس حکیم اور علیم کی صنعت ہے جس نے زمین کا فرش بچھایا اور آسمان کی چھت بنائی اور مخلوق کو بہترین ساخت عطا فرمائی اور مخلوق کے لیے شریعتِ کاملہ بھی نازل فرمائی جو ہر زمان و مکان کی ہر قوم کے لیے موزوں ہے جس میں کوئی تحریف و تصریف نہیں ہوئی جیسے کہ گزری ہوئی اُمتوں کی شریعت میں ہوئی لیکن شریعتِ اسلامیہ ۱۴ صدی کا عرصہ گزرنے کے باوجود ہر قسم کی کمی بیشی اور نقص سے محفوظ ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے، فرمایا:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔

اور اس موازنے کے لیے سب سے زیادہ موزوں ہستی منفرد قانون دان، بیسویں صدی کی تحریک اسلامی کے داعی کبیر، مصر کے معدودے چند مشاہیر میں سے ایک مصر کے شہرہ آفاق استاذ کبیر عبد القادر عودہ شہیدؒ کے سوا اور کون ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر رحمت برسائے اور جنت فردوس بریں میں جگہ عطا فرمائے۔ آپ اپنی کتاب ”اسلام کا فوجداری قانون بمقابلہ انسانی قانون وضعی“ میں رقمطراز ہیں:

ہے۔ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔ “

☆ نابینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

”جب میں شریعت اور خانہ ساز قوانین میں موازنہ کرتا ہوں تو ساتویں صدی عیسوی کے قانون اور اسی صدی کے اوائل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی شریعت کے مابین موازنہ مقصود نہیں ہوتا، کیونکہ اُس دور کا قانون اس درجہ کا نہیں تھا کہ اسے شریعت اسلامیہ کے مقابل لانے کا تصوّر بھی کیا جائے بلکہ عصر حاضر کے قانون اور شریعت کے درمیان مقصود ہے۔ قانون بھی وہ جو ہر دم تغیر پذیر رہا اور ترقی کے مراحل طے کرتا رہا حتیٰ کہ کمال کے درجے کو پہنچ گیا جیسا کہ دعویٰ کیا جاتا ہے اور شریعت ویسی ہی ۱۴ صدی پرانی جس میں نہ تو ماضی میں کوئی تغیر و تبدل ہوا اور نہ مستقبل میں ہوگا۔ اس کا مزاج تغیر و تبدل کو قبول نہیں کرتا کیونکہ یہ اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے اور اللہ کے کلمات میں کبھی تبدیلی نہیں ہوا کرتی، یہ اس کی تخلیق ہے جس نے ہر چیز کی ساخت بہترین طریقے سے کی ہے اور جس کی تخلیق میں کسی شک و اضافے کی گنجائش نہیں عنقریب ہم یہ دیکھیں گے اور اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ان خطوط پر قائم شریعت کے یہ شایان شان نہیں کہ اس کا مقابلہ خود ساختہ جدید قوانین سے کیا جائے“ ۷

جب تک مسلمان اس شریعت کے شیدائی تھے اس کے احکام پر عمل پیرا رہے تو اس نے اپنا کردار بحسن و خوبی انجام دیا جب انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کے احکام سے منہ موڑا تو اُن کی ترقی رُک گئی اور وہ زندگی کی دوڑ میں پیچھے رہ گئے اور ان کی تاریک دور کی طرف ترقی معکوس شروع ہو گئی تو وہ کمزور اور مجبور ہو کر رہ گئے۔ ان کے دل و دماغ میں یہ بات ڈالی گئی اور وہ

اس فریب میں آگئے کہ یورپ کی ترقی و عروج ان کے قوانین اور نظامِ حکومت کی بدولت ہے۔ پس وہ ان کی پیروی کرنے لگے ان کی تقلید کو اپنا شعار بنا لیا لیکن اس سے وہ مزید گمراہی میں مبتلا ہو گئے اس سے

س ۶۱۰ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور ۶۳۲ء/ ۱۱ھ میں آپ کی رحلت کے ساتھ شریعت مکمل ہو گئی

۵- التشريع الجنائي الاسلامي (ج ۱، ص ۴-۵)

ان کو کوئی فائدہ نہ ہوا ۔ وہ یہ حقیقت شریعتِ اسلامیہ ہی مسلمانوں کو عدم سے لہذا مسلمان شریعت کی صناع ہیں، ان کی بقا میں مضمحل ہے ۔ اور ان کی حکومت جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت دلائل پر مبنی نہیں ہے ۔ کم علمی کی دلیل ہے کہ جو قائل ہیں ان کے دو گروہ ہیں ۔ ایک قانون کا ۔ دوسرا فریق وہ ہے جس نے قانون لہذا دونوں فریق شریعت کے متعلق حق احکام سے قطعی نابلد ہیں ۔ اور جس کو کسی فیصلہ کیا خاک دے گا ؟ درحقیقت ان ہونے کا غلط عقیدہ ان کے اس غلط قیاس صدی کے اواخر تک جاری تھے، عصرِ حا جبکہ یہ تو قرونِ وسطیٰ میں لاگوری ہے، تو یہ غلطی یہ ہے کہ انہوں نے ان قوانین کا نہ وضع کیا ہے برابر سمجھ لیا ہے ۔ تو ان کا کہے برابر کرنے کے مصداق ہے ۔ عقل سلیم برابر کیسے تسلیم کر سکتی ہے ۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا

• مأخذ سابق • مصدر سابق

ان کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ وہ یہ حقیقت بھول گئے کہ تاریخ اسلام اس بات پر شاہد عادل ہے کہ شریعتِ اسلامیہ ہی مسلمانوں کو عدم سے وجود میں لاتی ہے اور انہیں بہترین امت بنایا ہے۔ لہذا مسلمان شریعت کی صناعی ہیں، ان کا وجود اس کے وجود کا مرہونِ منت ہے۔ ان کی بقا شریعت کی بقا میں مضمر ہے۔ اور ان کی حکومت شریعت کی سلطنت کے تابع ہے۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت دورِ حاضر میں قابلِ عمل نہیں، تو ان کی رائے علم و عمل اور منطقی دلائل پر مبنی نہیں ہے۔ کم علمی کی دلیل ہے۔ مزید برآں دورِ حاضر میں شریعتِ اسلامیہ کے ناقابلِ عمل ہونے کے جو قائل ہیں ان کے دو گروہ ہیں۔ ایک فریق تو وہ ہے جس نے نہ شریعت کا مطالعہ کیا ہے اور نہ قانون کا۔ دوسرا فریق وہ ہے جس نے قانون کا مطالعہ تو کیا ہے لیکن شریعت کی ابجد سے واقف نہیں لہذا دونوں فریق شریعت کے متعلق فتویٰ صادر کرنے کے اہل نہیں کیونکہ دونوں فریق شریعت کے احکام سے قطعی نابلد ہیں۔ اور جس کو کسی چیز کے بارے میں مطلق علم ہی نہ ہو تو وہ اس چیز کے متعلق فیصلہ کیا خاک کرے گا؟ درحقیقت ان شریعت سے بے بہرہ لوگوں کا شریعت کے ناقابلِ عمل ہونے کا غلط عقیدہ ان کے اس غلط قیاس پر مبنی ہے، وہ کہتے ہیں: جب وہ قوانین جو اٹھارویں صدی کے اواخر تک جاری تھے، عصرِ حاضر میں ناقابلِ عمل ہیں تو شریعت کیسے قابلِ عمل ہو سکتی ہے جبکہ یہ تو قرونِ وسطیٰ میں لاگورہی ہے، تو یہ تو بدرجہ اولیٰ ناقابلِ عمل ہے۔ اور ان کے اس قیاس میں غلطی یہ ہے کہ انہوں نے ان قوانین کو جو بشر کے وضع کردہ ہیں، اور شریعت کو جس کو ربُّ البشر نے وضع کیا ہے برابر سمجھ لیا ہے۔ تو ان کا یہ قیاس زمین کو آسمان کے برابر اور لوگوں کو ربُّ الناس کے برابر کرنے کے مصداق ہے۔ عقلِ سلیم اپنے آپ کو اپنے رب کے برابر اور زمین کو آسمان کے برابر کیسے تسلیم کر سکتی ہے ۲۔

پس ان کی خدمت میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ان کا یہ عقیدہ ان کے اسلام کے عقیدے

تلنے؟ کعب نے کہا : تم اپنی عورتوں کو سے زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔

☆ نابینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

کے مطابق نہیں ہے جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں، میں انہیں اللہ عزوجل کا یہ قول یاد دلاتا ہوں :
 أَفْتَوْمُنُونِ بَعْضُ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ
 الْقِيَمَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

(البقرہ: ۸۵)

”تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو؟ پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں، ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل و خوار ہو کر رہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیئے جائیں، اللہ ان حرکات سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو۔“

انہیں یہ علم ہونا چاہیے کہ ہماری پس ماندگی اور انحطاط کا سبب یہ ہے کہ ہم نے شریعت کاملہ کو اپنے عہد پر مکمل اور عادلانہ طور پر منطبق نہیں کیا ہے پس جب ہماری پس ماندگی کا سبب شریعت سے غفلت اور اس کے احکام کو ترک کر دینا ہے تو ہمیں قوانین کی پابندی سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا بلکہ الٹا پسماندگی اور انحطاط میں اضافہ ہی ہوگا۔ اور ہماری پس ماندگی اور زوال کا علاج یہ ہے کہ ہم اپنے انحطاط اور زوال کے اسباب کا کھوج لگائیں اور شریعت اسلامیہ کا دوبارہ نفاذ کریں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ ۚ

(الرعد : ۱۱)

حضرت علامہ اقبالؒ نے اس آیت کا کیا خوب منظوم ترجمہ فرمایا ہے ۛ

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

ہے شک صدرِ اوّل کے مسلمان ایمان لائے اور کیا خوب ایمان لائے، پس اللہ نے انہیں زمین میں استحکام بخشا، اور جس خدا نے انہیں ان کے ضعف اور قلت کے باوجود تمکن بخشا وہ ہمیں بھی زمین میں استحکام بخشنے پر قادر ہے بشرطیکہ ہم ایمان لائیں جیسا کہ ایمان لانے کا حق ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ وعدہ ہے وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيَبْذُلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا

”اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے صالح کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، اور ان کے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کو امن میں بدل دے گا، بس وہ میری نہ کریں۔“

مزید برآں اسلام مسلمانوں کو جدید دور اگر قوانین اور ضوابط قرآن و سنت کی نصوص شریعت کے موافق ہوں تو ان کی اطاعت مستوجبِ سزا ہوگا۔ اگر قوانین اور ضوابط اصولوں سے ہٹ کر یا رُوحِ تشریعی کے کی شریعت کے ناموافق اور مخالف ہونے نہیں، بلکہ ہر مسلم کا فرض ہے کہ اس کی مخالفت شریعتِ اسلامیہ کے مخالف بنائے جاسکتا ہے جن میں سے چند یہ ہیں :

۱۔ اللہ تعالیٰ نے شریعت کی اتباع کا

منع کیا ہے۔ فرمایا : اِتَّبِعُوا مَا

یہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کے ساتھ وعدہ ہے: وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا

(النور: ۵۵)

”اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور عمل صالح کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، اور ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا، جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی (موجودہ) حالت خوف کو امن میں بدل دے گا پس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔“

مزید برآں اسلام مسلمانوں کو جدید زبان اور جدید اسلوب پر قوانین بنانے سے منع نہیں کرتا۔ اگر قوانین اور ضوابط قرآن و سنت کی نصوص کے مطابق اور شریعت عامہ کے اصولوں اور رُوح شریعت کے موافق ہوں تو ان کی اطاعت واجب ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والا مستوجب سزا ہو گا۔ اگر قوانین اور قواعد و ضوابط قرآن و سنت کی نصوص یا شریعت عامہ کے اصولوں سے ہٹ کر یا رُوح تشریعی کے متعارض ہوں تو یہ قوانین مکمل طور پر باطل ہیں۔ اللہ کی شریعت کے ناموافق اور مخالف ہونے کی وجہ سے اور کسی شخص پر اس کی اطاعت واجب نہیں، بلکہ ہر مسلم کا فرض ہے کہ اس کی مخالفت کرے۔

(التشريع الجنائي، ص ۲۲۳)

شریعت اسلامیہ کے مخالف خانہ ساز قوانین کا ابطال بہت سے دلائل سے ثابت کیا جا سکتا ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

۱- الله ءعالى نرے شریعت کی اءباع کا حکم دیا هے اور اس کرے مخالف قوانین کی اءباع سرے

منع کیا هے- فرمایا: اءْبِعُوا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ اَوْلِیَاءَ

ہے؟ کعب نے کہا: تم اپنی عورتوں کو مجھ سے زیادہ خوبصورت ہو، ہم اپنی عورتیں

انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی۔“

☆ بینا شخص کا اپنی گستاخ لونڈی کو قتل کرنا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَعْمَى كَانَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَكَانَتْ لَهُ أُمُّ وَلَدٍ، وَكَانَ لَهُ مِنْهَا

قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ - (الاعراف: ۳) ”لوگو! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اُس کی پیروی کرو اور اپنے رب کو چھوڑ کر دوسرے سر پرستوں کی پیروی نہ کرو، مگر تم نصیحت کم ہی مانتے ہو۔“

۲ - اللہ تعالیٰ نے مومن مرد و زن کو اس بات کی اجازت نہیں دی کہ وہ اللہ کے حکم کے سوا غیر اللہ

کا حکم مانیں اور بغیر ما انزل اللہ کے مطابق اپنے مقدموں کے فیصلے کرانے کی اجازت دی ہے، بلکہ اس نے غیر اللہ کے حکم کا انکار کرنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ، يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ (النساء: ۶۰) -

”اے نبی! تم نے دیکھا نہیں اُن لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں، مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے طاغوت کی طرف رجوع کریں، حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔“

۳ - اللہ تعالیٰ نے مومن مرد و زن کو اپنے لیے ان احکام کے علاوہ پسند کرنے کی اجازت

نہیں دی جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان کے لیے پسند فرمائے ہیں۔ اللہ سبحانہ فرماتے ہیں: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ”کسی مؤمن مرد اور کسی مؤمن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے (الاحزاب : ۳۶)۔

۴۔ جو شخص بھی غیر ما انزل اللہ کے ساتھ فیصلہ کرے اس پر کہیں کفر، کہیں ظلم اور کہیں فسق کا فتویٰ لگایا ہے جیسی کہ صورت حال ہو۔ اللہ سبحانہ فرماتے ہیں:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ
جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطا

۵۔ کسی مومن کے لیے اللہ کے حکم کو طاغو

نہیں۔ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُ الْجَاهِلِيَّةَ يَبْغُونَ۔ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنْ

۶۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کے ایما

فیصل نہیں مانتے۔ اللہ سبحانہ کا ار فَلَآ وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
”اے محمدؐ، تمہارے رب کی قسم ی باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرن پر اپنے دلوں میں بھی
کوئی تنگی محسوس

۷۔ شریعتِ اسلامیہ کے مخالف ہر قا

بھی حزبِ اقتدار یا حکومت اس کا مخلوق کے اس حکم کی اطاعت واج (لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق

۸۔ اس پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ محمد

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

[illegible]

۵۔ کسی مومن کے لیے اللہ کے حکم کو طاغوت کے فیصلے کے موافق بنانا یا دونوں کو اکٹھا کرنا جائز

نہیں ۔ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ۔ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ۔ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کے ایمان کی نفی کی ہے جو اپنے ہر معاملے میں ان کے رسول کو فیصلہ نہیں بناتے۔ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے: **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ط**

(النساء : ٦٥)

”اے محمد ، تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں ، پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر بسر تسلیم کر لیں“

۷ - شریعت اسلامیہ کے مخالف ہر قانون پر عمل کرنا مسلمانوں پر حرام ہے ، اگرچہ کوئی

بھی حزبِ اقتدار یا حکومت اس کا حکم دے یا اسے مباح قرار دے دے - کیونکہ مخلوق کے اس حکم کی اطاعت واجب نہیں ہے جس سے خالق کی نافرمانی ہوتی ہو - (لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق) -

۸ - اس پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اولی الامر کی طاعت

واجب نہیں ہے مگر ان حدود میں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ نے پسند فرمائی ہیں۔ اگر حاکم اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت سے خروج کو حلال قرار دے دے تو وہ کافر اور مرتد ہو جاتا ہے اور مسلمانوں پر اس کے خلاف بغاوت واجب ہے اور اس کے خلاف خروج کا کم ترین درجہ شریعت کے مخالف اس کے اوامر و نواہی کی نافرمانی کرنا ہے۔

۹۰۔ قانون سازی کے باب میں اُولی الامر کا حق محدود ہے ، اُس کی کچھ حدود ہیں جن سے

وہ باہر نہیں جاسکتا۔ تنفیذی تشریعات کے باب میں خود نفاذ شریعت کا ضامن ہونے کی وجہ سے یا تنظیمی تشریعات کے باب میں جماعت کی حمایت اور شریعتِ اسلامیہ کے عام اصولوں کی بنیاد پر عوام الناس کی حاجت براری کے لیے جن کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہو وہ حدود میں رہتے ہوئے قانون سازی کر سکتا ہے لیکن بہر حال اُولی الامر کو قطعی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے آپ کو قانون ساز بنالے اللہ کے سوا۔ یہ سب سے بڑا شرک ہے کیونکہ قانون سازی کا حق صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ ، پھر اس کی اجازت سے اُس کے رسولؐ کا ہے۔

۱۰۔ شریعتِ اسلامیہ مسلمانوں کا مقدس دستور ہے تو جو کچھ اس دستور کے مطابق ہے وہ صحیح

اور

معتبر ہے اور جو اس کے مخالف ہے وہ باطل اور حقیر ہے اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ باطل کو قبول کرنے یا اُس کی طرف توجہ دینے کا اشارہ کرے۔ یہ قانونی قاعدہ ہے عہدِ جدید کے جدید قانونی نظریات بھی اس سے متفق ہیں۔

یہی منفرد شریعتِ اسلامیہ ہے جس کا عالمین میں کوئی مثل نہیں، کیونکہ یہ ربّ العالمین کی صنعت گری ہے۔ یہ اپنے ثبات مکمل ہونے اور لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کے لیے علانیہ اور خفیہ قابلِ احترام اور مقبولیتِ عامہ جیسی خصوصیات کی حامل ہونے کی وجہ سے دوسری شرائع وضعیہ سے

ممتاز هے - ءىونكه ىه شرىعت بهى هے نظام ءكومء بهى هے اور ءىن بهى هے - اٱنرے ءمله اءكام مىن
اخلاقى ٱهلو مءنظر ركهءى هے اور لوٱون ءرے اىك ءروه ءو ءوسرے ءروه ٱر مسلء

نہیں کرتی یا راہ نہیں دیتی کیونکہ یہ عادل حاکم کی صفت ہے جس کی رحمت عام ہے اور تمام مخلوق کو محیط ہے اور اس کی حکومت مطلق عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ اُس نے اپنے دائمی دستور میں فرمایا ہے : شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ، وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (آل عمران: ۱۸) ”اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اور فرشتے اور سب اہل علم بھی راستی اور انصاف کے ساتھ اس پر گواہ ہیں کہ اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی خدا نہیں ہے۔“ نیز اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے ”إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ“ (النحل: ۹۰) ”اللہ عدل کا حکم دیتا ہے“ نیز فرمایا ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ“ (النساء: ۱۳۵) ”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو“ لاریب ایسی شریعت ہر خانہ ساز شریعت پر فوقیت رکھتی ہے، اگرچہ یہ بات منافقوں کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔

اس روشن اور منور شریعت کی روشنی میں ہم اپنی کتاب ”ارتداد“ کے موضوع پر بحث کریں گے اور ہم نے یہ رعایت رکھی ہے کہ ہماری بحث موضوعی (یعنی اس کے عوارض ذاتی سے علم میں بحث کی جائے) بحث ہو اور اس کا انداز علمی انداز ہو یعنی اپنے جذبات اور طفلانہ پن سے بالا ہو کر بحث کی ہے۔ ہم نے شخصیات پر کیچڑ نہیں اچھالا ہے اگرچہ اس کے وہ کئی گنا بھی مستحق تھے! اور نہ گالی گلوچ سے کام لیا ہے اگرچہ وہ لعن طعن سے بھی زیادہ کے اہل تھے، کسی مخالف مذہب یا دین کا ذکر محض تشہیر کی غرض سے نہیں کیا ہے بلکہ اس کے بارے میں شرعی حکم اور کوئی لگی لپٹی رکھے بغیر اس کی حقیقی مابیت کا ذکر کیا ہے، جہاں تک علمی بحث کے آداب کی حدود نے اجازت دی ہے یا متقاضی ہیں اور قارئین کرام کے ذوقِ سلیم کا لحاظ رکھتے

هوءے ءس طرء هم نه اس ءكم اور فءوءى كى بنفاء ان مسءنء علمى مصادر ٱر ركهى هے ءن سه علمى
كتب ءانه اور علماء كه ءولء كءه

بھرے پڑے ہیں۔ اور ان سب سے زیادہ ہمارا انحصار کتاب اللہ اور سُنّتِ رسول اللہ پر رہا ہے جس نے ان دونوں کے ساتھ بات کی تو سچی بات کی جو بھی بات کی۔ اور جو ان دونوں چشموں سے سیراب ہوا تو وہ حقیقت کو پا گیا اور راہِ حق پر گامزن ہو گیا۔ اور جس نے ان دونوں سے کنارہ کشی اختیار کی تو اس نے گویا حق اور راستی سے کنارہ کشی کی اور جس نے انہیں سینے سے چمٹائے رکھا تو اس نے صراطِ مستقیم کی طرف راہ پالی۔

اے اللہ! میں اپنی یہ کتاب اپنی قوم کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں، تو ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ صادر فرما دے کہ تو ہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ اے اللہ! ہمیں اپنی نافرمانی سے بچا اور ہمارا مرنا جینا اسلام کے لیے اور اسلام پر ہو۔ ہم اس دارِ فانی سے جائیں تو ایمان سے خالی نہ جائیں، نہ کسی فتنہ کا شکار ہوں اور نہ دین سے رُوگرداں ہوں۔

المؤلف

مُقَدِّمَہ

عہد حاضر میں جاہلیت اور اسلام ، کفر و ایمان کے معرکے ، جاہلی معاشرے اور اسلامی معاشرے غیر اسلامی طرزِ حکومت اور اسلامی نظام کے موضوعات پر بہت کچھ کہا اور لکھا گیا ہے۔ جیسا کہ اس عہد میں ایسے ایسے حوادث وقوع پذیر ہوتے ہیں جنہوں نے ملتِ اسلامیہ کی بنیادیں ہلا کر رکھ دی ہیں اور جن کے صدمے سے مومنوں کے دل پارہ پارہ ہو گئے ہیں۔ اس موضوع پر کتب، مقالات اور ڈرامے لکھے گئے ہیں جن میں سے کچھ اس کی تائید میں ہیں تو دوسرے موضوع کی مخالفت میں رقم کی گئی ہیں۔ اس کی حمایت میں جماعتیں اور جمعیتیں قائم ہوئیں تو اس کی مخالفت میں بھی تنظیمیں اور انجمنیں بنیں۔ پھر مومنوں کے لیے جیلوں کے دروازے کھلے جہاں ان پر اس قدر تشدد کیا گیا کہ وہ شہید ہو گئے۔ مظلوموں پر مظالم ڈھانے کے لیے محکمے قائم ہوئے اور پھر ہر متقی اور غیر متقی پر فردِ جرم عائد کر دی گئی اور ہر پارسا شخص دیکھتا ہی رہ گیا۔

یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے ؟ دنیا کیوں مبتلائے الم ہے ۔ دنیا کو کیا ہو گیا ہے ؟ حاکم اور محکوم کس سے فریاد کریں ؟ واللہ یہ سب مکار یہودیوں کا کیا دھرا ہے ۔ یہ انہی کا جگایا ہوا فتنہ ہے کہ اللہ کے دشمن ہر جگہ مسلمانوں کی گھات میں ہیں ، وہ اپنے نصب العین یعنی عظیم تر اسرائیل کے حصول کے لیے کوشاں ہیں حتی الوسع مسلمانوں کو اپنے دین سے پھیرنا اور حتی الامکان ان کی جڑ مٹا دینا ان کا اپنا نصب العین ہے ۔

تاریخ اس حقیقت کی شاہدِ عادل ہے کہ جہاں ایک طرف تو یہودیوں کو اسلام میں نفاق کی بدعت کے خالق ہونے کی فضیلت حاصل ہے وہاں اسلام سے مرتد ہونے میں بھی ان کو اولیت حاصل ہے اور یہی لوگ اسلام میں پیدا ہونے والے مختلف فرقوں بالخصوص باطنیہ فرقوں کے بانی مبنی

تھے اور اس طرح جرمِ ارتداد کے باعث حبش مرتدین کے سرغنہ تھے۔ اور تاریخ اسلام میں منصوبہ بندی کے تحت اجتماعی ارتداد کے خالق ہونے کا سہرا بھی یہود کے سر بندھتا ہے جس کی طرف قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے :

"وقالت طائفة من اهل الكتاب: امنوا بالذي انزل على الذين امنوا وجه النهار واكفروا اخره لعلمهم يرجعون"

"اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ : مسلمانوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے اُس پر صبح کو ایمان لے آؤ اور شام کو اس کا انکار کر دو۔ شاید کہ وہ لوگ (جو اہل کتاب میں سے مسلمان ہو گئے ہیں اپنے دین کی طرف) لوٹ آئیں "

یعنی شاید مومنین ان کے ارتداد سے دھوکہ کھا کر ان کے ساتھ مرتد ہو جائیں۔ پھر ان کے بعد بہت سی مخلوق بھی مرتد ہو جائے گی۔

دعوتِ اسلامیہ کے آغاز سے ان کی یہی سیاست ہے اور اب تک وہ یہی سیاست چلتے آتے ہیں اور اس میں نت نئے طریقے اختیار کرتے رہے ہیں اور حتی الوسع اپنے خبیث نصب العین کے حصول میں شب و روز جدوجہد کر رہے ہیں۔ مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ ان کی چالیں، ان کے حربے، ان کے اسلوب اور طریقے بدلتے رہے ہیں اور وسائل و اسباب بڑھتے رہے ہیں، اس کی شکلیں اور وقائع بدلتے رہے ہیں۔

اس لیے ہم نے اس اہم موضوع پر تبلیغ کی خاطر اور اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے قلم اٹھایا ہے لہذا زیر نظر کتاب "ارتداد ماضی اور حال کے آئینے میں" کو ہم نہ صرف دنیا کے گوشے گوشے میں دعوتِ اسلامیہ کے میدان میں سرگرم عمل کارکنوں کے ہاتھوں میں بلکہ ان کے دشمنوں کے ہاتھوں میں بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور وہ بہترین فیصلہ فرمانے والا ہے۔ شاید کہ یہ کتاب ان کے ذہن میں بھی بیٹھ جائے جن

سے معاشرے کو شکایت ہو اور حاکمین اور محکوموں کو خواب سے بیدار کر دے اور شاید کہ یہ ان کے

حقیقی مرض کی تشخیص اور پھر اس کے صحیح علاج میں مدد دے۔ ہم نے طویل شاہراہ پر روشن شمعوں سے یہ شمع جلائی ہے تاکہ نشان راہ واضح ہو جائیں یعنی دعوت الی اللہ کی راہ۔

الغرض میں نے اس کام کو بہترین بنانے کے لیے بڑی کاوش کی ہے اور اللہ سے اپنے اجر کا طالب ہوں۔ اگر اس میں کوئی خامی رہ گئی ہو — حالانکہ میں نے اخلاص نیت سے یہ کوشش کی ہے — تو اللہ کے سوا کون خطاؤں اور گناہوں کا بخشنے والا ہے؟ اس کوشش میں میرا جو کچھ بھی حصہ یا دخل ہے وہ سب عطیہ خداوندی ہے جس نے اس کا خیال میرے دماغ میں ڈالا۔ اور اگر وہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت پانے والے نہیں تھے۔ اور جو کچھ میں نے سپرد قلم کیا ہے اس میں کسی کمال کا دعویٰ نہیں کرتا۔ ہاں یہ ایک حقیر سی کوشش ضرور ہے اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ میں نے خلوص نیت سے یہ کام کیا ہے اور امکانی حد تک اپنی تمام توانائیاں اس میں صرف کی ہیں، حتیٰ کہ راتوں کو جاگ جاگ کر یہ سطور قلمبند کرتا رہا ہوں، اور راتیں بھی وہ جن میں سے ایک رات ہزاروں مہینوں سے افضل ہے، یعنی رمضان کی راتیں لے۔ اور خونِ دل سے یہ کتاب رقم کی ہے۔

میں خلوص دل سے قارئین کرام سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے میری کوتاہیوں اور خامیوں سے سُنّتِ مطہرہ اور کتاب اللہ پر مبنی دلائل کے ساتھ آگاہ فرمائیں۔ اور اللہ سے دُعا گو ہوں کہ جو شخص میرے عیوب سے مجھے آگاہ کرے اس پر اللہ کی رحمت ہو۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو میرے درجات کی بلندی، میرے گناہوں کی بخشش، میرے والدین اور جن کا میرے اوپر حق ہے، مومن مرد عورتوں اور مسلم مرد و زن کی مغفرت کا ذریعہ بنائے، اُس روز جس روز حساب ہو گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

لے ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۷۰ء کے رمضان المبارک کی راتیں تھیں ۔ مترجم کو بھی یہ سعادت حاصل ہوئی کہ ترجمے کا اکثر حصہ رمضان ۱۳۹۶ھ کی راتوں میں مکمل ہوا۔

تیرے نام سے

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ تَطْيِي إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ ، وَكَيْفَ تَكْفُرُ رَسُولُهُ ، وَمَنْ يَعْتَصِمَ بِاللَّهِ فَ “ اے لوگو جو ایمان لائے کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے کفر کی طرف جانے کا اب کیا ج ہیں اور تمہارے درمیان اس کا وہ ضرور راہ راست پائے گا“

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَاعْدَاءَ فَالْفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ، كَذَلِكَ ” اے لوگو جو ایمان لائے ہ تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں

افتتاحیہ

تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا :

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ ، وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ؟ وَمَنْ يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ع“

(آل عمران : ۱۰۰-۱۰۱)

”اے لوگو جو ایمان لاتے ہو! اگر تم نے ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر دیں گے تمہارے لیے کفر کی طرف جانے کا اب کیا موقع باقی ہے ؟ جبکہ تم کو اللہ کی آیات سنائی جارہی ہیں اور تمہارے درمیان اس کا رسول موجود ہے ۔ جو اللہ کا دامن مضبوطی سے تھامے گا وہ ضرور راہِ راست پائے گا“

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ، وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ، وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُم مِّنْهَا ، كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۔

(آل عمران : ۱۰۲-۱۰۳)

”اے لوگو جو ایمان لاتے ہو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو ۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط

پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔ اللہ کے اسی احسان کو یاد رکھو جو اس نے تم پر کیا ہے، تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، اس نے تمہارے دل جوڑ دیئے اور اس کے فضل و کرم سے تم بھائی بھائی بن گئے، تم آگ سے بھرے ہوئے ایک گڑھے کے کنارے کھڑے تھے، اللہ نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اس طرح اللہ اپنی نشانیاں تمہارے سامنے روشن کرتا ہے شاید کہ ان علامتوں سے تمہیں اپنی فلاح کا سیدھا راستہ نظر آ جائے :

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ - وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ - يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ، فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكْفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ - وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ - (آل عمران : ۱۰۴-۱۰۷)

”تم میں سے کچھ لوگ تو ضرور ہی ایسے ہونے چاہیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں، اور بُرائیوں سے روکتے رہیں، جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے کہیں تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے اور کھلی کھلی واضح ہدایات پانے کے بعد پھر اختلافات میں مبتلا ہوئے جنہوں نے یہ روش اختیار کی وہ اُس روز سخت سزا پائیں گے جبکہ کچھ لوگ سُرخ رُو ہوں گے اور کچھ لوگوں کا مُنہ کالا ہو گا جن کا مُنہ کالا ہو گا ان سے کہا جائے گا کہ نعمتِ ایمان پانے کے بعد بھی تم نے کافرانہ رویہ اختیار کیا؟ اچھا تو اب اس کفرانِ نعمت کے صلے میں عذاب کا مزہ چکھو۔ رہے وہ لوگ جن کے چہرے روشن ہونگے تو ان کو اللہ کے دامنِ رحمت میں جگہ ملے گی اور ہمیشہ وہ اسی حالت میں رہیں گے۔“

باب اوّل

فقہ اور قانون میں ارتداد کے احکام

- — فصل اوّل : فقہ اسلامی کی رو سے جن باتوں سے اسلام اور ایمان ضائع ہو جاتا ہے ۔
- — فصل دوّم : تاریخ اسلام میں دینی ارتداد کی قسمیں
- — فصل سوّم : اسلام اور خانہ ساز انسانی قوانین میں ارتداد اور مرتدین کے بارے میں احکام ۔
- — فصل چہارم : جدید نظاموں اور قوانین کی رو سے سیاسی ارتداد کی اقسام اور اُن کی سزائیں ۔

فصلِ اوّل

فقہ اسلامی کی رُو سے جن عقائد و اعمال کے صدور سے اسلام اور ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔

نمبر شمار موضوع

۱۰- تمہید

۲۰- لغت اور شرع میں ارتداد کی تعریف

۳۰- ارتداد کے اسباب

۴۰- اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسے عقائد و اعمال کا صدور جن سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے

۵۰- ملائکہ جنّ اور شیاطین " " " " " "

۶۰- قرآن کریم اور دیگر کتبِ آسمانی " " " " " "

۷۰- انبیاء علیہم السلام کے متعلق " " " " " "

۸۰- آخرت کے متعلق " " " " " "

۹۰- قضا و قدر " " " " " "

۱۰۰- کلمہ شہادت " " " " " "

۱۱۰- نماز " " " " " "

۱۲۰- زکوٰۃ " " " " " "

۱۳۰- روزہ " " " " " "

۱۴۰ - حج " " " "

۱۵۰ - فروع شریعت اور اس کے متعلق دیگر امور کے بارے میں جن عقائد و اعمال کے صدور سے ایمان چلا جاتا ہے۔

۱۶۰ - ضمیمہ: اعتقاد کے لحاظ سے ایک ہی گناہ کے مختلف احکام۔

۱ - تمہید

زیر نظر فصل میں جو اہم مباحث کہیں کہ پوری کتاب اسی فصل کی ایمان پر کیسے عقیدہ رکھیں، نیز یہ کہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے سے نکل کر گمراہی کے راستہ پر گامزن مارتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اس ہم بے خبری یا ناسمجھی (لاعلمی) اور پڑ جاتے ہمارے اعمال اور اجتہاد کرنا جائز ہو جاتے، اور ہم صرف رہ جاتے۔ العیاذ باللہ

اگر ہم دینی امور میں کچھ عرف عام میں ارتداد کہا جاتا ہے

ارتداد کسے کہتے ہیں؟ کیا احکام ہیں؟ ان سب مسائل کی دوسری فصل میں دیں گے

۱۔ اس فصل کا آخر میں دیا گیا

۱ - تمہید

زیر نظر فصل میں جو اہم مضمون بیان ہوا ہے وہ تقریباً تمام کتاب کا احاطہ کیے ہوئے ہے یا یوں کہیے کہ پوری کتاب اسی فصل کی بازگشت ہے۔ اس فصل میں یہ ذکر ہے کہ ہم ارکانِ اسلام اور ارکانِ ایمان پر کیسے عقیدہ رکھیں، نیز یہ کہ ان باتوں سے احتراز کریں جن پر عقیدہ رکھنے اور عمل کرنے سے ہم دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں اور کفر کی دلدل میں پھنس کر رہ جاتے ہیں۔ ہدایت کی جنت سے نکل کر گمراہی کے راستہ پر گامزن ہو جاتے ہیں، حق کے نور کی بجائے باطل کی تاریکی میں ٹامک ٹوئیاں مارتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اس قدر دین کا علم اور سمجھ بوجھ حاصل کریں کہ جس سے ہمارا ایمان محفوظ رہے۔ ہم بے خبری یا ناسمجھی (لاعلمی) اور مذاق مذاق میں ایسی باتیں نہ کہہ گزریں جن سے ہمارا ایمان خطرے میں پڑ جائے۔ ہمارے اعمال اور اجر و ثواب ضائع ہو جائیں، ہمارا خون اور مال حلال ہو جائے (یعنی قتل کرنا جائز ہو جائے) اور ہم صرف کفِ افسوس ملتے رہ جائیں اور آخرت کا عذاب ہمارا مقدر بن کر رہ جائے۔ ۱۔ العیاذ باللہ

اگر ہم دینی اُمور میں کچھ بھی درک رکھتے ہوں تو ہم کفر کی دلدل میں پھنسنے سے بچ جائیں گے جسے عرفِ عام میں ارتداد کہا جاتا ہے یعنی ایمان لانے کے بعد اپنے دین سے پھر جانا یا مرتد ہو جانا۔

ارتداد کسے کہتے ہیں؟ اس کے اسباب کیا ہیں؟ اس کی کتنی اقسام ہیں؟ اور اس کے بارے میں کیا احکام ہیں؟ ان سب مسائل اور ان سے متعلق دوسرے اُمور کا جواب ہم انشاء اللہ العزیز اسی باب کی دوسری فصول میں دیں گے۔

۱۔ اس فصل کے آخر میں دیا گیا ضمیمہ ملاحظہ ہو۔

۲ - ارتداد کی تعریف بلحاظ لغت و شرع

(الف) لغت کے لحاظ سے: رَدَّہ یعنی واپس پھیر دینا، کسی کی کوئی چیز پھیر دینا، قبول نہ کرنا، خطا کار ٹھہرانا، اپنے گھر کی طرف لوٹنا۔ اصل کی طرف لوٹنا۔ اور ارتداد یعنی لوٹنا اور اسی سے مرتد یعنی لوٹنے والا مراد وہ شخص ہے جو اپنے دین سے پھر گیا یا اسلام کے بعد کفر اختیار کیا۔

(ب) شرعاً ارتداد کی تعریف یہ ہے کہ کسی عاقل، بالغ، مسلم مرد یا عورت سے ایسے قول، فعل، شک ۱؎ یا اعتقاد کا برضا و رغبت صادر ہونا جو اسے دین سے خارج کر دے اور اس کا جان و مال اس پر حلال کر دے (یعنی اس کا قتل جائز ہو جائے)۔ اگرچہ اس سے یہ قول، فعل، شک یا اعتقاد بطور مزاح، عداوت، دیدہ و دانستہ یا نادانستہ صادر ہو۔

۱؎ شک پر قائم رہنے سے مراد یہ ہے کہ وہ کفر اور اسلام اور ایمان و عصیان کے درمیان متردد ہو۔ جو وساوس اور شیطانی خیالات دل و دماغ میں مہمان کی طرح خیمہ زن ہو جاتے ہیں، پھر ذہن سے نکل جاتے ہیں اور مستقل بسیرا نہیں کرتے یا ذہن پر چھا نہیں جاتے تو یہ شیطانی فعل ہے، اور اس کے تدارک کو استغفار پڑھنا اور اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے تاکہ وہ اس سے بٹایا جائے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے اور اللہ کا فرمان ہے:

وَمَا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ اِگر کبھی شیطان تمہیں بہکائے، اکسائے تو اللہ کی پناہ

بِاللّٰهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِیْمُ (حم السجده: ۳۶) مانگو، وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طَیْفٌ مِّنْ حَقِیْقَتِیْنِ مِیْنِ جو لوگ متقی ہیں ان کا حال تو یہ ہوتا

الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُبْصِرُوْنَ ۔ ہے کہ کبھی شیطان کے اثر سے کوئی بُرا خیال اگر انہیں

(الاعراف ۲۰۰-۲۰۱) چھو بھی جاتا ہے تو فوراً چوکنے ہو جاتے ہیں۔

يهان ان وساوس سه وه شك مقصود نهيه هے جن سه انسان كافر هو ءاتا هے بلكه مراد اس شك سه هے جس ٱر انسان ٱكا اور ٱخته هو ءائے۔

۲۔ بشرى قوانين ميں محض اعتقاد يا شك كو كوئى گناه يا جرم نهيه سمجها ءاتا اور ان ٱر كوئى مؤاخذه نهيه كيا ءاتا۔

۳- ارتداد کے اسباب

ارتداد کی مذکورہ بالا تعریف سے ارتداد کے اسباب یہ متعین ہوتے کہ:

۱۰- عقیدہ جمہور کے خلاف کسی قول، فعل، شک یا اعتقاد کا صدور،

۲۰- ارکان اسلام میں سے کسی رکن کا انکار،

۳۰- نص صریح کا انکار،

۴۰- کسی ضرورت کے تحت دین کی معروف و مشہور یا مجمع علیہ باتوں کا انکار۔

اور ان تمام کفریہ اعتقادات، شکوک و شبہات اور اقوال و افعال کا ارتکاب ایسے مہلک جرائم میں سے ایک جرم ہے جو انسان کو اس کے دین و ملت سے خارج کرنے اور اسے کافروں کے زمرے میں شامل کرنے کا سبب بن جاتا ہے، اور انہی کو اصطلاح میں نواقض الاسلام والايمان کہا جاتا ہے، جو ہیں تو بہت سے لیکن یہاں ہم ان میں سے چند بطور مثال ذکر کرتے ہیں۔ انہی پر انحصار نہ کر لیا جائے۔

۴- اللہ تعالیٰ کے متعلق ایسے عقائد و اعمال باطلہ کا صدور جن

سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے

۰- اس کی مخلوقات میں سے کسی کو اس کی عبادت میں شریک کرنا۔

۰- اللہ سے زیادہ کسی کو عزیز رکھنا یا کسی سے محبت کرنا۔

اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ فطرت ہی زندگی اور موت دیتی ہے یا اللہ کے بارے میں شک کرے تو قانون کی نظر میں وہ مجرم نہیں، اگرچہ وہ اپنے اس عقیدے یا شک کا اظہار زبانی، تحریری، شبیہ، یا اظہار کے دیگر کسی ذریعہ سے کرے، بلکہ قانون الٹا اس کی حمایت کرتا ہے۔

۱۔ ارکان اسلام یہ ہیں (۱) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اس کے رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا، (۳) زکوٰۃ دینا (۴) روزہ رکھنا (۵) بشرط استطاعت حج بیت اللہ کرنا۔۔۔۔۔ ارکان ایمان یہ ہیں: (۱) اللہ پر ایمان، (۲) ملائکہ پر ایمان (۳) کتب سماوی پر ایمان (۴) انبیاء پر ایمان (۵) آخرت پر ایمان، اور (۶) تقدیر پر ایمان۔

- — اللہ کی ذات یا اس کی نازل کردہ کتب یا احکام سے بغض رکھنا۔
- — ماسوا اللہ کے خصوصاً حکام یا ولی الامر کو سجدہ کرنا خواہ تعظیم کے طرز پر ہی ہو۔
- — جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹ اور افترا باندھنا یا اسے جائز جاننا یا ماسوا اللہ کی قسم کھانا۔
- — یہ دعویٰ کہ وہ شریعت کی پابندی کا مکلف نہیں ہے۔
- — یہ کہنا کہ جب میں نے نماز ادا کر دی تو اللہ کو مجھ پر باز پرس کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔
- — یہ کہنا کہ امام منتظر کے ظہور یا اس کی حکومت کے قیام کے بغیر کوئی نماز یا جہاد واجب نہیں۔
- — شدت مرض، فقر و فاقہ یا آزمائش میں یہ کہنا کہ اے رب! مجھ پر کیوں ظلم کرتا ہے یا یہ کس گناہ کی سزا ہے؟ جبکہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا۔
- — مصیبت اور تنگی کی صورت میں اسے دُور کرنے کے لیے غیر اللہ سے مدد طلب کرنا۔
- — اپنے ساتھی سے یہ کہنا اگر اللہ بھی تیری سفارش کو آئے تو وہ بھی میں قبول نہ کروں۔
- — یا یہ کہہ کہ اگر اللہ خود آجائے تو بھی میں تیری مطلوبہ چیز تجھے نہ دوں۔
- — اللہ کی تخلیق میں جو حکمت پوشیدہ ہے اس کا مذاق اُڑانا، مثلاً یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ چنے بھی اُسے دیتا ہے جس کے دانت داڑھیں نہیں، یہ ایک عام مروجہ مثال ہے جس سے مراد ہے کہ اللہ غیر مستحق کو عطا کرتا ہے یا کام کو غلط طریقے سے کرتا ہے نقل کفر کفر نہ باشد۔

• - شریعتِ الہیہ میں جو حکمت مضمحل ہے اس پر اعتراض کرنا اگرچہ جزوی طور پر ہی کیوں نہ ہو ابلیس

کے جنت سے اخراج کا یہی سبب تھا کیونکہ اس نے آدم کو سجدہ کرنے سے اس بنا پر انکار کیا تھا کہ وہ آدم سے افضل ہے پھر افضل کم تر کو سجدہ کیوں کرے۔

• - یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کھاتا، پیتا، سوتا ہے اور تھک جاتا ہے، یا اسی طرح کی دوسری باتیں کہنا جو اس کی شایانِ شان نہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ عاجز ہے اس کی ذات میں نقص ہے۔

• - اللہ کو مذاقاً، سنجیدگی کے ساتھ، غصے میں یا خوشی سے گالی دینا۔

• - یہ دعویٰ کرنا کہ اللہ مخلوق میں سے کسی سے مشابہ ہے یا حضرت علی کی صورت میں ظاہر ہوا جیسا کہ

جبریل اعرابی کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا یا فاطمی خلیفہ الحاکم بامر اللہ کی شکل میں ظہور کیا، یا ائمہ کرام اور اولیاء عظام میں سے کسی میں حلول کیا، جیسا کہ روافض، فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ اور علویوں کا عقیدہ ہے۔

۰۔ اس کی صفات عالیہ میں سے کسی کا منکر ہونا، مثلاً یہ کہنا کہ وہ سمیع و بصیر یا علیم و خیر نہیں ہے۔

اللہ کے وجود کا انکار کرنا یا اس کے وجود میں شک کرنا۔

۰۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ سے بھی خطا و نسیان اور نقصان کا صدور ہو سکتا ہے۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ کے بیوی بچے، دوست احباب، ہم جلیس و ہم نشین ہیں یا اس کا کوئی شریک ہے۔

۰۔ اس کی مخلوق کی اطاعت کرنا، اگرچہ اس کی نافرمانی ہوتی ہو اور اپنے اس فعل کو جائز جاننا۔

غیر اللہ کو قانون سازی یا قانون میں ترمیم و تغیر و تبدل کرنے کا مجاز تسلیم کرنا۔

۵۔ ملائکہ، جنّ اور شیاطین کے متعلق ان عقائد و اعمال باطلہ کا بیان جن سے

ایمان ضائع ہو جاتا ہے

۰۔ ان کے وجود کا انکار کرنا یا قرآن میں ان کے متعلق جو کچھ وارد ہوا ہے اسے جھٹلانا یا اسے

قصے

کہانیاں سمجھنا۔

• یہ کہ ملائکہ، انسان میں خیر کی قوتیں ہیں اور شیاطین شر کی ، ان کا اپنا کوئی حقیقی وجود نہیں۔

• یہ عقیدہ رکھنا کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔

• قادیانیوں اور بہائیوں کی طرح یہ عقیدہ رکھنا کہ جبریلؑ ابھی تک اسی طرح وحی لاتا ہے جس طرح انبیاء اور رُسل پر لاتا رہا ہے (یعنی سلسلہ نبوت منقطع نہیں ہوا ہے)۔

• یہ دعویٰ کرنا کہ نزول وحی کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت

فاطمہؑ پر چند ماہ جاری رہا۔ (اثنا عشریہ کی طرح)

• تمام ملائکہ یا ان میں سے کسی ایک مثلاً عزرائیل کو گالیاں دینا۔

• ملائکہ کا اور ان کی قدرت اور طبیعت کا مذاق اڑانا۔

- - ملائکہ، جن اور شیاطین کے متعلق قرآن میں جو کچھ ہے اسے رمزی حکایات قرار دینا۔
- - یہ کہنا کہ ابلیس کا قصہ مضحکہ خیز ہے یا یہ ایک دینی حکایت ہے۔
- - یہ کہنا کہ جب تک میں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں یا اپنے ہاتھوں سے چھو نہ لوں ان کے وجود کو تسلیم نہیں کروں گا۔
- - جبریلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ اور عزرائیلؑ کے نام لکھ کر سب کو یا کسی ایک نام کو گندگی میں توہین کی غرض سے یا حقارت سے پھینک دینا۔

۶۔ قرآن کریم اور دیگر آسمانی کتب سے متعلق ان عقائد و

اعمال کا بیان جن سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے

- - قرآن کریم یا اس کی کسی آیت پر تھوکانا۔
- - حقارت سے اسے زمین پر پھینکنا یا اپنے پاؤں تلے روندنا، یا اس کے صفحات سے توہین کے لیے کھیلنا اور اس کی شان گھٹانا۔
- - اسے گندگی سے ملوث کرنا، یا نجاست میں پھینکنا، یا نجاست کے قریب حقارت اور اہانت کی غرض سے رکھ دینا۔
- - کوئی کتاب لکھ کر دعویٰ کرنا کہ یہ قرآن جیسی ہے، یا اس سے افضل ہے۔
- - قرآن کے معجزہ ہونے یا اس کے منزل من اللہ ہونے میں شک کرنا۔

- قرآن کو، کسی سورت کو یا کسی آیت کو یا اس سے بھی کم کسی حصے کو گالیاں دینا۔
- قرآن کی چند سورتوں، آیات یا کسی حصے کا جو قرآن کا جزو ہیں، کا انکار کرنا۔
- یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی تصنیف ہے یا اس کی تصنیف میں

دوسرے

لوگوں نے آپ کی مدد کی۔

- مستشرقین کی طرح یہ دعویٰ کرنا کہ یہ توراۃ، انجیل، امثال العرب اور اگلے لوگوں کی حکایات

سے

ماخوذ ہے۔

- یہ دعویٰ کرنا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اکٹھا ایک ہی دفعہ نازل ہوا۔

• - یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن اصل میں موجودہ ۳۰ پاروں سے زیادہ یا کم نازل ہوا۔ (شیعہ کی طرح)

• - یہ دعویٰ کرنا کہ جو قرآن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا وہ حضرت علیؓ اور ان کی اولاد میں محفوظ

ہے اور موجودہ قرآن مُحرّف ہے جسے امام منتظر آکر جلا ڈالے گا۔

• - شیعہ جعفریہ کی طرح یہ دعویٰ کرنا کہ آپؐ کی وفات کے بعد قرآن کا آخری حصّہ حضرت فاطمہؓ پر

نازل ہوا جسے مُصحفِ فاطمہؓ کہا جاتا ہے۔

• - یہ دعویٰ کرنا کہ اگر عصرِ حاضر کے لوگ اکٹھے ہو جائیں تو قرآن جیسی یا اس سے بہتر کتاب لکھ

سکتے ہیں۔

• - یہ دعویٰ کرنا کہ مُسلم نے قرآن کے مطالب کو بدل دیا ہے اور سُنّت کو یا اس پر عمل یا اس کے کسی حصّے پر عمل کو ساقط کر دیا ہے۔

• - حالتِ جنابت میں قرآن کی تلاوت کو جائز سمجھنا۔

• - قرآن میں وارد قصص الانبیاء اور ان کے مُعجزات کا انکار کرنا، یا چیونٹی اور ہڈبُڈ کے بات

کرنے، عصائے موسیٰ اور جادو، واقعہ معراج، اصحابِ فیل اور ابابیلوں، اصحابِ کہف کے قصے اور ابراہیمؑ کے آگ میں ڈالے جانے اور اسی طرح کے دوسرے قصص کی صحت میں شک کرنا۔

• - یہ دعویٰ کرنا کہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن جس سے اللہ کے خاص بندے ہی واقف

ہیں اور اس کا ظاہر باطن سے مختلف ہے، ظاہر عوام الناس جانتے ہیں، جیسا کہ فرقہ باطنیہ کا عقیدہ ہے۔

۷۔ انبیاء علیہم السلام سے متعلق ان عقائد و اعمالِ باطلہ کا بیان جن سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے

- ۰۔ نبوتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یا آپ کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنا۔ (
- ۰۔ یہ دعویٰ کرنا کہ آپ دیگر فلاسفہ یا مصلحین کی طرح محض ایک مصلح تھے۔
- ۰۔ آپ کی طرف جھوٹ منسوب کرنا یا کسی ایسے وصف سے موصوف کرنا جو آپ کے شایانِ شان نہیں۔

۱۔ آپ کو یا دیگر انبیاء کو جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے، گالیاں دینا۔

۱۔ آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا یا ایسے جھوٹے نبی کے دعوے کی تصدیق کرنا۔

۱۔ آپ سے بغض رکھنا یا آپ کے اسم گرامی، رسالت، سیرت اور سنت سے نفرت کرنا۔

۰۔ یہ دعویٰ کرنا کہ فی زمانہ دوسرے لوگوں کی ہدایت بھی آپ کی ہدایت کی طرح ہے یا اس سے

بھی افضل ہے۔

۰ ✓۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کی تعلیمات جدید دور میں قابل عمل نہیں۔

۰ ✓۔ یہود کی طرح آپ سے یا دیگر انبیاء سے کوئی بُری بات یا عمل منسوب کرنا۔

۰۔ آپ سے زیادہ کسی سے محبت کرنا، خواہ وہ حضرت علیؓ، یا کوئی امام یا ولی ہو (یا عورت ہو،

مترجم)

۰۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ جبریلؑ غلطی سے حضرت علیؓ کی بجائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر

وحی لے جاتے

رہے۔

۱۔ یہ دعویٰ کرنا کہ ریاضت اور مشقت کے ذریعے نبوت حاصل کی جاسکتی ہے۔

۰۔ دیدہ دانستہ آپ کو کاذب جاننا۔

۰ ✓۔ اپنے ساتھی سے کہنا میں تم سے اتنی محبت کرتا ہوں جتنی مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

سے ہے، یا

ان سے بھی زیادہ۔

• - اپنے دشمن سے یہ کہنا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری سفارش کریں تو بھی میں قبول نہ کروں۔

✓ • - اپنے دوست سے یہ کہنا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی زیادہ سچے ہو، یا مجھے ان سے زیادہ عزیز ہو۔

• - زبانی، تحریری، ڈرامائی تمثیل یا تصاویر کے ذریعے آپ کا مذاق اڑانا، یا تعدد ازواج پر اعتراض کرنا۔

• - یہ دعویٰ کرنا کہ آپ اُمّی نہیں تھے بلکہ لکھے پڑھے تھے۔

• - حدیث اور سیرت کی کتابوں کی توہین کرنا یا انہیں حقارت سے پھینکنا یا پھاڑ ڈالنا۔

• - جملہ انبیاء علیہم السلام یا ان میں سے کسی ایک کا نام کاغذ کے پُرزے پر لکھ کر اسے نجاست میں پھینکنا۔

۰ - پیغام نبوت پر زبانی، تحریری تمثیل یا تصاویر کے ذریعے اعتراض کرنا۔

۰ - اُم المومنین حضرت عائشہ کو تہمت سے بری نہ سمجھنا جس سے اللہ نے انہیں بری فرمایا اور شیعہ کی

طرح آپ کی براءت میں کلام کرنا، جیسا کہ شیعہ حضرات کی آج تک یہی روش چلی آ رہی ہے۔

۰ - آپ کی دیگر ازواج مطہرات میں کسی ایک کی طرف یا آپ کی والدہ ماجدہ کی طرف کوئی بُرا فعل یا

عیب منسوب کرنا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

۸- آخرت کے متعلق اُن عقائد و اعمالِ باطلہ کا بیان جن کے صدور سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے

۰ - آخرت، حساب کتاب، میزانِ عمل، پُل صراط، عرشِ معلیٰ، لوح محفوظ، جنت و دوزخ اور اسی طرح کے

دوسرے غیبی امور جن کا قرآن میں صراحتاً ذکر ہے، کا منکر ہونا۔

۰ - آخرت، حساب کتاب اور جزا و سزا کی حکمت پر معترض ہونا۔

۰ - آخرت اور جنت و دوزخ کا مذاق اڑانا۔

۰ - حشرِ نشر کی صحت پر شک کرنا۔

۰ - اس بناء پر معاصی کا ارتکاب کرنا کہ اگر حساب کتاب ہوگا تو اللہ غفور رحیم ہے (بخش دے گا)

اور

اگر نہیں ہوگا تو بھی اپنے وارے نیارے ہیں۔

• - داروغہ جہنم اور اس کے ساتھیوں، حور و قصور اور متقین کے لیے موعودہ انعامات کا تمسخر اُڑانا۔

یہ عقیدہ رکھنا کہ جنت اس دُنیا میں سعادت اور جہنم اس دُنیا میں شقاوت کا نام ہے۔

• - عذاب دوزخ کو کٹنا، یا اسے چند گنے چنے ایام کے لیے سمجھنا۔

• - جنت، دوزخ اور جزا و سزا کو گالیاں دینا۔

• - مزاحاً دوزخ کی مدح سرائی کرنا کہ وہاں گویے اور رقاصائیں ہونگی جبکہ جنت میں نمازیوں کے سوا کچھ نہ ہوگا۔

• - بغیر محبوب کے جنت پر محبوب کی رفاقت میں جہنم کو ترجیح دینا۔

• - نو نقد نہ تیرہ اُدھار پر عمل کرتے ہوئے دُنیا کے رزقِ حرام کو آخرت کے اجر پر فوقیت دینا۔

- — اللہ تعالیٰ کی قدرتِ احیائے موتی (مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا) پر شک کرنا۔
- — یہ عقیدہ کہ جنت دوزخ میں جانا ہمیشہ کے لیے نہیں ہوگا۔

۹۔ قضا و قدر کے متعلق اُن عقائد و اعمال باطلہ کا بیان جن کے

صدور سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے

- — قضا و قدر کا انکار کرنا یا ان کا مذاق اڑانا یا اس سے نفرت کرنا۔
- — قضا و قدر میں جو حکمتِ الہی پوشیدہ ہے اس پر معترض ہونا۔
- — اللہ تعالیٰ کو قضا و قدر کے سبب ظالم ٹھہرانا یا اس پر اُسے ملامت کرنا۔
- — یہ کہنا کہ انسان چونکہ اپنے ارادے میں آزاد نہیں اس لیے اس سے اس کے افعال کی بازپرس نہیں ہوگی۔
- — یہ کہنا کہ اللہ اس بات پر قادر نہیں کہ انسان کو اس کے ارادے یا افعال سے باز رکھے۔
- — قضا و قدر کو گالیاں دینا یا یہ چیلنج کرنا کہ عنقریب ہم موت پر غالب آجائیں گے اور تقدیر کا لکھا ٹال دیں گے۔
- — یہ سمجھ کر فواحشات کا ارتکاب کرنا کہ تقدیر میں یہی لکھا ہے اور وہ قضائے مبرم کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور ہے۔
- — کافر ظالم اور فاسق کو بے گناہ سمجھنا اور ان کے افعال کا سبب تقدیر کو ٹھہرانا۔
- — قضا و قدر پر ایمان کو ارکانِ ایمان میں شامل نہ سمجھنا۔

۱۰۔ کلمہ شہادت کے متعلق اُن عقائد و اعمال باطلہ کا صدور

جن سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے

• — صرف یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کی گواہی نہ دینا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ

کے رسول ہیں۔

• — یہ سمجھنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف عربوں کے لیے مبعوث ہوئے، تمام عالم کے لیے نہیں۔

• — مذاقاً اور استہزاءً کلمہ شہادت کو معکوس طریقے سے پڑھنا۔

• — کسی ناپاک جگہ کلمہ شہادت لکھنا، یا لکھ کر حقارت سے نجاست میں پھینکنا۔

۱۱۔ نماز کے متعلق اُن عقائد و اعمال باطلہ کا بیان جن کے

صُدور سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے

- - نماز کی فرضیت کا منکر ہونا اور اُسے لازمی کے بجائے اختیاری فعل تصوّر کرنا۔
- - حُسنِ اخلاق اور حُسنِ معاملہ کے مقابلہ میں ترکِ نماز کو نیکی قرار دینا۔
- - بغیر وضو اور طہارت کے نماز پڑھنے کو جائز جاننا۔
- - نماز کے لیے غسل اور وضو کو غیر ضروری سمجھنا یا ان کے فرائض میں سے کسی ایک فرض کا منکر ہونا۔
- - بغیر رکوع و سجود کے نماز کو جائز سمجھنا۔
- - اللہ تعالیٰ کے لیے سجدے کو مہذب انسان کی ذلت اور اس کی شان کے خلاف سمجھنا۔
- - قبلہ کے علاوہ کسی اور طرف رُخ کر کے نماز پڑھنے کو جائز رکھنا اس لیے کہ قبلہ کی طرف منہ کرنا بھی
- ایسا ہی شرک ہے جیسا مشرکوں کا بُتوں کی طرف منہ کرنا۔
- - نماز میں مضمحل حکمت پر یا اس کی رکعات کی تعداد پر معترض ہونا۔
- - نمازیوں کا نماز کی وجہ سے تمسخر اُڑانا۔
- - اذان کا مذاق اُڑانا، یا یہ رائے رکھنا کہ اعلان کے لیے گھنٹی بجانا اذان سے بہتر ہے۔
- - نفاست پسند آدمی کو نماز کی طہارت سے مستغنی تصوّر کرنا۔

• - تیمم کا مذاق اڑانا اور اسے گندگی کہنا، لہذا ذوقِ سلیم کے منافی تصور کرنا۔

• - نماز، اور نمازیوں کو ناپسند کرنا۔

• - یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی ضرورت نہیں، نیز وہ غفورٌ رحیم ہے اس لیے ترکِ

نماز

پر مُصر رہنا۔

• - امام منتظر کے ظہور کے بغیر نمازِ جمعہ اور نماز با جماعت کو غیر واجب جاننا۔

• - یہ دعویٰ کرنا کہ جب تک مسلمانوں کی حکومت قائم نہیں ہوتی اُن پر فرض نماز ساقط ہو گئی۔

• - پانچوں نمازوں کے اکٹھا ادا کرنے کے جواز کا فتویٰ دینا۔

• - یہ فتویٰ دینا کہ قبل از وقت نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

- یہ کہنا کہ دینِ حُسنِ سلوک کا نام ہے، نماز کی کوئی ضرورت نہیں۔
- یہ دعویٰ کرنا کہ تسبیح اور استغفار نماز سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔
- شمس و قمر، شجر و حجر، حیوان و انسان، بادشاہ اور حاکم کو سجدہ کرنا۔

۱۲۔ زکوٰۃ کے متعلق ایسے عقائد و اعمال کا بیان جن کے

صُدور سے ایمان قائم نہیں رہتا

- وجوبِ زکوٰۃ کا منکر ہونا۔
- زکوٰۃ کی حکمتِ تشریعی یا اُس کے نصاب اور نسبت پر اعتراض کرنا۔
- اسے تاوان، جزیہ (ٹیکس) تصوّر کرنا۔
- اُس کی امام کو ادائیگی سے انکار کرنا۔
- اس کو بھیک مانگنے کی ایک قسم قرار دے کر اس کا تمسخر اُڑانا۔
- یہ دعویٰ کرنا کہ اشتراکیت کا نظام اس سے بہتر ہے یا اس سے مستغنی کرتا ہے۔
- اس بات کو جھٹلانا کہ زکوٰۃ سے مال پاک ہوتا ہے یا بڑھتا ہے۔
- قرآن میں مذکور اٹھ مصارفِ زکوٰۃ کے علاوہ کسی مصرف میں لانے کو جائز بتانا۔
- اسے بورژوائی و سرمایہ دارانہ نظام قرار دینا۔

۱۳۔ صیامِ رمضان کے متعلق اُن عقائد و اعمال کا بیان جن کے صُدور سے ایمان باطل ہو جاتا ہے

- رمضان کے تمام روزوں یا ان میں سے چند کی فرضیت کو نہ ماننا۔
- روزوں کی حکمتِ تشریعی کا تمسخر اڑانا۔
- روزے رکھنے پر روزہ داروں کا مذاق اڑانا۔
- رمضان کے مہینے کے روزوں کو سال کے دیگر مہینوں سے بدل دینے کو مباح قرار دینا۔
- روزہ کو بدن کے لیے مہلک اور پیداوار میں کمی کا باعث سمجھ کر غیر ضروری قرار دینا۔
- یہ دعویٰ کرنا کہ روزہ ڈھونگ ہے اور دنیاوی مشقتیں روزے سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔
- یہ دعویٰ کرنا کہ جماع ، سگار اور سگریٹ وغیرہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔
- رمضان کی راتوں میں روزہ رکھنے پر
- لیلة القدر کا انکار کرنا یا مذاق اڑانا
- روزہ دار کو روزہ خور کے مقابلہ می
- اسے اللہ کی راہ پر چلنے سے رو
- بدعت کے طور پر اور عقیدہ سمجھ ک

۱۴۔ حج کے متعلق ایسے عقائد و اعمال

• حج کی فرضیت کو تسلیم نہ کرنا

• حج کی مشروعیت، شعائر اور منا

• کعبے کی تعمیر کو طنزاً کہہ بتلانا اور ب

• کعبہ پر زبانِ طعن دراز کرنا - زیا

کی آرزو کرنا۔

• حج کو بیت اللہ کے علاوہ کسی ا

قرار دینا۔

• شیعہ اور قادیانیوں کی طرح ی

بغیر حج ادا نہیں ہوتا۔ ا

• کعبہ کو نجاست سے آلودہ ک

۱۵۔ رُوح شریعت اور اس ک

کے صُذور سے ایما

• اللہ کے حلال کردہ اُمور کو حرا

• حلال و حرام کی حکمت پر نک

• فواحشات کو حلال جاننا یا

• رمضان کی راتوں میں روزہ رکھنے اور دنوں میں افطار کرنے کو مباح سمجھنا۔

• لیلة القدر کا انکار کرنا یا مذاق اڑانا اور اسے خرافات سمجھنا۔

• روزہ دار کو روزہ خور کے مقابلے میں بُرا جاننا اور اس طرح اس کے دین اور روزہ کی تحقیر کرنا

اور

• اسے اللہ کی راہ پر چلنے سے روکنا ۔

• چیلنج کے طور پر اور عقیدہ جمہور کا مضحکہ اڑانے کی خاطر علانیہ رمضان کے روزے کھانا۔

۱۴۔ حج کے متعلق ایسے عقائد و اعمال کا صدور جن سے

ایمان باطل ہو جاتا ہے

• حج کی فرضیت کو تسلیم نہ کرنا۔

• حج کی مشروعیت ، شعائر اور مناسک کا مضحکہ اڑانا۔

• کعبے کی تعمیر کو طرز کہن بتلانا اور اپنے گھروں کا طرز تعمیر اس سے بہتر تصور کرنا۔

• کعبہ پر زبان طعن دراز کرنا، زبانی، تحریری اور تصویر کے ذریعے اس کا خاکہ اڑانا یا اس کے زوال

کی آرزو کرنا۔

• حج کو بیت اللہ کے علاوہ کسی مقام پر اور ذی الحج کے مہینے کے علاوہ کسی وقت کرنے کو

مباح

قرار دینا۔

• شیعہ اور قادیانیوں کی طرح بعض ائمہ اور صالحین کی قبور کی زیارت کو حج کا رکن جاننا جس کے

بغیر حج ادا نہیں ہوتا۔

• کعبہ کو نجاست سے آلودہ کرنے کا ارادہ کرنا یا حقارت سے اس کی طرف پیٹھ کرنا۔

۱۵۔ رُوح شریعت اور اس کے متعلق دوسرے امور کے بارے میں

جن عقائد و اعمال

کے صدور سے ایمان قائم نہیں رہتا

• اللہ کے حلال کردہ امور کو حرام اور حرام کو حلال کرنا۔

• حلال و حرام کی حکمت پر نکتہ چینی کرنا یا اس کا تمسخر اڑانا۔

• فواحشات کو حلال جاننا یا مسلمانوں میں ان کی نشر و اشاعت کی کوشش کرنا یا اس پر راضی

ہونا۔

- دیدہ دانستہ خدا اور رسول کے احکام کے خلاف فتویٰ دینا۔
- محرّمات مثلاً بیٹی، باپ کی بیوی، چچی اور خالہ وغیرہ سے نکاح کو جائز قرار دینا۔
- دو سگی بہنوں سے اکٹھا نکاح کرنے کو جائز قرار دینا۔
- اسلام میں تعدّد ازواج کی حکمت پر اعتراض کرنا یا اسے مسلمانوں کے لیے حرام قرار دینا۔
- اسلام میں طلاق کی حکمت پر معترض ہونا یا مسلمانوں پر اسے حرام کر دینا۔
- اسلام میں پردے کے حکم پر اعتراض کرنا یا اسے مسلمان عورتوں پر حرام کرنا۔
- باپردہ عورتوں کے پردے کا مضحکہ اڑانا اور اس سے انہیں روکنا، یا بے پردگی کو جائز بتانا۔
- یہ دعویٰ کرنا کہ پردے کی مذہب و ملت میں کوئی سند نہیں بلکہ یہ عباسیوں کی بدعت ہے۔
- اسلام میں میراث کی حکمت پر معترض ہونا یا عورت کی میراث مرد کے برابر تصوّر کرنا۔
- تین طلاق یعنی طلاق مغلظہ کے بعد مُطَلَّقه سے تعلقاتِ زناشوئی کو جائز جاننا۔
- بغیر نکاح مسنونہ یا مہر یا گواہوں کے شادی کو جائز قرار دینا۔
- حیض میں بیوی سے مباشرت کو جائز سمجھنا۔
- یہ دعویٰ کرنا کہ روحانی طور پر وہ اس مقام پر ہے جہاں اس سے شرع کی پابندی ساقط ہو گئی ہے
- نیز حلال و حرام اور اطاعت و معصیت اس کے لیے برابر ہیں۔
- یہ دعویٰ کرنا کہ وہ مارتا اور جلاتا ہے یا علم غیب اور جو کچھ رحمِ مادر میں ہے جانتا ہے۔
- اللہ اور اپنے درمیان واسطے اور وسیلے بنانا جسے مصائب میں پکارے اور اپنی قضائے حاجات

اور خواہشات کو پورا کرنے کے لیے اس پر توکل کرے۔

• جادو، علم نجوم اور عرافہ کو جائز تصور کرنا۔

• زنا، شراب، سُود، جوئے اور خنزیر کے گوشت کو حلال بتانا۔

• مزاحاً یا سنجیدگی سے، دیدہ دانستہ یا نادانستہ کلمہ کفر بولنا۔

• خدائی کا دعویٰ کرنا، یا یہ کہنا کہ اللہ کی رُوح اس میں حلول کر گئی ہے۔

کے خلاف فتویٰ دینا۔ متعہ وغیرہ سے نکاح کو جائز قرار دینا۔ کافر قرار دینا۔ نہیں کرنا یا اسے مسلمانوں کے لیے حرام قرار دینا۔ مسلمانوں پر اسے حرام کر دینا۔ نماز سے مسلمان عورتوں پر حرام کرنا۔ اور اس سے انہیں روکنا، یا بے پردگی کو جائز بتانا۔ میں کوئی سند نہیں بلکہ یہ عباسیوں کی بدعت ہے۔ تھا یا عورت کی میراث مرد کے برابر تصور کرنا۔ کے تعلقات زنا شوئی کو جائز جاننا۔ وری کو جائز قرار دینا۔

پر ہے جہاں اس سے شرع کی پابندی ساقط ہو گئی ہے اس کے لیے برابر ہیں۔ غیب اور جو کچھ رحم مادر میں ہے جانتا ہے۔ ماننا جسے مصائب میں پکارے اور اپنی قضا حاجات پر توکل کرے۔ بات کو حلال بتانا۔ کافر ہونا۔ میں حلول کر گئی ہے۔

• اسماعیلیوں اور علویوں کی طرح الوہیت کے مدّعی کی تصدیق کرنا۔

• یہ دعویٰ کرنا کہ وہ اپنی موت کے وقت سے اور ماضی اور مستقبل کے حال سے واقف ہے۔

• اسلام کی شان گھٹانا، یا اس پر زبان طعن دراز کرنا، یا اسے پس ماندگی اور تنزل کا سبب ٹھہرانا۔

• یہ کہنا کہ اسلام کا دور خیالی دور تھا عصرِ حاضر میں اس کا قیام ناممکن ہے جیسا کہ بہت سے

روشن

خیال لوگوں کا خیال ہے۔

• یہ گمان کرنا کہ اسلام مسلمانوں کی پس ماندگی کا سبب ہے۔

• یہ گمان کرنا کہ مسلمانوں کی ترقی و خوشحالی چودہ صدی پرانے دین کی تعلیمات کے ترک پر

منحصر ہے۔

• دروڑیوں کی طرح تناسخ ارواح پر عقیدہ رکھنا۔

• عالم کو قدیم اور ازلی ماننا۔

• یہ زعم کرنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک تھے۔

• وصیتِ علی کے انکار کو رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کے مترادف ٹھہرانا۔

• مسلمان کا ناحق خون، حلال جاننا، جیسا کہ خوارج اور شیعہ کا نظریہ ہے۔

• خوارج کی مانند یہ عقیدہ رکھنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اکثر صحابہ کافر ہو گئے۔

• صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بغض رکھنا، اُن پر لعنت بھیجنا، ان کو کافر ٹھہرانا، گالیاں دینا،

اور ان سب باتوں کی تشہیر کو جائز تصور کرنا۔

• مومن کے کفر اور کافر کے ایمان کی گواہی دینا۔

• مسلمانوں میں تفرقہ و انتشار پھیلانے کی غرض سے قومیت پرستی کی دعوت دینا۔

• اہل کتاب کی عبادت گاہوں کی تعمیر میں اور اُن کے مذہبی رسوم کی ادائیگی میں تقرّب الی اللہ کی

غرض سے اُن کی اعانت کرنا یا شریک ہونا۔

• اہل کتاب کی موجودہ کُتب اور عبادات کو درست (غیر محرّف) جاننا۔

• اشتراکیت، فری میسنری، قادیانیت، بہائیت، یا باییت (بابی ازم) پر ایمان لانا۔

- کفر اور کافروں کی تعظیم کرنا۔ یا مسلمانوں کے خلاف کفار سے تعاون کے لیے پکارنا۔
- کفار کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے جنگ کرنا، یا ان کے لیے جاسوسی کرنا۔
- لشکر کفار کی مدد کرنا، یا اسے مسلمانوں کے خفیہ مقامات کی راہ بتانا۔
- مسلمانوں سے بغض اور کفار سے محبت کی بنا پر دارالاسلام سے دارالحرب میں فرار ہو جانا۔
- روافض اور باطنیہ مثلاً دروزیہ اور اسماعیلیہ کو مسلمان جاننا یا ان کے کفر میں شک کرنا۔
- غیر اہل کتاب مشرکین کی عورتوں، اسلام سے مرتد عورتوں، فرقہ باطنیہ کی خواتین، قادیانی عورتوں،
- اشتراکی اور فری میسنری عورتوں سے نکاح کو مباح جاننا۔
- مذکورہ بالا اسلام سے مرتد باغی گروہوں کے کھانے کو حلال تصور کرنا۔
- ان کے مردوں کی نماز جنازہ پڑھنے اور انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کو جائز بتانا۔
- یہ دعویٰ کرنا کہ وہ اُس دن تک زندہ رہے گا جب امام منتظر شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منسوخ
- کر کے شریعت یہود نافذ کرے گا۔
- امام منتظر کے ظاہر ہونے پر اُس کے دعوے کی تصدیق کرنا یا اس کے مذہب کی پیروی کرنا۔
- یہ گمان رکھنا کہ انبیاء لوگوں میں عداوت کا سبب ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو سب انسان بھائی بھائی ہوتے۔

- اسلامی قوانین کی تنسیخ اور ان کی جگہ بشری قوانین کے نفاذ کو جائز قرار دینا۔
- اسلام کو نظام حکومت یا نظام حیات کی بجائے محض بندے کا اپنے رب کے ساتھ تعلق قرار دینا۔
- مذہب کو اقوام کے لیے افیون تصور کرنا۔
- مسلمانوں کے عقیدے میں فساد برپا کرنے کی غرض سے دین میں کسی نئی بات کو رواج دینا۔
- تفاسیر باطنیہ کی طرح قرآن کریم کی ایسی تفسیر کرنا جو اللہ کی مراد کے خلاف ہو۔
- ہر دین کو جس میں خدا کی عبادت کی جائے دین مقبول قرار دینا۔
- یہ عقیدہ رکھنا کہ ارکان اسلام یہ ہیں: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ولایت۔

- — غیر اللہ مثلاً فرعون کے شرف یا والدین کے سر اور اولاد کی قسم کھانا۔
- — مقصد برآری کے لیے جھوٹی قسم کھانے کو جائز کہنا۔
- — حصول نصب العین، یا کامیابی یا حصول رزق کے لیے اللہ کی نافرمانی کو جائز بتانا۔
- — یہ اعتقاد رکھنا کہ حاکم وقت کو شریعت کے احکام کے خلاف قوانین گھڑنے کا حق حاصل ہے، یا
- حاکم کا بغیر ما انزل اللہ حکم کرنا جائز ہے۔
- — یہ اعتقاد رکھنا کہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین ہی مسلمانوں کی ترقی کا واحد ذریعہ ہیں۔
- — اعداء اللہ کے ساتھ محبت و مودّت سے پیش آنا، یا ان کی تعظیم و تکریم کرنا مسلمانوں کے بجائے
- کفار کو دوست بنانا اور سمجھنا۔
- — دین کو سیاست سے جدا قرار دینا یا دین کو سیاست سے علیحدہ کرنے کے لیے کوشاں ہونا، یا ایسی
- کوشش کرنے والوں کی اعانت کرنا۔
- — لادینی نظام کو اسلامی نظام پر فوقیت دینا۔
- — حکم بغیر ما انزل اللہ کو شرح صدر کے ساتھ تسلیم کرنا۔
- — یہ اعتقاد رکھنا کہ اسلامی شریعت عصر جدید کا ساتھ نہیں دے سکتی۔
- — قرآن کریم کو محض وعظ و نصیحت کی ایک کتاب تصوّر کرنا۔

- قرآن و سنت کے مطابق فیصلے کرانے سے احتراز کرنا۔
- قرآن کے ایک حصے پر عمل اور دوسرے حصے کے ترک کو جائز کہنا۔
- یہ اعتقاد رکھنا کہ شریعت داؤد شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ہے۔
- حدود شرعی کو ناجائز اور خود ساختہ سزاؤں کو جائز بتانا۔
- یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر

عمل

کی ضرورت نہیں۔

- اسلامی نظام سے بغض و عناد کے باعث خلافت کا مضحکہ اڑانا ۔

یہ نیت کرنا کہ عنقریب وہ کفر اختیار کرے گا یا کفر کی طرف لوٹ جائے گا۔

یہ وہ چند اقوال و افعال، اعتقادات اور شکوک و شبہات ہیں جو ایک مسلمان کو کافر بنا دیتے ہیں اور جن کا فاعل مرتد ہو جاتا ہے اور اس کا جان اور مال ان شرائط مقررہ کے ساتھ جن کا ذکر ہم اپنے مقام پر کریں گے، مسلمانوں کے لیے حلال ہو جاتا ہے۔ مندرجہ بالا مثالیں مشتے نمونہ از خروارے ہیں، انہی کو حرف آخر نہ سمجھ لیا جائے بلکہ اس پر آپ مزید قیاس کر سکتے ہیں۔

حضرت عبدالقادر عودہ شہیدؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”التشریع الجنائی الاسلامی“ میں ارتداد کے موضوع کے ضمن میں ان افعال و اقوال کا ذکر کیا ہے جو کفر تک پہنچا دیتے ہیں۔ آپ رقمطراز ہیں:

”ان مثالوں میں سے جو عصر حاضر میں شریعت اسلامیہ سے امتناع کی بدولت کفر پر دلالت کرتی ہیں، ایک یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کے مطابق حکم کرنے سے روکنا اور اس کے بجائے انسانوں کے خود ساختہ قوانین کا نفاذ ہے۔ اسلام میں یہ نص قطعی موجود ہے کہ قوانین الہیہ کے مطابق حکم چلانا واجب ہے اور اس کے خلاف قوانین نافذ کرنا حرام ہے اور فقہاء اس امر پر متفق ہیں کہ شریعت اسلامیہ کے خلاف جو بھی قوانین ہیں وہ باطل ہیں ان کی اطاعت واجب نہیں اور ان پر عمل مسلمانوں کے لیے حرام ہے۔ خواہ کوئی حکومت ان کا حکم کرے یا ان کی اطاعت کو مباح قرار دے۔

اور اس بات پر بھی فقہاء کا اتفاق ہے کہ جو شخص یا حکمران مسلمانوں پر غیر منزل من اللہ قوانین مسلط کرے اور احکام الہی یا کسی حکم الہی پر عمل کو چھوڑ دے بغیر کسی تاویل صحیح کے اور اپنے اس فعل کو درست قرار دے تو اس کا عمل کفر، ظلم یا فسق میں سے کسی ایک حکم کے مصداق ہے، جیسی بھی صورت ہو۔

اور اس ٲر بهى اءفاق هے كه ءس نهى الله اور اس كه رسول صلى الله عليه وسلم كه احكام كو رد كىا؁ خواه اس كا رد شك كى وجه سهى هو يا ان كو قبول نه كرتا هو؁ يا سره سهى ان كو تسلیم هى نه كرتا هو
تو وه دائره اسلام سهى ءارج هے -

اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ شریعت عصر جدید کا ساتھ نہیں دے سکتی ، یا یہ مسلمانوں کی پستی و انحطاط کا سبب ہے ، یا یہ کہ جب تک مسلمان شریعت سے نجات حاصل کر کے انسانوں کے خود ساختہ قوانین کو نہیں اپناتے تو وہ ترقی کے مدارج طے نہیں کریں گے ، تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے“

(التشریع الجنائی الاسلامی ج ۲ ص ۷۰۰ - ۷۰۱)

ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں ثابت قدم رکھے اور ایسے عقائد، شرک، قول و فعل سے بچائے جو ارتداد کا باعث ہو اور اپنے بھائیوں کے لیے یہ آرزو کرتے ہیں کہ وہ بھی ان اقوال و افعال، اعتقادات، شکوک و شبہات سے احتراز کریں جو کفر کا باعث ہیں اور جن کی مثالیں ہم اوپر دے چکے ہیں۔ نیز ہمارا ایمان سلامت رکھے جو ہمارے دین کی اساس ہے اور اسی میں ہم سب کی سعادت ہے اور دنیا و آخرت میں ہماری فلاح کا سبب ہے۔

۱۶- ضمیمہ۔ اعتقاد کے لحاظ سے ایک ہی گناہ کے مختلف

احکام

چور اگر چوری کو گناہ سمجھتے ہوئے اس کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ فاسق ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے۔ اگر جرم کی شرائط اور ارکان پورے ہوں۔ اور اگر وہ چوری کو جائز سمجھ کر بغیر کسی شبہ یا تاویل کے مسلمانوں کے اموال کی چوری کو حلال سمجھے تو وہ کافر مرتد ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے، اور اگر تائب ہو جائے تو صرف حد سرقہ جاری کی جائے۔

اسى طرء اءر شرابى شراب كو ءرام اور شراب ءورى كو ءناه سمءهے ءو وه فاسق هے اور اس كى سزا كوڑے مارنا هے اءر وه شراب كو ءلال سمءهے ءو وه كافر مرءء هے اءر ءه ءوء نه پىءا هو- اءر وه ءوبه نه كرے ءو قءل كىا ءائے-.

اور ايسى هى مءال زانى؁ قاءل؁ رمضان كرے روزه كهانه والے؁ ءائضه بىوى سے مباشرء كرنے والے يا نماز كرے ءارك كى هے اءر وه اپنے ان اءعال كو ءناه سمءهءے هوں ءو فاسق مسلمان هیں ان پر هر ءناه كرے مطابق ءءوء ءارى هونءى؁ قصاص اور ءعزىر كا سزاوار هوءا- اءر رجوع نه كرىں ءو ان كا قءل

جائز ہے۔ خوارج گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر قرار دیتے ہیں اور اس کی توبہ قبول نہیں کرتے اور اس کی جان و مال کو حلال سمجھتے ہیں اور یہ کہ مرتکب گناہ کبیرہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا۔ ان کا یہ عقیدہ اس لیے باطل ہے کہ فقہاء نے خود ان پر کفر اور ملت سے خروج کا فتویٰ دیا ہے۔

دوسری فصل

تاریخ اسلام میں دینی ارتداد کی اقسام

۱۷۰ - تمہید

۱۸۰ - انفرادی اور اجتماعی ارتداد

۱۹۰ - نظری اور عملی ارتداد

۲۰۰ - جلی اور خفی ارتداد

۲۱۰ - ارتداد علانیہ اور خفیہ

۲۲۰ - ارتداد عام اور خاص

۲۳۰ - ارتداد صغریٰ اور کبریٰ

۱۷۔ تمہید

اسلام کے اولین دور (جبکہ ابھی قرآن نازل ہو ہی رہا تھا) سے لے کر پھر خلفاء راشدہ ، امویہ ، عباسیہ ، فاطمیین اور عثمانی ، حتیٰ کہ عصر حاضر تک مسلمان جس کثرت سے ارتداد کے قعر مذلت میں گرتے رہے ہیں اگر اس کی تاریخ لکھنے بیٹھیں تو پوری ایک کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ بلکہ صرف موجودہ صدی میں ارتداد کی جتنی متنوع اقسام ہیں، نیز مؤثر اسباب اور ہولناک نتائج، طبیعت و ہیئت کے لحاظ سے علانیہ اور خفیہ، اس کی جس قدر شکلیں اور صورتیں ظہور پذیر ہوئی ہیں محض ان کے بیان کے لیے ایک تصنیف درکار ہے، ان کی تفصیل کا یہ مقام نہیں۔ زیر نظر کتاب میں ان کی صرف نشاندہی پر اکتفا کیا گیا ہے تا کہ موضوع زیر بحث اور اس کے حقائق کو قاری کے ذہن رسا میں بخوبی جاگزیں کرنے میں ممد و معاون ہو۔

جہاں تک مرتد کی سزا کا تعلق ہے وہ ان سب اقسام کی صورت میں ایک ہی ہے۔ کوئی شخص اس میں کمی بیشی، اس کے نفاذ میں تاخیر یا کلیتہً مجرم کو معاف کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

۱۸۔ انفرادی اور اجتماعی ارتداد

۱۰۔ انفرادی ارتداد :- وہ ہے جو کسی فرد کے اپنے نفس تک محدود ہو اور جس کے ارتکاب کی وہ دوسروں کو ترغیب نہ دے۔

۰ ب۔ اجتماعی ارتداد :- وہ ہے جس میں کئی افراد مبتلا ہوں۔ اس کے ارتکاب کی دوسروں کو

ترغيب ديتے هوں اور اپنے اس فعل قبيح كى كسى ايك سبب يا اسباب سے مءافعت كرتے هوں، يا مختلف طريقوں سے لوكون كو اس پر برانگيخته كرتے هوں مثلاً كسى پارٲى كا صدر اكر دين كو سياست يا حكومت سے جدا قرار دے اور پارٲى كے ديكر افراد اس كے همنوا هوں تو وه سب كے سب اسلام سے -

خارج اور مرتد ہو گئے ، یہی اجتماعی ارتداد ہے ۔

اسی طرح اگر صدر مملکت شریعت اسلامیہ پر عمل معطل کر کے اس کی جگہ خود ساختہ قوانین نافذ کرنے کا عزم ظاہر کرے اور اُمت کا ایک فریق اس کے اس عزم کو سراہے اور دوسرا اس کی مذمت کرے پس جو طبقہ ملک کو لادینی بنانے کا عزم کرے شرح صدر کے ساتھ تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا۔ یہ بھی اجتماعی ارتداد ہے ۔

بعینہ اگر کوئی گمراہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے اور لوگوں کا ایک گروہ اس کی تصدیق کرے، نیز اس کی نصرت اور حمایت کرے تو وہ سب مُرتد ہیں۔ یہ بھی اجتماعی ارتداد ہے ۔

اگر لوگوں کی ایک جماعت کسی لادین سیاسی جماعت، کمیونزم، سوشلزم اور قومیت پرستی کی دعویدار، یا فری میسنری جیسی مذہب سے منحرف جماعتوں میں شامل ہو جائے (رکن بن جائے) یا محض اپنے آپ کو اُن سے منسوب کرے یا ان کی ہمدرد ہو تو وہ دین اسلام سے مُرتد ہو گئی، خواہ اس کا ارادہ ارتداد کا نہ ہو۔ یہ بھی اجتماعی ارتداد کی ایک قسم ہے ۔

۱۹۔ نظری اور عملی ارتداد

۱۔ نظری ارتداد :- اس سے مُراد وہ شک یا اعتقاد ہے جس کا حامل دین سے خارج ہو جاتا ہے ۔ جیسے کوئی مسلمان خنزیر کا گوشت کھانے، زناکاری، شراب خوری یا چوری کو حلال سمجھے یا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، حشر نشر یا شریعتِ اسلامیہ کے بیسویں صدی میں اور اس کے بعد قابلِ عمل ہونے میں شک کرے۔ یہ ارتداد انفرادی بھی ہو سکتا ہے اور اجتماعی بھی ۔

(ب) عملی ارتداد :- اس سے مراد ہر وہ قول یا فعل ہے جس کا مُرتکب دینِ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے جس کا اظہار، زبانی، تحریری، تصویر کے ذریعے، اشارۃً، صراحتاً یا صورت کے ذریعے یا زبانِ حال سے کیا جائے یا موقع محل جب کلام کا متقاضی ہو تو خاموش رہنا اور موقع محل اُٹھنے کا تقاضا کرے تو بیٹھے رہنا۔ جیسے اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر دشنام طرازی کرے اور غیر اللہ پر دشنام طرازی کو ناپسند کرے، یا ایسا تحریر کے ذریعے کرے یا اللہ کو گالیاں سُن کر ہنس دے یا خاموشی اختیار کرے اور گالیاں کرے اور گالیاں کرے اور گالیاں

دینے والے کو قدرت کے باوجود نہ روکے یا اس محفل میں بیٹھا رہے جس میں اللہ تعالیٰ پر زبان طعن دراز کی جا رہی ہو اور وہاں سے نہ نکلے ، یا حرکات و سکنات کے ذریعے یا اشارۃً ، تحریر کے ذریعے ، مزاحاً یا قصداً میں اللہ کا مذاق اڑائے یا نکتہ چینی کرے ، ایسی نکتہ چینی جو اللہ تعالیٰ کی شان کے شایاں نہ ہو۔ نیز اللہ ، اس کے رسول اور اس کے دین پر عیب جوئی کو برضا و رغبت سُننے ، یا ہنسی مذاق اور لہو و لعب کی محفلوں میں شریک رہے۔

اور اسی طرح اگر حاکم یا سردار کو سجدہ کرے یا شریعت الہی کے مطابق فیصلے نہ کرائے بلکہ اس کے خلاف فیصلے کرائے ، یا اللہ و رسول کے دشمن ، اسلام کو مٹانے والے اور اس کے لیے حالات سازگار کرنے میں مدد دینے والے کے انتخاب کے لیے راہ ہموار کرے۔ ایسا ارتداد انفرادی بھی ہو سکتا ہے اور اجتماعی بھی۔

یہاں نظری اور عملی ارتداد میں اصل فرق بیان کر دینا مناسب ہے جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ نظری ارتداد کا تعلق دل سے ہے اور عملی ارتداد کا تعلق اکثر و بیشتر اعضاء و جوارح سے ہے۔ اور دونوں کے درمیان امتیاز کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا ارتداد نظری ہو، پھر وہ اس سے تائب ہو جائے اور کسی کو اس کے ارتداد کی خبر نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ اپنے نکاح کی از سر نو تجدید کرے جو اس کے نظری ارتداد کی وجہ سے فسخ ہو گیا تھا۔ نیز اسے وہ حج بھی دوبارہ کرنا چاہیے جو اُس نے دوران ارتداد کیا۔ کیونکہ اس دوران کی گئی اس کی سب عبادات اس کی لاعلمی میں باطل ہو گئیں۔ اگر اس کا ارتداد مشتہر نہ ہوا ہو اور کسی کو اس کا علم نہ ہو تو پھر توبہ کو بھی مشتہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ بس یہ کافی ہے کہ وہ اپنے رب سے معافی کا طلب گار ہو۔ اپنی بیوی سے تجدید نکاح میں بھی دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب و قبول کافی ہے۔

اسے ءوران ارتءاء اپنے ءىگر ءصرفاء بهى ءاكم كے سامنے لانا چاہيں۔ مثلاً اس نے اس ءوران اگر
اپنى بيٲى كا نكاح كيا هو ءو وه بهى باطل هے، كيونكه وه اپنى بيٲى كا ولى نهى رها ءها لہذا اس كا
نكاح بهى فسخ كر كے ءوباره اس كى ءءءيء كرے۔

۲۰۔ ارتداد جلی اور خفی

۱۰۔ ارتداد جلی : وہ ہے جس کا علم خود مرتد کو بھی ہو اور بسا اوقات دوسروں کو بھی ہو۔ نہ وہ اس کی نفی کرتا ہو اور نہ اس حقیقت امری سے لاعلمی کا اظہار کرے بلکہ وہ اس کا برملا اعتراف کرے جیسے کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر عیسائی یا یہودی بن جائے، یا کمیونزم، فری میسنری، بہائیت یا قادیانیت اختیار کرے، یا روافض اور باطنیہ کا مذہب اپنالے۔

ب۔ ارتداد خفی : وہ ہے جس سے خود مرتد بھی بے خبر ہو وہ خود کو مسلمان سمجھتا ہو لیکن حقیقت میں

مرتد ہو، العیاذ باللہ۔ وہ اپنے آپ کو صالح اور ناجی تصوّر کرتا ہو اور ہو خاسرین و بالکین میں۔ ایسے ارتداد میں ارادے اور نیت کو دخل نہیں ہوتا اور نہ قصد جرم ہوتا ہے۔ ایسا ارتداد شرکِ خفی کے مشابہ ہے جس میں لاشعوری طور پر مسلمانوں کی اکثریت مبتلا ہے اور وہ جانتے نہیں کہ وہ مشرک ہیں۔ بہر حال لاعلمی انہیں دُنیا میں باز پُرس اور آخرت کے عذاب سے مبرا نہیں کر سکتی۔ اور شریعت کے احکام سے لاعلمی کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حدودِ شریعت سے خارج نہیں ہوا اور اس کے دائرہ سے نہیں نکلا۔ جیسے کوئی شخص اللہ و رسولؐ کا مذاق اڑائے اور پھر سمجھے کہ وہ مسلمان ہے، حالانکہ وہ مذہب و ملت سے خارج ہے۔ اسی طرح غصّے میں اللہ کو گالی دینے والا مرتد ہو جاتا ہے خواہ اس کا ارادہ ارتداد کا نہ ہو۔ ایسے ہی قوانینِ الہیہ کے بجائے خود ساختہ قوانین نافذ کرنے والوں کی اطاعت پر رضا مند ہونے یا اپنی نسبت ایسے گروہ سے کرنے یا عام انتخاب میں ایسے لوگوں کو منتخب کرنے، یا اسلام میں تعدّدِ ازواج، طلاق، میراث اور مرد و عورت کے حصّوں کی حکمت پر اعتراض کرنے، یا ترکِ نماز پر اصرار کرنے، یا باطنیہ اور اسلام سے منحرف فرقوں کے حق پر ہونے یا سُود اور بے پردگی کو جائز سمجھنے، اللہ و رسولؐ کے دشمنوں سے محبت سے پیش آنے یا

مسلمانوں كے مقابلے ميں كفّار كو دوست بنانے سے انسان مرتد اور دين اسلام سے خارج هو جاتا هے
اكرچه وه ان افعال كے نتائج كى حقيقت سے بهر هونے كا دعوى كرے۔ يه ارتدادِ خفى كى مثال
هے جس دَلدَل ميں انسان دانسته پهنس جاتا هے هم اس سے الله كى پناه مانگتے هيں اور الله سے سلامتى
اور عفو و درگزر كے خواهاں هيں۔

۲۱- علانیہ اور خفیہ ارتداد

۱۰- علانیہ ارتداد :- اگر مرتد اپنے ارتداد کو لوگوں سے نہ چھپائے تو یہ ارتداد علانیہ کہلائے گا دراصل یہ ارتداد جلی ہے جس کا مرتد نے خود اعلان کر دیا ہو۔ چونکہ یہ اس کے اپنے علم میں ہوتا ہے اس لیے جلی ہے اور لوگوں پر ظاہر ہونے کی وجہ سے علانیہ ہے۔

۱۱- ب- ارتداد خفیہ :- وہ ارتداد جو لوگوں سے مخفی ہو لیکن مرتد کو اس کا علم ہوتا ہے لہذا یہ مرتد کے لیے ارتداد جلی ہے اور لوگوں سے پوشیدہ ہونے کی وجہ سے خفیہ ، زندیق کی طرح جو اپنا کفر لوگوں سے چھپاتا ہے اور بظاہر اسلام پر ایمان کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہی حال منافقین کا ہوتا ہے جن کا ارتداد سب سے زیادہ خطرناک ہے ، نیز اسلام اور مسلمانوں پر اس کا بڑا برا اثر پڑتا ہے۔ اسی لیے منافقوں کا ٹھکانا اللہ نے جہنم کا سب سے نچلا طبقہ بتایا ہے۔

ارتداد جلی اور ارتداد خفیہ کے مابین فرق واضح ہے کہ ارتداد خفی میں چونکہ نیت اور ارادے کو دخل نہیں ہوتا اس لیے مرتد کو خود اس کا علم نہیں ہوتا لیکن خفیہ یا پوشیدہ ارتداد میں چونکہ مرتد کی نیت میں ارتداد اور ارادہ جرم کا دخل ہوتا ہے اس لیے مرتد خود اس سے آگاہ ہوتا ہے ، لیکن لوگوں سے قصداً پوشیدہ رکھتا ہے یا چھپاتا ہے۔ اس لیے یہ ارتداد بدترین قسم کا ہے جس کے لیے منافق یہودی بہت مشہور ہیں اور ان کے بعد باطنیہ فرقے مثلاً دروزیہ اور نصیریہ ، اسماعیلیہ اور جعفریہ وغیرہ جو تقیہ پر ایمان رکھتے ہیں کافی مشہور ہیں۔

۲۲- ارتداد خاص اور عام

۱۰- ارتداد خاص وہ ہے جس کا باعث کفر کے اسباب جنہیں نواقض الاسلام والایمان کہا

جاتا ہے، میں سے کوئی خاص یا معین سبب ہو۔ یہ ارتداد بھی انفرادی اور اجتماعی ہو سکتا ہے۔

• ب۔ ارتداد عام وہ ہے جس کا باعث نواقض الاسلام والايمان میں سے اکثر یا سب کرے

سب اسباب ہوں جیسے اسلام کا کلاً یا تفصیلاً انکار کرنا۔ یہ ارتداد بھی انفرادی اور اجتماعی ہوتا ہے

۲۳۔ ارتداد صغیر اور کبیر

• ا۔ ارتداد صغیر وہ ہے جو ایک

ایک خاص قسم کے ارتداد میں مبتلا ہو جائے لیے شراب کو حلال قرار دے لے لیکن

• ب۔ ارتداد کبیر وہ ہے جس میں

مملکت مرتد ہو جائے اور اس سے تمام مملد ساختہ قوانین یا کمیونزم یا سوشلزم کو ملک کا عصر

حاضر میں اس کی مثال ترکی کا ملحد جمہوری نظام کے نفاذ کا اعلان ہے جسے علماء اسلام سے

خارج ہو گئے لیکن انہیں اس تمام ممالک، عرب ممالک نے عموماً اپنے سے دُور ہو گئے۔ نتیجہ ان

ممالک میں بھی کچھ کا مطالبہ ہے کہ شریعت اسلامیہ وہ مرتد ہیں اور ارتداد عظیم کا حصہ ہیں

۲۳ - ارتداد صغیر اور کبیر

۱۰۔ ارتداد صغیر وہ ہے جو ایک فرد یا لوگوں کے ایک قلیل گروہ تک محدود ہو، یا اولوالامر

ایک خاص قسم کے ارتداد میں مبتلا ہو جائے مثلاً اس کے اعتقاد میں بگاڑ پیدا ہو جائے، یا محض اپنے لیے شراب کو حلال قرار دے لے لیکن اسے عام نہ کرے۔

۱۱۔ ارتداد کبیر وہ ہے جس میں تمام قوم یا لوگوں کی بڑی اکثریت مبتلا ہو جائے یا صدر

مملکت مُرتد ہو جائے اور اس سے تمام ملک یا قوم متاثر ہو جیسے شریعت کو منسوخ کر کے اس کی جگہ خود ساختہ قوانین یا کمیونزم یا سوشلزم کو ملک میں نافذ کر دے۔

عصرِ حاضر میں اس کی مثال ترکی کا خلافتِ اسلامیہ کو منسوخ کر کے اس کی جگہ لادینی و جمہوری نظام کے نفاذ کا اعلان ہے جسے مسلمانوں کی اکثریت نے خوش آمدید کہا، اور اس طرح وہ دینِ اسلام سے خارج ہو گئے لیکن انہیں اس کا علم نہیں تھا۔ پھر تو یہ ایک فیشن بن گیا اور عالمِ اسلام کے تمام ممالک، عرب ممالک نے عموماً اور شام نے خصوصاً لادینی جمہوری نظام اختیار کر لیا اور شریعتِ الہی سے دُور ہو گئے۔ نتیجۃً ان ممالک میں ایسے فتنوں نے جنم لیا کہ جن کی آگ بجھاتے نہیں بجھتی۔ عوام میں سے کچھ کا مطالبہ ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نافذ کی جائے لیکن سوادِ اعظم اس مطالبے کے خلاف ہے لہذا وہ مُرتد ہیں اور ارتدادِ عظیم کا حصہ ہیں۔

اسلام اور انسانی قوانین میں ارتداد اور مرتدین کے بارے میں احکام

۲۴۰ - فقہ اور قانون میں ارتداد کے متعلق احکام

۲۵۰ - مرتد عورت کا قتل

۲۶۰ - ارتداد کے صحیح اور باطل ہونے کی شرائط

۲۷۰ - بچے کا ارتداد

۲۸۰ - فاطر العقل کا ارتداد

۲۹۰ - مدہوش کا ارتداد

۳۰۰ - کن حالات میں ارتداد کا بطلان ہوتا ہے؟

۳۱۰ - وقوع ارتداد کے ثبوت

۳۲۰ - جن حالات میں ارتداد واقع ہوتا ہے

۳۳۰ - جو ارتداد پر مجبور کیا جائے اس کے اذیتوں پر صبر کرنے کی فضیلت

۳۴۰ - ارتداد سے رجوع کرنا

۳۵۰ - توبہ کی ترغیب دینے کے بارے میں احکام

صفحہ ۶۰ - جاری ہے

۳۶۰ - کن حالات میں توبہ کی ترغیب میں تاخیر واجب ہے؟

۳۷۰ - ارتداد سے توبہ کی کیفیت

۳۸۰ - کن حالات میں مرتد کی توبہ قبول نہ کی جائے؟

۳۹۰ - مرتد کے قتل کی کیفیت

۴۰۰ - مرتد کو کون قتل کرے؟

مرتدین کے بارے میں احکام

کے متعلق احکام

توبہ کرنے کی شرائط

بطلان ہوتا ہے؟

واقع ہوتا ہے

اس کی اذیتوں پر صبر کرنے کی فضیلت

کے بارے میں احکام

جس میں تاخیر واجب ہے؟

قبول نہ کی جائے؟

۴۱۰ - مرتد کے مال کے بارے میں احکام

۴۲۰ - مرتد کے دارالحرب میں بھاگ جانے کی صورت میں اُسکے مال کے متعلق احکام

۴۳۰ - مرتد کے تصرفات

۴۴۰ - ارتداد کبریٰ

۴۵۰ - بوقت ضرورت امام کا مرتدین کو جلا ڈالنے کا جواز

۴۶۰ - امام کا مرتدین کو جلانا ایک عام قاعدہ نہیں ہے

۴۷۰ - مرتد اہالیان شہر کی مثال

- ۴۸۰ - دین کو سیاست سے جدا کرنے کے بارے میں ائمہ عظام کے فتاویٰ
- ۴۹۰ - خلافت اسلامیہ کے احیاء کی کوشش مسلمانوں پر فرض عین ہے
- ۵۰۰ - وائے افسوس بر مومنین !
- ۵۱۰ - حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ کا مرتدین کے نام گشتی مراسلہ
- ۵۲۰ - مرتدین کے خلاف برسرپیکار سپہ سالاروں کے نام {
- حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ اول کا فرمان (مراسلہ) }
- ۵۳۰ - خلیفہ اول اور خلیفہ چہارم کا دفاع
- ۵۴۰ - مرتد کی سزا قتل سے بھی بڑھ کر ہے
- ۵۵۰ - جنگ میں عورت کے قتل کی منافی اور مرتد عورت کے قتل کا حکم
- ۵۶۰ - جدید نظاموں کی حامل حکومتیں اپنے مخالفوں کو کیسے سزائیں دیتی ہیں؟
- ۵۷۰ - باغی اور مرتد میں امتیاز

۲۴- فقہ اور قانون میں ارتداد کے احکام

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ترجمہ : جس نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد اس کا انکار کیا سوائے اس کے کہ جو کفر پر مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر قائم ہے ، لیکن جس نے شرح صدر کے ساتھ کفر اختیار کیا ، پس اُن پر اللہ کا غضب ہے اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے ۔

سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ترجمہ : تم میں سے جو اپنے دین سے پھر گئے پس وہ مر گئے اور وہ کافر تھے پس اُن کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے اور یہی لوگ جہنم میں جائیں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے : لا يحل دم امرئ مسلم الا باحدى ثلاث : كفر بعد إيمان، وزنا بعد إحصان، وقتل نفس بغیر نفس ۔ ترجمہ : تین صورتوں کے علاوہ مسلمان کا خون حلال نہیں ہے ۔ ایمان لانے کے بعد کفر کرنا ، اور شادی شدہ کا زنا کرنا ، اور بغیر حق کے قتل کرنا ۔ ایک اور حدیث ہے : مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ جس نے اپنا دین بدلا پس اسے قتل کر دو ۔

نیز اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ارتداد بدترین قسم کا کفر ہے اور یہ ایسا جرم ہے جس کا مرتکب خواہ مرد ہو یا عورت ، واجب القتل ہے ۔ اور یہ بات خلفائے راشدین حضرت ابوبکر ، عمر ، عثمان ، علی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور صحابہ کرام حضرات معاذ ، خالد ، ابو موسیٰ الاشعری اور ابن عباس رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے ۔

ملکی اور خود ساختہ قوانین میں اسلام سزا کا مستحق ہو، حد کو چھوڑ دیئے۔ اسی متعلق کوئی شق موجود نہیں۔ بلکہ مرتد کو ان میں کافی حمایت میسر ہے لیکن اس کے با ملت میں رائج سیاسی نظام کے خلاف فوجی حکومتیں قائم ہیں ان نظاموں کے با جاتا ہے یا کوڑوں سے اتنا مارا جاتا ہے یا موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے یا ان ارتداد جیسے جرم سے عدم معافی سمجھتے جس پر کوئی معاشرہ قائم کیا جاسکے۔ نہ گناہ۔ مروجہ نظام کے باغی کو تو اس ن لیکن اسلام سے خروج کرنے والے، اپ ہے اور اسے مبارک سلامت دی جا طرز عمل یہی ہے۔

ان قوانین میں مرتد کی سزا کے مباح ہے خواہ یہ بات باطل کی پیروی کر دے تو اس کے قتل کا بدلہ نہیں لیا ج عین مطابق ہے بلکہ اس نے اپنے اوپ شریعت اسلامیہ میں ارتداد کی

لَا مَنْ أَكْرَهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ہ ترجمہ : جس نے کفر پر مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے

مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ کافر تھے پس ان کے اعمال دنیا و میں ہمیشہ رہیں گے۔

دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِأَخْذِ ثَلَاثٍ : ترجمہ : تین صورتوں کے علاوہ مسلمان شدہ کا زنا کرنا ، اور بغیر حق کے قتل نے اپنا دین بدلا پس اسے قتل کر دو۔ کفر ہے اور یہ ایسا جرم ہے جس کا اور یہ بات خلفائے راشدین تابعین اور صحابہ کرام حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین سے

ملکی اور خود ساختہ قوانین میں اسلام سے ارتداد کو کوئی جرم تو کجا گناہ بھی نہیں گردانا جاتا کہ جو سزا کا مستحق ہو، حد تو چھوڑیئے۔ اسی لیئے ملکی قوانین تعزیر میں ارتداد کے جرم اور اس کی سزا کے متعلق کوئی شق موجود نہیں۔ بلکہ مرتد کو ان خود ساختہ قوانین میں حریتِ فکر، آزادی رائے اور ضمیر کے ضمن میں کافی حمایت میسر ہے لیکن اس کے برعکس یہی قوانین اُس شخص کو موت کی سزا دیتے ہیں جو کسی ملت میں رائج سیاسی نظام کے خلاف بغاوت کرے۔ خصوصاً وہ ممالک جہاں کمیونسٹ اور فوجی حکومتیں قائم ہیں ان نظاموں کے باغی کی سزا موت ہے۔ پھانسی کے ذریعے یا زندہ جلا دیا جاتا ہے یا کوڑوں سے اتنا مارا جاتا ہے کہ وہ مر جائے یا گولی سے اڑا دیا جاتا ہے یا گلا گھونٹ کر موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا ہے یا اسے اتنا عذاب دیا جاتا ہے کہ وہ مر جاتا ہے۔

ارتداد جیسے جرم سے عدم ممانعت کی حقیقت یہ ہے کہ یہ اسلام کو سیاسی نظام ہی نہیں سمجھتے جس پر کوئی معاشرہ قائم کیا جاسکے۔ لہذا اس میں ارتداد یا بغاوت کو نہ تو کوئی جرم سمجھا جاتا ہے نہ گناہ۔ مروجہ نظام کے باغی کو تو اس نظام کے تقدس کی حفاظت ہی کی خاطر سزا وار

سمجھا جاتا ہے لیکن اسلام سے خروج کرنے والے اور مُرتد کو سزا نہیں دی جاتی بلکہ اُلٹا اس کی حمایت کی جاتی ہے اور اسے مبارک سلامت دی جاتی ہے۔ عرب اور مسلمان ممالک پر غالب اکثر قوانین کا طرزِ عمل یہی ہے۔

ان قوانین میں مُرتد کی سزا کے متعلق کسی شق کی عدم موجودگی کا بہر حال یہ مطلب نہیں کہ ارتداد مباح ہے خواہ یہ بات باطل کی پیروی کرنے والوں کو کتنی ناپسند ہو، پس جو شخص کسی مُرتد کو قتل کر دے تو اس کے قتل کا بدلہ نہیں لیا جائے گا۔ اس لیے کہ اس کا یہ فعل مباح، شریعتِ اسلامیہ کے عین مطابق ہے بلکہ اس نے اپنے اوپر واجب ایک فرض ادا کیا ۱۔ شریعتِ اسلامیہ میں ارتداد کی سزا قتل ہے کیونکہ وہ اسلام کو ایک سیاسی نظام سمجھتی ہے

۱۔ التشریع الجنائی الاسلامی ، الجزء الاول ص ۵۳۶ - ۵۳۷

جس پر ایک معاشرہ اور حکومت کی تشکیل کی جاسکتی ہے، اور اس سے ارتداد اس نظام کی بنیاد کو ہلا دینے کے مترادف ہے اور مرتد کی سزا سے تساہل برتنے کا نتیجہ یہ ہے کہ نظام کی بنیاد متزلزل ہو جاتی ہے۔ تمام بڑی اور ترقی یافتہ اقوام اور حکومتیں اپنے معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی نظام کی حمایت و حفاظت کے لیے یہی رویہ اختیار کرتی ہیں اور انہوں نے اپنے قوانین میں ملکی نظام سے بغاوت کرنے والوں کے لیے سزائے موت مقرر کی ہوئی ہے۔ انہی خود ساختہ قوانین سے اکثر عرب اور اسلامی ممالک کے قوانین ماخوذ ہیں، جن کی اندھی تقلید میں انہوں نے اسلام سے ارتداد کی تو کوئی سزا اپنے دساتیر میں نہیں رکھی۔ لیکن مروجہ نظام (جو غیر اسلامی ہیں) کے خلاف بغاوت کی سزا موت رکھی ہوئی ہے۔ اللہ نے سچ ہی فرمایا ہے: فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ "پس ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ ان کے سینوں میں جو دل ہیں وہی اندھے ہیں"

۲۵۔ مرتد عورت کا قتل

مرتد عورت کے قتل کے مسئلے میں فقہاء کے دو قول ہیں:

۱۔ احناف کا قول: مرتد عورت قتل نہ کی جائے گی بلکہ حبس دوام میں رکھی جائے گی، یہاں

تک کہ مسلمان ہو جائے یا مرجائے۔ دورانِ قید اُسے روزانہ ۳۹ کوڑے مارے جائیں گے اگر کوئی اسے قتل کر دے تو اس کی ضمانت نہ دی جائے، کیونکہ ارتداد کی وجہ سے اس کا خون حلال تھا۔ مرتد مرد کا قتل جائز ہے، کیونکہ وہ دشمن ہے اور اس کا شر (ارتداد) زیادہ نہ پھیلے لیکن مرتد عورت اگر ملکہ ہو یا صاحب الرائے ہو جس کی رائے کی قوم قدر کرتی ہو تو پھر قتل کی جائے۔ احناف نے جادوگر عورت کے قتل کا فتویٰ بھی دیا ہے۔ اور جو مرد اپنے ارتداد پر مصر ہو وہ بھی قتل کیا جائے، اگر توبہ کر لے اور رجوع کر لے تو پھر قتل نہیں کیا جائے گا۔

احناف کی یہ رائے ہے کہ تبدیلی دین کی جزا اللہ تعالیٰ کے ہاں قتل سے کہیں عظیم تر ہے۔

ب - شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ مرتد عورت کا قتل واجب ہے - اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلے سے استدلال کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ مروان کو جو اسلام سے پھر گئی تھی اور تائب نہیں ہوتی تھی، قتل کیا۔ اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُمّ قرفہ کو جو مرتد ہو گئی تھی، قتل کیا۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ مرتد عورت اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس کا قتل مؤخر کیا جائے۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ دودھ پلانے والی ماں کو جب تک اُسے کوئی ایسی عورت نہ مل جائے جو اس کے بچے کو دودھ پلانے پر راضی ہو اُس وقت تک مہلت دی جائے۔ اگر حاملہ نہ ہو تو حیض سے پاک ہونے تک مہلت دی جائے۔

فقہاء اس امر پر متفق ہیں کہ مرتد اگر طبعی موت یا کفر کی حالت میں قتل سے بغیر حد کے ہلاک ہو جائے تو نہ غسل دیا جائے گا نہ اس کی تجہیز و تکفین واجب ہے نہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ غیر مسلموں کے قبرستان میں بھی دفن نہ کیا جائے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

۲۶۔ ارتداد کی صحت اور بطلان کی شرائط

صحتِ ارتداد کی شرائط :- عاقل، بالغ اور صاحبِ اختیار ہونا، بغیر جبر و اکراہ کے، اپنے نفس کو موت کے حوالے کرنا، یا اعضاء کو تلف کرنا، یا تعذیب کے لیے پیش کرنا یا تہدید کے لیے کسی عزیز کا قتل کرنا جب صحتِ ارتداد کی شرائط مکمل ہو جائیں، مرتد پر ارتداد کے احکام عائد ہو جاتے ہیں، اسے عفو و درگزر کرنا، تاخیر کرنا یا اُسے کسی دوسری سزا سے بدلنا جائز نہیں اگر مرتد اپنے کفر پر مُصر رہے۔

اگر شرائط صحت نہیں پائی جاتیں تو وہ ارتداد باطل ہے تو اس کے فاعل یا متہم پر احکام جاری نہیں ہوں گے اور اسے مرتد نہیں شمار کیا جائے گا۔

۲۷۔ بچے کا ارتداد

اگر بچہ ناسمجھ ہو تو اس کا ارتداد صحیح نہیں جیسے اس کا اسلام صحیح نہیں۔ اس پر علماء کا اجماع ہے۔ سمجھ دار بچے کے ارتداد میں دو قول ہیں :-

۰ ا۔ پہلا قول : اس کا ارتداد صحیح ہے احناف ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اور انہوں نے حضرت علی کے بچپن

میں (جب وہ آٹھ یا دس برس کے تھے) اسلام لانے اور حضور کے اس قول سے استدلال کیا ہے کہ اپنی اولاد کو نماز کی تعلیم دو جب وہ سات برس کے ہو جائیں اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ (اگر نہ پڑھیں) علّموا اولادکم الصلوۃ وہم ابناء سبع واضربوہم علیہا وہم ابناء عشر (الحديث) چونکہ سمجھ دار بچے کی عبادات صحیح ہیں لہذا اس کے اسلام اور ارتداد کا بھی اعتبار کیا جائے گا لیکن مرتد بچہ قتل کی بجائے قید کیا جائے گا، حتی کہ وہ بالغ ہو جائے، تو اسے تین دن تک توبہ کرنے کی ترغیب دی۔ اگر تائب نہ ہو تو قتل کیا جائے۔ اگر بچہ بلوغ سے قبل ارتداد کی حالت میں مر گیا تو کافر ہو کر مرا۔

دارالاسلام میں مرتدین کے بچے اور عورتیں مسلمان ہی ہونگی ، کیونکہ ان کا ارتداد لاحق (تبعی) ہے اصلی نہیں ہے ، لہذا ان کا حکم ایک مجبور و کمزور کا ہے، سوائے ان کے جو اُن میں سے لڑنے والی، مقابلہ کرنے والی اور مدافعت کرنے والی ہیں۔ اسلام کے بجائے ارتداد کے لیے ان کا ارتداد اصلی ہے، لاحق (تبعی) نہیں ہے۔

۰ ب۔ دوسرا قول : شافعیہ اور ظاہریوں کا قول ہے کہ ان کا ارتداد باطل ہے سمجھ دار بچے کے نہ

اسلام کا اعتبار ہے نہ ارتداد کا۔ اس رائے میں امام زفر نے احناف کی رائے چھوڑ کر امام شافعی کی رائے اختیار کی ہے۔ ابو یوسف کا قول اس کے برعکس ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کا اسلام معتبر ہے لیکن ارتداد معتبر نہیں کیونکہ اسلام اس کے حق میں خیر محض ہے اس لیے صحیح ہے اور ارتداد اس کے حق میں شر محض ہے لہذا صحیح نہیں۔ اور یہ رائے صائب ہے جس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے "رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثٍ : عَنْ الصَّبِيِّ حَتَّى يَبْلُغَ وَعَنْ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنْ الْمَجْنُونِ حَتَّى يَفِيْقَ" (تین

اشخاص مرفوع القلم ہیں بچہ جب تک بالغ نہ ہو، سویا ہوا جب تک بیدار نہ ہو۔ اور مجنون جب تک اسے جنون سے افاقہ نہ ہو۔

۲۸۔ پاگل کا ارتداد

مجنون کے بارے میں یہ قاعدہ کلیہ ذہن نشین رکھا جائے کہ اس کی حالت جنون سے پہلے کے حالات و کیفیات کو مدنظر رکھا جائے گا۔ پاگل اگر ہوا تو وہ مسلم ہے مرتد نہیں ہے۔ اگر کسی نے اسے اگر اس کے اولیاء و وارث طلب کریں بعض کہتے ہیں اگر ایک شخص ہوش کی حالت میں مرتد ہو پھر منخبط الحواس افاقے تک مہلت دی جائے گی جب افاقہ ہو جائے تو ٹھیک ورنہ قتل کیا جائے۔ اگر جنون کی حالت دیا جائے گا اور قصاص نہیں لیا جائے گا، کیونکہ مقتول

۲۹۔ مدہوش کا ارتداد

مدہوش کے ارتداد کے حکم کے بارے میں فقہاء

۱۰۔ حنابلہ کہتے ہیں مدہوش کا ارتداد اسی طرح ہے

لیکن اُسے مہلت دی جائے اور قتل نہ کیا جائے توبہ کی ترغیب دی جائے۔ اگر وہ مدہوشی میں ارتداد قبل کسی نے اسے قتل کر دیا تو اُسے سزا دی جائے گی مدہوشی میں تائب ہو گیا اور ہوش میں آنے کے بعد آنے پر توبہ سے پھر گیا تو کافر ہے، اُسے توبہ کی ترغیب جائے۔

۰ ب۔ احناف، مالکیہ اور ظاہری کہتے ہیں

طرح ہے، کیونکہ اس کا شعور اور ادراک مفقود ہے ہاں مسکر حرام (نشے کی مدہوشی) کا عذر معتبر نہیں، اس

۰ ج۔ شافعیہ کہتے ہیں اگر نشہ کرنے والا نادانستہ

صفءه ٦٦ - ءارى هے

صءىء هے اور اس كو ءوبه كى ءرغىب دىنا صءىء هے ءرءه

حالات و کیفیات کو مدنظر رکھا جائے گا۔ پاگل اگر جنون سے پہلے مسلمان تھا اور جنون کرے دوران مرتد ہوا تو وہ مسلم ہے مرتد نہیں ہے۔ اگر کسی نے اُسے مرتد سمجھ کر عمداً قتل کر دیا تو اس کا قصاص لیا جائے اگر اس کے اولیاء قصاص طلب کریں بعض کہتے ہیں کہ صرف تعزیر لگائی جائے گی قصاص نہیں لیا جائیگا۔

اگر ایک شخص ہوش کی حالت میں مرتد ہو پھر مذبوظ الحواس ہو جائے ارتداد کی حالت میں تو اسے جنون سے افاقہ تک مہلت دی جائے گی جب افاقہ ہو جائے تو اسے توبہ کی ترغیب دی جائے۔ اگر تائب ہو جائے تو ٹھیک ورنہ قتل کیا جائے۔ اگر جنون کی حالت میں اسے کوئی قتل کر دے تو تعزیر کا مستوجب قرار دیا جائے گا اور قصاص نہیں لیا جائے گا۔ کیونکہ مقتول ہوش میں مرتد ہوا لہذا اس کا خون حلال تھا۔

۲۹ - مدہوش کا ارتداد

مدہوش کے ارتداد کے حکم کے بارے میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں :-

- ۱۰۔ حنابلہ کہتے ہیں مدہوش کا ارتداد اسی طرح معتبر ہے جس طرح اس کا اسلام اور توبہ معتبر ہے۔
- لیکن اُسے مہلت دی جائے اور قتل نہ کیا جائے حتیٰ کہ ہوش میں آجانے کے بعد تین دن تک اُسے توبہ کی ترغیب دی جائے۔ اگر وہ مدہوشی میں ارتداد کی حالت میں مر گیا تو کافر مرا۔ اگر ہوش میں آنے سے قبل کسی نے اسے قتل کر دیا تو اُسے سزا دی جائے قتل نہ کیا جائے کیونکہ اس کا خون حلال تھا۔ اگر وہ مدہوشی میں تائب ہو گیا اور ہوش میں آنے کے بعد بھی توبہ پر قائم رہا تو وہ مسلمان ہے۔ اگر ہوش میں آنے پر توبہ سے پھر گیا تو کافر ہے، اُسے توبہ کی ترغیب دی جائے گی۔ اگر تائب نہ ہو تو قتل کر دیا جائے۔

- ب - احناف ، مالکیہ اور ظاہریہ کہتے ہیں کہ مدہوشی میں ارتداد معتبر ہے نہ اسلام ۔ وہ مجنون کی طرح ہے ، کیونکہ اس کا شعور اور ادراک مفقود ہے ۔ مالکیہ نے سکر حلال کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا ہے ہاں سکر حرام (نشے کی مدہوشی) کا عذر معتبر نہیں جانتے ۔
- ج ۔ شافعیہ کہتے ہیں اگر نشہ کرنے والا نشے میں عاصی ہو تو اس کا ارتداد صحیح ہے جس طرح اس کی طلاق
- صحیح ہے اور اس کو توبہ کی ترغیب دینا صحیح ہے لیکن وہ اس کے ہوش میں آنے تک مہلت دینے کے

قائل ہیں۔ اور اگر کوئی نشے کا عادی نہ ہو بلکہ نشہ پینے پر مجبور کیا گیا ہو تو اس کا ارتداد صحیح نہیں جیسے اس کی دی ہوئی طلاق صحیح نہیں اور یہی رائے صائب ہے۔ میرے نزدیک احناف کی رائے قابل ترجیح ہے بشرطیکہ مدہوشی سے اس کی عقل و فہم بالکل مفقود ہو گئی ہو ورنہ اس کا ارتداد معتبر ہے اور عصر حاضر میں جدید طبی آلات کے ذریعے یہ پتہ لگانا ممکن ہے کہ مدہوش بالکل فاطر العقل ہو چکا ہے یا کچھ عقل و شعور اسے ہے۔

۳۰۔ ارتداد باطل

مندرجہ ذیل حالات میں ارتداد باطل ہو گا اور صاحب ارتداد پر ارتداد کے احکام جاری نہیں ہوں گے:-

- ۱۰۔ اگر مرتد ناسمجھ بچہ ہو۔
- ۲۰۔ جب مرتد فاطر العقل ہو۔
- ۳۰۔ مرتد کافر ہو لیکن جبراً مسلمان کیا گیا ہو۔ پھر مجبوری کے زائل ہونے کے فوراً بعد پھر مرتد ہو جائے۔

۳۱۔ وقوع ارتداد کے ثبوت

مرتد کا ارتداد دو طریقے سے ثابت ہوتا ہے :

- ۱۰۔ مرتد خود اقرار کرے کہ وہ مرتد ہو گیا ہے۔
- ۲۰۔ دو عادل گواہوں کے بیان سے۔ جیسا کہ اکثر علماء کا موقف ہے۔

مرتد کا ارتداد ثابت ہونے پر مندرجہ ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں :-

۱۰۔ دائرہ اسلام اور اُمتِ مسلمہ سے اخراج۔

۲۰۔ اس کے خون کا حلال ہونا ، محافظ و عاصم کے زوال کی وجہ سے۔

۳۰۔ اس کی ملکیت کا ختم ہو جانا ، کیونکہ مرتد کا حکم میت جیسا ہے۔

۴۰۔ اس کے دیگر تصرفات (جن کی تفصیل مذاہب میں ہے) کا موقوف ہو جانا ۔

۵۰۔ اس کے نکاح کا فسخ ہو جانا۔ اور اُمّا

امام محمد کہتے ہیں مرتد اور اس کی بیوی انکار کرے تو قاضی طلاق دے۔ ارتداد سے قبل جو اولاد ارتداد کے بعد پیدا ہوئی وہ کافر ہو گی

۳۲۔ کن حالات میں ارتداد واقع ہو

درج ذیل تین حالتوں میں ارتداد واقع ہو

۱۰۔ مرتد سنجیدہ ہو اگرچہ سخت غیظ و غضب

ب۔ یا ہنسی مذاق کے موڈ میں ہو جیسا کہ

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۝

مرتد ہو چکے ہو۔

ج۔ ارتداد پر مجبور کیا گیا ہو لیکن پھر بظاہر

اس نے شرح صدر کے ساتھ اسے قبول نہ کیا ہو

كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهُۥ مُدْرِكُہٗۤمْ فَعَلَيْہِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

زائل ہو جائے تو وہ مسلمان ہی تصور ہو گا ۔ اور جو ہے جب سے وہ ارتداد پر مجبور کیا گیا ۔ اور اگر کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : میری کرے کسی فرد سے خطا و نسیان سرزد ہو جائے یا جائے ۔

۱۰۶ النحل : ۱۰۶

النحل : ۱۰۶

۵۔ اس کے نکاح کا فسخ ہو جانا۔ اور اولاد پر اس کے مرتبہ اثرات ۔

امام محمدؒ کہتے ہیں مرتد اور اس کی بیوی کے درمیان علیحدگی کے لیے طلاق ضروری ہے ۔ اگر وہ اس کا انکار کرے تو قاضی طلاق دے ۔ ارتداد سے قبل جو اولاد ہوئی وہ مسلمان ہوگی اگر دارالاسلام میں ہے اور جو اولاد ارتداد کے بعد پیدا ہوئی وہ کافر ہوگی ۔

۳۲۔ کن حالات میں ارتداد واقع ہوتا ہے؟

درج ذیل تین حالتوں میں ارتداد واقع ہوتا ہے ۔

۱۰۔ مرتد سنجیدہ ہو، اگرچہ سخت غیظ و غضب کی حالت میں ہو۔

• ب ۔ یا ہنسی مذاق کے موڈ میں ہو، جیسا کہ اللہ نے ٹھٹھا مخول کرنے والوں کے متعلق کہا ہے :-

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ أُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لِيُظْهِرَهُمْ فِي صُدُورِهِمْ خُصْمًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا قَدْ نَسِيَ اللَّهُ صَوْلَاتِهِمْ سَأَوْا وَلَوْ كَانُوا عَاذِينَ ۚ لَئِنْ لَمْ يَنْصَرِفُوا فِيهِمْ لَأَمَّا لَهُمْ فِيهِمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ (مرشد) ہوچکے ہو“

• ج ۔ ارتداد پر مجبور کیا گیا ہو، لیکن پھر برضا و رغبت اس پر قائم رہے ۔ ہاں جو ارتداد پر مجبور کیا گیا لیکن

اس نے شرح صدر کے ساتھ اسے قبول نہ کیا ان پر کوئی مواخذہ نہیں ، کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ ۲ اور اس کا ارتداد بھی درست نہیں جب مجبوری زائل ہو جائے تو وہ مسلمان ہی تصور ہوگا۔ اور جو مجبوری کی حالت ختم ہونے کے بعد بھی ارتداد پر قائم رہا تو وہ کافر ہے جب سے وہ ارتداد پر مجبور کیا گیا ۔ اور اگر اسلام قبول کر لیا مجبوری ختم ہونے کے بعد تو وہ مسلمان ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے : عَفِيَ عَنِ أُمَّتِي الْخَطَا وَالنَّسْيَانُ وَمَا

اَسْتُكْرِهُوا عَلَیْهِ ”میری اُمت كے كسی فرد سے خطا و نسیان سرزد هو جائے یا اس پر مجبور كر دیا جائے
تو اسے معاف كر دیا جائے ۔

۱۷ التوبه : ۶۶ ۲۷ النحل : ۱۰۶

۳۳- جبری مرتد کے اذیتوں پر صبر کرنے کی تلقین

جو شخص کفر پر مجبور کیا جائے اور اس کے لیے اُسے اذیت پہنچائی جائے لیکن وہ اس پر صبر کرے اور کلمہ کفر نہ کہے اور حتی الوسع اذیت کو برداشت کرے تو اس کا یہ عمل بڑی فضیلت والا ہے۔ حضرت خبابؓ جنہوں نے ضعیف ہونے کے باوجود کفار کی اذیتیں جھیلیں، سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم سے پہلے جو لوگ تھے اُن میں سے کوئی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اس کے لیے زمین میں ایک گڑھا کھود کر اسے اس میں کھڑا کر کے اس کے سر پر آرا رکھ کر اس کے دو ٹکڑے بھی کر دیئے جاتے تو بھی وہ اپنے دین سے باز نہ آتا۔ حدیث : ان کان الرجل فیمن قبلکم لیحفر لہ فی الارض، فیجعل فیہا، فیجاء بمنشار فیوضع علی شق رأسہ ویشق باثنین، ما یمنعہ ذلک عن دینہ ۔

قرآن کریم میں اصحابِ اُحدود کا جو قصہ بیان ہوا وہ بھی مسلمانوں کے کسی دور اور کسی ملک میں پوشیدہ نہیں ہے۔ انہوں نے آگ میں جلائے جانے کو خندہ پیشانی سے جھیلا اور صبر کیا، حتیٰ کہ وہ موت سے ہمکنار ہوئے۔ اس کے باوجود اپنا دین نہ چھوڑا ۱

عصرِ حاضر میں بھی ایسے مومنین کی کمی نہیں جنہوں نے اذیتوں پر صبر کی بڑی اچھی مثالیں پیش کی ہیں عقیدے کی خاطر ظالموں نے انہیں جیلوں میں ٹھونسنا، اُن پر کوڑے برسائے حتیٰ کہ اُن پر وحشی کتے چھوڑے گئے، جنہوں نے ان کے جسم کی بوٹیاں نوچ کھائیں، لیکن ان کے پائے ثبات میں ذرا بھی لغزش نہیں آئی۔ انہوں نے ذرّہ بھر کمزوری نہ دکھائی، نہ مطیع ہوئے نہ عاجز ہوئے، نہ رحم کی اپیلیں کیں لیکن شہادت کا جام شیریں نوش کر گئے ۲

۳۴- ارتداد سے رجوع کرنا

مرتد اگر ارتداد سے توبہ کرے تو یہ جائز ہے۔ اگر اس کا ارتداد مشہور نہ ہوا اور کسی کو اس کی

۱۷ سید قطب کی تفسیر 'فی ظلال القرآن' ملاحظہ ہو۔

۲۷ کتاب 'در دوزخ' (نافذہ علی الجحیم) ملاحظہ ہو۔

کانوں کان خبر نہ ہو تو چپکے سے توبہ کر لے۔

کے سامنے توبہ کی ترغیب کے بعد توبہ کر لے اسے کوئی سزا نہ دی جائے۔ کہیں وہ سزائے کی ترغیب کے دوران قید میں رکھا جائے نہ ہو جائے۔ اور اس پر عرصہ حیات تنگ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا دانہ پانی بند کر دیا جائے، نہ توبہ پر مجبور کیا جائے (جبر کے با ذمہ ہو، بیت المال سے وہ سب پورا کیا جا وہ تائب نہ ہو اور کوئی انسان اس پر اپنا سمجھا جائے گا۔

۳۵۔ توبہ کی ترغیب دینے کے با

سمجھ دار بچے کو بالغ ہونے کے بعد اُس کا نشہ اتر جانے کے بعد انہیں توبہ کی تر لیکن عاقل بالغ مرتد کو توبہ کی ترغیب

ذیل ہے :

۱۔ احناف کہتے ہیں عاقل، بالغ

ہے۔ کیونکہ اسے دعوت پہنچ چکی ہے، اب دعوت مل گئی ہے اور جس کو ایک دفعہ دع مستحب ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ و کا کوئی ذکر نہیں۔ چونکہ مرتد کافر حربی ایک امر موبوم یعنی اس کی توبہ کے ام

کانوں کان خبر نہ ہو تو چپکے سے توبہ کر لے۔ اگر اس کا ارتداد مشتہر ہو گیا ہو یا وہ امام یا اس کے نائب کے سامنے توبہ کی ترغیب کے بعد توبہ کر لے تو علانیہ توبہ کرے یا اپنی توبہ کا اعلان کرے۔ توبہ کے بعد اسے کوئی سزا نہ دی جائے۔ کہیں وہ سزا کے خوف سے پھر توبہ سے یا اسلام سے پھر نہ جائے۔ ہاں توبہ کی ترغیب کے دوران قید میں رکھا جائے، مبادا وہ موقع سے فائدہ اٹھا کر، دارالحرب کی طرف فرار نہ ہو جائے۔ اور اس پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جائے تاکہ یہ ندامت اسے توبہ پر ابھارے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا دانہ پانی بند کر دیا جائے۔ بلکہ اس کا راشن اسے بدستور دیا جائے اور نہ مارا پیٹا جائے، نہ توبہ پر مجبور کیا جائے (جبر نہ کیا جائے) حتیٰ کہ اس کے اہل و عیال اور جن کا نان نفقہ اس کے ذمہ ہو بیت المال سے وہ سب پورا کیا جائے اگر اس کے پاس مال نہ ہو۔ اگر اس مہلت کے بعد بھی وہ تائب نہ ہو اور کوئی انسان اس پر ارتداد کا الزام لگائے لیکن وہ اس سے انکار کرے تو وہ تائب سمجھا جائے گا۔

۳۵ - توبہ کی ترغیب دینے کے بارے میں احکام

سمجھ دار بچے کو بالغ ہونے کے بعد، فاطر العقل کو صحت ہو جانے کے بعد، اور جو نشے کا عادی ہو اس کا نشہ اتر جانے کے بعد انہیں توبہ کی ترغیب دینا واجب ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ لیکن عاقل بالغ مرتد کو توبہ کی ترغیب دینے کے بارے میں فقہاء میں اختلاف ہے جو درج ذیل ہے :

۱۰۔ احناف کہتے ہیں عاقل، بالغ مرتد کو توبہ کی ترغیب دینا مستحب ہے لیکن واجب نہیں

ہے۔ کیونکہ اسے دعوت پہنچ چکی ہے، اسے اسلام کی دعوت دینے کا مطلب ہی یہ ہے کہ اسے دعوت مل گئی ہے اور جس کو ایک دفعہ دعوت مل چکی ہو اسے دوبارہ دعوت دینا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے : ”من بدل دینہ فاقتلوه“ اس میں مہلت

كا كوئى ذكر نهىء - ءونكه مرءء كا كفر ءلى هوءا هے اس لىءه بغير مهلت ءىءه اس كا قءل واءب هے -
اىك امر موبوم يعنى اس كى ءوبه كه احتمال كى وهه سه واءب مىء ءاخير ءائز نهىء - هان قاضى
اسه

مہلت دینے کا فیصلہ کرے تو اسے تین دن تک قید میں رکھا جائے۔ اگر اسلام لے آئے تو ٹھیک ہے ورنہ قتل کر دیا جائے۔ اگر مرتد خود مہلت طلب کرے تین دن کی تو یہ اس کا حق ہے۔

ب۔ ظاہری کہتے ہیں توبہ کی ترغیب دینا نہ واجب ہے نہ منع ہے۔

ج۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ توبہ کی ترغیب دینا واجب ہے اور امام پر لازم ہے کہ وہ مرتد کو تین دن کی مہلت دے اور اس سے پہلے اس کا قتل جائز نہیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے مسلمان کا ارتداد کسی شبہ کی بنا پر ہو۔ تو اس کے بغیر چارہ نہیں کہ اُسے غور و فکر کی مہلت دی جائے تاکہ اس پر حق واضح ہو جائے اور اس کی مقدار تین دن اس لیے مقرر کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انہیں ابی موسیٰ اشعرئ کی طرف سے یہ خبر پہنچی کہ انہوں نے ایک مرتد کو بغیر توبہ کی ترغیب دیئے اور مہلت دیئے قتل کر دیا تو آپ نے فرمایا بہتر یہی تھا کہ تم اسے تین دن قید رکھتے اور روزانہ اُسے ایک روٹی کھانے کو دیتے۔ اور اُسے پانی پلاتے، شاید وہ توبہ کر لیتا پھر فرمایا اے اللہ! میں اس فعل کا نہ شاہد ہوں نہ میں نے اس کا حکم دیا تھا۔ اور نہ میں اس فعل پر راضی ہوں، امام مالکؒ نے اپنی موطا میں یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ لہذا ان کے فعل سے حضرت عمرؓ کا اپنے آپ کو بری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تین دن کی مہلت واجب ہے۔ اگر تو تائب ہو جائے تو چھوڑ دیا جائے ورنہ فوراً قتل کر دیا جائے۔ بعض کہتے ہیں کہ تین مرتبہ توبہ کی ترغیب دی جائے ان کی دلیل حضرت موسیٰ کا اور نیک بندے حضرت خضرؒ کا قصہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ نے خضرؒ سے کہا اِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَاحِبْنِي اس کے بعد اگر میں آپ سے کوئی سوال کروں تو مجھے اپنا ساتھی نہ بنائیں پھر تیسرے سوال کے بعد آپ نے کہا قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَدُنِّي عُذْرًا۔

د۔ توبہ کی ترغیب اور مہلت کے بارے میں مالکیہ شافعیہ کے ہم خیال ہیں۔ مالکیہ کہتے ہیں کہ توبہ کی ترغیب دینا واجب ہے لیکن تین دن کی مہلت اس دن سے شمار ہوگی جب اس کا ارتداد ثابت ہو

ءائے نه كه مرءء هونے كه ءن سه ىا ءس ءن اس كه شكائء كه ءائے - نيز ءيل ميں روزانه اسے
كهئى مرءبه اسلام كه ءعوء ءى ءائے -

ھ۔ حنابلہ کے اس بارے میں دو قول ہیں۔ پہلا قول احناف کے مطابق ہے اور دوسرا شافعیہ اور مالکیہ سے مطابقت کرتا ہے۔ ان کا مشہور و معروف وہ قول ہے جو حضرت حسن بصریؒ کا مشہور قول ہے کہ مرتد کو توبہ کی ترغیب نہ دی جائے بلکہ فوراً قتل کیا جائے لیکن حضرت عطاءؒ کہتے ہیں کہ جو مسلمان کے گھر پیدا ہوا ہو اسے توبہ کی ترغیب نہ دی جائے لیکن جو کافر سے مسلمان ہو کر مرتد ہوا ہو اُسے توبہ کی ترغیب دی جائے۔ امام ابن تیمیہؒ کی رائے یہ ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے اسے توبہ کی ترغیب نہ دی جائے بلکہ فوراً قتل کیا جائے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔

مؤلف کی رائے یہ ہے کہ اسلامی حکومت کے عدم قیام اور شریعت اسلامیہ کے عدم نفاذ کی صورت میں ان مرتدین محاربین کے حق میں توبہ کی ترغیب ساقط ہے جن کا قتل علانیہ یا خفیہ واجب ہے جب بھی اس کی ہمیں فرصت ملے جیسے کہ ان کے حق میں تراخی و آرام سے قتل کرنا، ساقط ہے۔ ان کا ہر طریقے اور ہر ذریعے سے قتل کرنا جائز ہے۔ اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے

۳۶۔ کن حالات میں توبہ کی ترغیب میں تاخیر واجب ہے؟

- ۱۰۔ مُرتد ناسمجھ بچے کے بالغ ہو جانے تک۔
- ب۔ اگر مُرتد عقل مند ہو، پھر فاتر العقل ہو جائے تو اس کے جنون سے افاقہ ہونے تک۔
- ج۔ اگر مُرتد نشے کا عادی نہ ہو لیکن نشے میں ہو اور رجب وہ نشے کا عادی ہو اُس کا نشہ اُترنے تک توبہ کی ترغیب میں تاخیر جائز ہے۔

اور ان سب صورتوں میں توبہ کی ترغیب سے قبل اور بعد بھی مرتد کا خون حلال ہے ۔ جب تک وہ توبہ نہ کرے۔ اور توبہ سے اس کی جان اور مال محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر توبہ سے قبل قتل کر دیا جائے تو قاتل پر کوئی قصاص نہیں۔

۳۷۔ ارتداد سے توبہ کی کیفیت

جب مُرتد توبہ کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ پہلے کلمہ طیبہ پڑھے یعنی یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پھر باقی ارکانِ اسلام کا اقرار کرے،

اسلام کے سوا ہر دین سے براءت کا اعلان کرے۔ اگر اس کے ارتداد کا سبب کسی کا انکار ہے تو اس کا بھی اقرار کرے یا اگر کوئی اعتقاد فاسد ہو تو اس سے رجوع کرے یا حلال کو حرام اور حرام کو حلال سمجھنے کا باعث ہو تو اُسے چاہیے کہ حرام کو حرام اور حلال کو حلال سمجھے۔ اگر کوئی گواہ یہ گواہی دے کہ وہ نمازی تھا یا حاجی تھا، یا زکوٰۃ دیتا تھا تو جب تک وہ رکوع و سجود کے ساتھ نماز نہ پڑھے اس کے مسلمان ہونے کا فتویٰ نہ دیا جائے۔ کیونکہ نماز کافر اور مسلمان کے مابین وجہ امتیاز ہے۔ کیونکہ اس میں قبلہ رو ہونا اور رکوع و سجود کرنا پڑتا ہے جن کی نظیر کفار کی عبادات میں نہیں ملتی۔

۳۸۔ کن حالات میں مرتد کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

درج ذیل چار صورتوں میں مرتد کی توبہ قبول نہیں کی جاتی:

اول — اگر مرتد نے اللہ تعالیٰ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن کریم، یا کسی پیغمبر، یا کتب سماوی اللہ کا پیغام لانے والے فرشتے جن کا ذکر قرآن میں آتا ہے، کو سب و شتم کا نشانہ بنایا ہو یا ان کا مذاق اڑایا ہو، یا ان کی قدر و منزلت گھٹائی ہو۔ اور تقدس کو پامال کیا ہو۔ اور اس سلسلے میں جہالت، مدہوشی غیظ و غضب، مزاح یا زبان کے پھسل جانے کا عذر بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔ حتیٰ کہ جس مرتد کے ارتداد کا سب و شتم کے علاوہ کوئی اور سبب بھی ہو لیکن زمانہ ارتداد میں اُس نے گالیاں دی ہوں، پھر تائب ہو گیا اور ایمان لے آیا، پھر بھی سب و شتم کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔

دوم — اگر مرتد دو دفعہ ارتداد کا مرتکب ہو۔ کہا جاتا ہے کہ بنی سعد کا ایک شخص مسجد بنی حنیفہ کے پاس سے گزر رہا تھا کہ وہاں کچھ لوگ مسیلمہ کذاب کی تعریف میں رطب اللسان تھے۔ یہ سن کر وہ شخص ابن مسعود کے پاس آیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے ایک آدمی بھیج کر ان

لوگوں کو بلا بھیجا پھر انہیں توبہ کی ترغیب دی تو وہ تائب ہو گئے۔ آپ نے اُن سے کوئی تعرض نہ کیا لیکن ایک شخص ابن نواحہ نامی کو یہ کہہ کر روک لیا کہ تم اس سے قبل بھی میرے پاس لائے گئے تھے تو میں سمجھا کہ تم تائب ہو گئے ہو لیکن تم پھر آگئے۔ آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : **إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ أَزَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرْ لَهُمْ** (النساء : ۱۳۷) یہ بیشک وہ لوگ

جو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لے آئے پھر کافر ہو گئے اور کفر میں بڑھ گئے۔ اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کرے گا۔

سوم۔ اگر زندیق ہو، اور زندیق وہ منافق ہے جو بظاہر مومن اور مسلمان ہو لیکن بیاطن کافر اور نافرمان۔ تو وہ فوراً بغیر توبہ کی ترغیب اور مہلت دیئے قتل کر دیا جائے، کیونکہ اُس نے تقیہ توبہ کی، پھر جب اپنے آپ کو عادتاً مسلمان ظاہر کیا توبہ کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ وہی بات تھی جس کا بظاہر وہ پہلے بھی کرتا رہا ہے۔ اگر وہ حقیقتاً تائب ہو جائے تو اس کا اجر آخرت میں اس کا رب دے گا، اس کی توبہ وہاں فائدہ مند ہوگی، دُنیا میں کوئی نفع نہ دے گی، اس کا قتل بطور حد نہ کہ بلحاظ کفر لازم ہے توبہ کے مشکوک ہونے کی وجہ سے۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ توبہ کرنے سے زندیق پر جو قتل کی حد جاری ہوتی ہے ساقط نہیں ہوتی، جب کہ اس نے کفر خفی یا باطنیہ کا کفر یا کوئی ایسا دین اختیار کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو تسلیم نہیں کرتے، یا آپ کو صرف عربوں کے لیے مبعوث سمجھتا ہے یا ایسا مذہب اختیار کرے جس میں تقیہ ہو، یا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں یا آپ کو ملامت کیا یا جھٹلایا، یا کسی فرض اور حرام حلال کا انکار کیا۔ ان جملہ صورتوں میں اس کی توبہ قابل قبول نہیں، یہی رائے احناف کی ہے۔

چہارم۔ اگر مرتد جادو گر ہو تو فوراً بغیر توبہ کی ترغیب یا مہلت دیئے قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ کسی صورت بھی قابل قبول نہیں۔ دُنیا میں اس کی یہی سزا ہے۔ آخرت میں اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔

اور وہ مرتد جو جبراً مسلمان بنایا گیا ہو قتل نہ کیا جائے گا جب مجبوری ختم ہو جانے پر وہ پھر مرتد ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اگر اس کے باوجود اسلام پر کچھ عرصہ تک قائم رہے پھر مرتد ہو جائے تو اس کا ارتداد صحیح ہے۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے گا۔ قاصد اگر مرتد ہو جائیں تو

قتل نهےں كےے ءائےں ءرے كےونكه ءضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ كذاب كرے قاصدوں كو ءو
مرتد تھے قتل نهےں كیا تھا۔

۳۹۔ مرتد کے قتل کی کیفیت

جب مرتد کا قتل ثابت ہو جائے تو اُسے تلوار سے قتل کیا جائے کہ یہ سب سے آرام دہ طریقہ ہے اور تلوار مشہور آلہ قتل ہے۔ گولی مار کر قتل کرنے میں بھی مضائقہ نہیں کہ یہ عصر حاضر کا مشہور طریقہ قتل ہے اور آرام دہ بھی، اور گلا گھونٹ کر یا پھانسی کے ذریعے ہلاک کرنے کے برعکس کیونکہ یہ نہ تو مشہور طریقہ قتل ہے اور نہ ہی گولی مار کر اور تلوار سے قتل کرنے کی نسبت زیادہ آرام دہ ہے۔

ہاں شریعت اسلامیہ کے عدم نفاذ اور امام اعظم کی غیر موجودگی میں ہر طریقے سے جو قاتل کے لیے موزوں ہو مرتد کو قتل کرنا جائز ہے اور ان کا آرام دہ ہونا بھی کوئی ضروری نہیں ہے۔ البتہ ان طریقوں سے قتل کرنے میں لوگوں کے لیے عبرت نہیں ہے۔

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ سے تو یہاں تک روایت ہے کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولید کو مرتدین کے ایک گروہ کو آگ میں جلانے کا حکم دیا تھا جب تک وہ مرنے لگے۔ اور جو فرمان آپ نے مرتدین کو ڈرانے اور ارتداد سے باز رکھنے کے لیے خالد بن ولید کو بھیجا تھا اس میں تحریر تھا کہ ”جو آپ کی دعوت قبول کر لے اور اقرار و اعتراف کرے اور عمل صالح کرے تو اس کی توبہ قبول کر لو اور اس کی مدد کرو اور جو انکار کرے تو اس کے ساتھ جنگ کی جائے یہاں تک کہ اُس پر قابو پا لیا جائے تو اُسے آگ میں جلا دیا جائے“ ۱۔

اس خط میں بھی جو آپ نے ان فوجی سالاروں کو بھیجا تھا جو مرتدین سے جنگ میں مصروف تھے لکھا تھا ”اور جو انکار کرے اُس کے ساتھ جنگ کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ اس پر تمہیں غلبہ عطا کر دے تو اسے اسلحے سے قتل کرو یا آگ میں جلا دو“ ۲۔

حضرت علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے آزاد کردہ غلام قنبر کو حکم

۱۔ اس فصل کے آخر میں ضمیمہ ملاحظہ ہو۔

۲۔ ” ” ” ” ” ” ” ”

دیا کہ وہ مرتدین کے اس گروہ کو آگ لگاد خدا بنا دیا تھا۔ وہ آپ کو کہتے تھے آپ خدا ہو۔ ان کو آگ میں جلا دیا گیا چنانچہ عباسؓ سے بھی نقل کی ہے ۔

اسی لیے ہماری رائے میں اسلامی ح طریقے سے چاہے مرتد کو قتل کر سکتا ہے ۔ ہے جیسا آرام دہ طریقے سے قتل کرنا ہوں جو فرض کفایہ ہے ، نیز جس کی صو مروجہ طریقہ قتل میں سے اس علا فوراً واجب ہے اور کسی کو اس میں تاخیر

۴۰۔ مرتد کو کون قتل کرے

۱۔ اسلامی حکومت قائم ہونے ک

مرتد کو قتل نہیں کر سکتا۔ اگر ان کے علاو اولی الامر کی صلاحیت سے بڑھ جائے اُس نے مرتد کو توبہ کی ترغیب دیئے جس کا خون توبہ کی ترغیب دیئے بغی بدلے کے طور پر اس کا قتل لازم نہیں کہ دو آدمیوں نے آپ کے گھر کے پا سے ایک نے کہا ہم دونوں کے درمیا کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے ، انہوں نے ف اور آپ سے فیصلہ کرانے آیا ہے تا

دیا کہ وہ مرتدین کے اس گروہ کو آگ میں جلا ڈالے جو حُبِّ علیؑ میں غلو کرتا تھا جنہوں نے آپ کو خدا بنا دیا تھا۔ وہ آپ کو کہتے تھے اَنْتَ هُوَ (تو وہ ہے)۔ آپ نے پوچھا وہ کون؟ کہنے لگے تم خدا ہو۔ ان کو آگ میں جلا دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ امام بخاریؒ نے اسی طرح کی روایت ابن عباسؓ سے بھی نقل کی ہے۔

اسی لیے ہماری رائے میں اسلامی حکومت کے عدم قیام اور امام کی غیر موجودگی میں قاتل جس طریقے سے چاہے مُرتد کو قتل کر سکتا ہے۔ تلوار سے یا گولی مار کر قتل کرنا ہی فرض نہیں ہے بلکہ مُستحب ہے جیسا آرام دہ طریقے سے قتل کرنا مُستحب جب حالات واجب کی ادائیگی کے لیے سازگار نہ ہوں جو فرض کفایہ ہے، نیز جس کی عدم ادائیگی کی صورت میں تمام قوم گنہگار ہوتی ہے تو چاہیے کہ ہر مروجہ طریقہ قتل میں سے اس غایت کی ادائیگی میں جو بھی طریقہ ممکن ہو اختیار کیا جائے کیونکہ قتلِ مُرتد فوراً واجب ہے اور کسی کو اس میں تاخیر کرنے کا حق نہیں خواہ وہ حاکم ہی ہو یا امام۔

۴۰۔ مرتد کو کون قتل کرے

۱۔ اسلامی حکومت قائم ہونے کی صورت میں :- امام اعظم یا اس کے نائب کے سوا کوئی مرتد کو قتل نہیں کر سکتا۔ اگر ان کے سوا کسی نے قتل کر دیا (مُرتد کو) تو اُسے امام کے اختیار اور اُولی الامر کی صلاحیت سے بڑھ جانے پر تعزیر لگائی جائے لیکن قصاص میں قتل نہ کیا جائے اگرچہ اُس نے مُرتد کو توبہ کی ترغیب دینے سے پہلے قتل کر دیا ہو، کیونکہ اس نے ایسے انسان کو قتل کیا جس کا خون توبہ کی ترغیب دینے سے پہلے اور بعد میں بھی حلال تھا۔ اگرچہ یہ اس پر حرام تھا لیکن بدلے کے طور پر اس کا قتل لازم نہیں۔ اس باب میں حضرت عمر بن الخطاب کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ دو آدمیوں نے آپ کے گھر کے دروازہ پر دستک دی۔ آپ باہر تشریف لائے تو ان میں سے ایک نے کہا ہم دونوں کے درمیان کسی بات پر تنازعہ تھا، ہم دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

اٲنا مقدمه لے گئے ، انهوں نے میرے حق میں فیصله کیا لیکن یہ آدمی اس ٲر راضی نهیں هے اور آٲ
سے فیصله کرانے آیا هے - آٲ نے کہا اچھا ٹههرو میں ابھی فیصله کیے دیتا هوں - آٲ

اندر گئے اور اپنی تلوار لے کر آئے پھر اس آدمی کا سر تن سے جدا کر دیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہ تھا۔ فرمایا جو اللہ اور اُس کے رسول کا فیصلہ نہیں مانتا میں اس کا فیصلہ اس طریقے سے کرتا ہوں جب یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپؐ نے حضرت عمرؓ کو تنبیہ فرمائی لیکن قصاص نہیں لیا۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی: فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ط ۱۷۱ ”اے محمد! تیرے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر تم جو بھی فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر تسلیم خم کر لیں“ اللہ تعالیٰ کی جناب سے اپنی تائید پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروقؓ خوش ہوئے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اُس مسلمان پر کفر اور ارتداد کا فتویٰ لگایا ہے جو شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلہ کرانے سے انکار کر دے یا اس کے فیصلہ کو نہ مانے، یا اس کے فیصلے پر اپنے نفس میں تنگی یا درستی محسوس کرے یا اسے مطلقاً تسلیم ہی نہ کرے بلکہ اس کے فیصلے پر ادنیٰ مذمت، تعرض، بغض و عناد، سرکشی یا نقد و جرح حتیٰ کہ ادنیٰ عتاب کا بھی شائبہ نہیں ہونا چاہیے۔

• ب۔ جب ملک میں اسلامی حکومت قائم نہ ہو: تو ہر شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ مرتد کو بغیر توبہ کی ترغیب اور مہلت دیئے کسی بھی مقررہ (مروجہ) طریقے (خواہ وہ آرام دہ بھی نہ ہو) سے قتل کر دے۔ اس کا قتل فرض کفایہ ہے۔ اگر کوئی ایک ادا کر دے تو باقی تمام قوم سے ساقط ہو جاتا ہے اور اگر کوئی بھی اسے قتل نہ کرے تو تمام قوم گناہ گار ہوتی ہے۔ جہاں اسلامی نظام نافذ نہ ہو وہ چونکہ صرف فقہی معنوں میں دارالاسلام نہیں ہوتا کیونکہ وہاں شریعت نافذ کرنے والا اور لوگوں کے حقوق کی رعایت کرنے والا اور اسلام کی حمایت کرنے والا امام نہیں ہوتا۔ اس لیے ہر شخص پر جو بھی قادر ہو مرتد کا قتل واجب ہو جاتا ہے۔

ج - مرتد کے دارالحرب میں فرار ہو جانے کی صورت میں بھی ہر شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ اسے بغیر توبہ کی ترغیب اور مہلت دیئے جس طریقے سے چاہے قتل کر دے اور اس کا جو بھی مال متاع ہو لے لے کیونکہ وہ دارالحرب میں بھاگ جانے کی وجہ سے حربی ہو گیا۔ اگر تعزیراتی قانون ارتداد کے موضوع سے غفلت اور مرتد کی سزا سے اغماض برتتا ہو تو مرتد کے قاتل کی سزا ساقط ہو جاتی ہے۔ قوانین میں اس واجب کے لیے کوئی شق مخصوص نہیں، جیسا کہ عالم اسلام اور عرب ممالک کی اکثریت کا حال ہے۔ اس لیے یہ واجب ہر مسلمان کے ذمے ہے جو اس کی ادائیگی پر قادر ہے کیونکہ مرتد کی سزا کسی حال میں ساقط نہیں اور اُولی الامر کو اس سزا کے معاف کرنے یا اسے قید تا حیات میں بدلنے کا کوئی حق نہیں۔ نہ اس کے نفاذ میں تاخیر کرنے کا حق ہے۔ اگر کسی نے مرتد کو قتل کر دیا تو اُس نے ایک فرض کفایہ ادا کیا اور دوسروں سے ایک واجب ساقط کر دیا۔ ورنہ تمام قوم گناہگار ہوتی ہے۔ حکام یا قوانین کو مرتد کے قاتل کا مواخذہ کرنے اور اسے سزا دینے کا اُس وقت تک حق نہیں جب تک مرتد کی سزا کی تخصیص نہیں کرتے۔ جب حکام احکام نافذ کرنے سے اہمال برتتے ہیں اور افراد یا کوئی فرد انہیں نافذ کر دیتا ہے تو وہ اجر کا مستحق ہے نہ کہ ملامت اور سزا کا؟ کیونکہ فقہی اور قانونی قواعد مرتد کے قاتل کی سزا کے لیے یہ شرط لگاتے ہیں کہ وہ اس عمل کا عادی ہو جائے اور حکام کے عام اختیارات کی توہین کا باعث ہو۔ جب تک یہ حکام مرتد کی سزا سے غفلت برتیں اور ارتداد کے جُرم کے متعلق نص کی ضرورت نہ سمجھیں تو انہیں مرتد کے قاتل کو ملامت کرنے کا کوئی حق نہیں بلکہ وہ خود قابلِ ملامت ہیں اور انہیں چاہیے کہ قوانین کو نصوص شریعت اسلامیہ کے مطابق کر کے انہیں عدل و انصاف کا حامل بنائیں یا معتدل بنائیں۔

جہاں تک مرتد کے خون کے تاوان کا تعلق ہے عبدالقادر عودہ شہید اپنی کتاب 'التشریع الجنائی الاسلامی' میں لکھتے ہیں "مرتد کے قاتل سے کوئی تاوان نہیں لیا جائے گا کیونکہ شریعت میں مرتد

كا ءون ءلال هے لىكن اس كے قائل كى كوئى سزا نهى هے كىونكه اس كا يه فعل مباح هے اور شريعت
نهى هر مسلمان پر مرتد كا قتل واجب ٹههرايا هے - نيز يه فرض كفايه هے اكر كوئى فرد ادا كر دے تو تمام
أمت

سے ساقط ہو جاتا ہے۔ ایک اور مقام پر آپ رقمطراز ہیں "جب تک حکام بالا اسے نافذ نہ کریں یہ واجب افرادِ اُمت سے ساقط نہیں ہوتا۔" الا یہ کہ اس سے کسی قسم کے انتشار کا اندیشہ نہ ہو اور مرتد کے ارتداد کی صحت کا ثبوت ہو اور وہ قتل کا مستحق بھی ہو۔

اگر یہ منع ہٹ جائے تو قاتل کے لیے کوئی عذر نہیں اور اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اس وقت اس کا اجر دگنا ہو جاتا ہے جب شریعت کا نور بجھ گیا ہو اور اس کی حکمرانی نہ ہو اور شریعت کا احترام کم ہو گیا ہو۔ ظالم اور بے دین لوگ اس کی توہین کرنے لگے ہوں اور بھیڑیوں کی طرح چوپان اور محافظ کی عدم موجودگی میں بھیڑوں کے گلے میں فساد برپا کرتے ہوں۔

۴۱۔ مرتد کے مال کے بارے میں احکام

یہاں ہم ان احکام سے بحث کریں گے جو دارالاسلام میں مرتد کی ہلاکت سے قبل اور ہلاکت کے بعد اس کے مال و متاع سے تعلق رکھتے ہیں نیز اگر وہ دارالحرب میں چلا جائے تو کیا احکام ہوں گے۔

۱۔ مرتد کی ہلاکت سے قبل اس کے مال کے بارے میں احکام :

حنابلہ کہتے ہیں کہ مسلمان کے مرتد ہو جانے سے اس کے مال کی ملکیت ختم نہیں ہو جاتی بلکہ موقوف ہو جاتی ہے۔ ایک روایت شافعیہ سے بھی اسی قسم کی ہے۔

احناف کہتے ہیں کہ مسلمان کے مرتد ہو جانے سے اس کے مال کی ملکیت ختم ہو جاتی۔ یہ زوالِ ملکیت موقوف رہے گا۔ یہ شافعیہ کی دوسری روایت ہے۔

دونوں احکام کے درمیان جو فرق ہے اس کی وضاحت درج ذیل ہے :-

حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ مرتد کا مال محفوظ رہتا ہے جب تک اس کا ارتداد کسی انجام کو نہیں پہنچ جاتا ہے یعنی توبہ یا ہلاکت۔ اگر تائب ہو جائے تو اس کا تمام مال اسے دے دیا جاتا ہے اور اگر ہلاک ہو جائے تو امام کے تصرف میں چلا جاتا ہے۔

۱۔ التشریع الجنائی الاسلامی، ج ۱، ص ۲۵۳ اور آگے - ۲۔ ایضاً ص ۵۳۶۔

احناف کی رائے یہ ہے کہ امام مرتد کے مال میں محض اس کے ارتداد کی وجہ سے تصرف کر سکتا ہے۔ اگر مرتد تائب ہو جائے تو جو مال امام کے تصرف سے بچ جائے وہ اس کا حقدار ہے اُسے دیا جائے۔ کیونکہ ان کی رائے میں ارتداد بمنزلہ موت کے ہے اور مرتد میت کی طرح لیکن حنابلہ ارتداد کو مرض الموت کی مانند سمجھتے ہیں۔

ب۔ مرتد کی ہلاکت کے بعد اس کے مال کے بارے میں احکام :

- حنابلہ ، مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ جب مرتد موت یا قتل سے ہلاک ہو جائے تو اس کا مال مسلمانوں کے بیت المال کے لیے مال فرے ہو جاتا ہے۔ اور مسلمانوں یا غیر مسلموں میں سے کوئی اس کا وارث نہیں ہوتا کیونکہ مسلمان کسی کافر کا وارث نہیں ہو سکتا۔ اس پر علماء کا اجماع ہے۔ کیونکہ مال حربی پر جنگ کے بغیر اگر قبضہ کیا جائے تو وہ مال فرے ہوتا ہے۔
- احناف کے نزدیک اس کے مسلمان ورثاء اس کے مال کے وارث ہو سکتے ہیں۔ یہ صاحبین کا قول ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ نے مرتد کے مال کی دو قسمیں بتائی ہیں :-
- اوّل ، جو مال اُس نے مسلمان ہوتے ہوئے (اپنے دور اسلام میں) کمایا تو اس کے مسلمان ورثاء اس کے وارث ہوں گے۔

• دوم : جو مال اس نے ارتداد کی حالت میں کمایا وہ بیت المال کے لیے مال فرے ہے۔

• ظاہری کہتے ہیں کہ اُس کے مال کے کافر ورثاء اس کے وارث ہوں گے۔ یہ قول شاذ ہے۔

۴۲۔ مرتد کے دارالحرب میں بھاگ جانے کی صورت میں اُسکے مال کے بارے

میں احکام

اكر مرءء ءارالحرب كى طرف بهاك ءائے اور اس سے الحاق كر لے ىا قاضى اس كے الحاق كا فتوى ءے ءے ءے ءو اس كا مال اس كے مسلمان ورءاء كى ميراث هے - ىه رائے ابو ىوسفؒ اور امام محمدؒ كى هے اس كے قرضوں كى اءائىكى واءب هے ، لىكن امام ابو حنيفهؒ كى رائے ميں مسلمان اس مال كے وارث هوں كے ءو اُس نے مسلمان هوتے هوءے كماىا اور ءو ارتءاء كى ءالء ميں كماىا وه مسلمانوں كے بيت المال كے لىے مال فے هو ءائے كا كىونكه اءناف كے نزءيك مرءء مىء كى طرء هے - اور ءارالحرب سے

الحاق بمنزلہ موت کرے ہے جو اس کی ملکیت زائل کر دیتا ہے۔ البتہ مذاہب ثلاثہ کا مسلک اس کے خلاف ہے۔

اگر مرتد تائب ہو کر دارالاسلام کی طرف لوٹ آئے تو جو کچھ اس کے مال میں سے بچ گیا ہو وہ اس کا حقدار ہے۔

لیکن وارث کو وارث کب سمجھا جائے گا؟

امام محمدؒ کا قول : مرتد کے مال کا وارث اس وقت سے معتبر ہوگا جس وقت سے وہ دارالحرب سے ملحق ہو گا کیونکہ سبب وراثت الحاق ہے۔

امام ابو یوسفؒ کا قول : وارث قاضی کا مرتد کے دار الحرب سے الحاق کا فتویٰ جاری کرنے کے بعد وارث متصور ہوگا کیونکہ مرتد قاضی کے فیصلے سے میت کے مانند ہو گا۔

مرتد کے قرضوں کے بارے میں احکام :

احناف کہتے ہیں کہ دورِ اسلام کے قرضے دورِ اسلام کی کمائی سے اور دورِ ارتداد کے قرضے دورِ ارتداد کی کمائی سے ادا کیے جائیں گے۔ یہ رائے امام ابو حنیفہؒ کی ہے۔ صاحبین کی رائے میں اس کے قرضے دونوں ادوار کی کمائی سے ادا کیے جائیں گے بغیر کسی امتیاز کے۔

حنابلہ کی رائے میں جب مرتد دارالحرب سے الحاق کرے تو وہ حربی ہو جاتا ہے۔ جو بھی اس پر قدرت حاصل کرے اس کا قتل مباح ہے اور اس کا مال لے لے۔ عصمہ یعنی دارالاسلام کے زائل ہونے کے باعث جو مال دارالاسلام میں رہ جائے اس سے اس کی ملکیت زائل نہیں ہوگی بلکہ جب تک وہ زندہ ہے اس کی ملکیت باقی رہے گی۔ کیونکہ اس کے خون کے حلال ہو جانے سے اس کے مال کی وراثت حقیقی حربی کی طرح لازم نہیں آتی۔ جب دارالحرب میں اس کا قیام طویل ہو جائے اور

اس كے قتل سے معذور هو جائئى تو حاكم اس كے قرض ادا كريں اور قرضے كے بعد جو مال بچ جائے اس ميں تصرف كريں -

شافعيه كے نزديك جب مرتد دارالحرب كى طرف فرار هو جائے تو اس كا مال موقوف هوگا-

لیکن اس سے اس کے قرضے ادا ہوں گے جو اس کے ارتداد سے قبل دور اسلام میں اس نے لیے ہوں کیونکہ قرضہ کی ادائیگی ورثاء کے حقوق اور مال فے پر مقدم ہے۔ اگر وہ ارتداد کی حالت میں مر گیا تو جو مال اس کے ذمے واجب الادا قرضوں کی ادائیگی کے بعد بچ رہے تو وہ مسلمانوں کے لیے بیت المال کے لیے مال فے ہے۔ اور مُرتد کا ارتداد سے قبل اپنے ذمے واجب الادا قرضے کا اقرار جائز ہے۔ جبکہ کوئی دوسری صحیح شہادت میسر نہ ہو، اس کی دی ہوئی کسی خبر کا اعتبار نہیں کیا جائے گا اور نہ اس سے علم حاصل کیا جائے نہ علم فقہ وغیرہ جو کسی عادل اور ثقہ مسلمان سے حاصل کیا جاتا ہے۔

۴۳۔ مُرتد کے تصرفات

احناف کے نزدیک مُرتد کے تصرفات کی درج ذیل اقسام ہیں : نافذہ جیسے قرضہ باطلہ جیسے نکاح موقوفہ جیسے بیع، شراکت اگر تائب ہو جائے تو صحیح ہے، اگر ہلاک ہو جائے یا ارتداد کی حالت میں تو باطل ہو گی۔ مختلف خرید، بہ، رہن، اجارہ، وقف، صدقہ، نذر، اور جملہ عبادات باطل ہیں اگر تائب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ارتداد سے قبل کیا ہوا حج دوبارہ ادا کرے۔ امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ نے اس کے تصرفات میں سے قربانی کو مستثنیٰ قرار دیا ہے، البتہ گردن کا آزاد کرنا نافذ رہے گا۔

۔ مالکیہ اور شافعیہ کے مطابق مُرتد کی تمام تصرفات سوائے عبادات اور احسان کے باطل ہیں اگر اس نے ارتداد سے قبل حج کیا تھا، پھر توبہ کر لی تو اس کا حج باطل نہیں ہوا، اور اس کا اعادہ نہیں کرے گا۔ اور اگر ارتداد سے قبل وہ محصن تھا، پھر اُس نے زنا کیا، ارتداد کے دوران پھر تائب ہو گیا تو رجم کیا جائے گا۔ ارتداد سے عمل اُس صورت میں باطل اور ضائع ہوتا ہے جب اسی حالت میں

فوت هو ءائے - اءر ارتءاء اور موت كے درمیان اس نے توبه كر لی تو عمل باقى رهے گا ءیسا كه الله تعالى كا ارشاد هے :-

"وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ، فَأُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ " ۱۰۷

”(اور یہ خوب سمجھ لو کہ) تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا اور کفر کی حالت میں جان دے گا اس کے اعمال دُنیا اور آخرت میں ضائع ہو جائیں گے“ کیونکہ توبہ ماقبل گناہوں کو اس سے اس طرح کاٹ کر دُور پھینک دیتی ہے جس طرح اسلام کاٹ کر الگ کر دیتا ہے۔ گویا توبہ سے اگلے گناہ اس طرح معاف ہو جاتے ہیں جس طرح اسلام لانے سے معاف ہو جاتے ہیں۔

- حنا بلہ کے قول کے مطابق مرتد ملکیت کا مالک ہو سکتا ہے، جیسے بہہ، شکار، خریدا ہوا مال، اور یہ تصرفات اس کے لیے صحیح ہیں، کیونکہ عدم عصمت اس کے تصرفات کی صحت کے حربی کی طرح منافی نہیں، لیکن وہ اپنے مال میں تصرف سے روک دیا جائے خصوصاً بیع، بہہ، وقف اور اجارہ کیونکہ ان کا تعلق دُوسروں سے ہے مفلس کے مال کی طرح۔ یہ تمام تصرفات موقوف تصور ہونگے۔ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو یہ نافذ ہو جائے گا اور اگر ارتداد کی حالت میں مر جائے تو اس کا تصرف باطل ہو جائے گا جیسے اس کا عمل اجر و ثواب سے تغلیظاً باطل ہو جاتا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق مرتد کا خود شادی کرنا یا اپنی بیٹی کی شادی کرنا صحیح نہیں کیونکہ وہ کافر ہے اس کے لیے مسلمان عورت حلال نہیں اور ارتداد کی وجہ سے اس کی بیٹی کی ولایت زائل ہو گئی۔ ہاں اس کا احصان اس کے ارتداد کی وجہ سے باطل نہیں ہوگا۔ اگر ارتداد کے دور میں اُس نے زنا کیا پھر تائب ہو گیا اور اسلام قبول کر لیا تو سنگسار کیا جائے گا جیسا کہ اگر وہ توبہ کے بعد زنا کرتا تو سنگسار کیا جاتا۔ اسی طرح اس کے ارتداد کی وجہ سے اس سے حدِ قذف (تہمت لگانا) اور چوری کی حد بھی ساقط نہیں ہوتی، کیونکہ ارتداد نے اس کے لیے سختی کو اور

حنابلہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب مرتد کی قضا اس پر نہیں۔ اس کی دلیل یہ ارشاد سَلَفَ ۲۷ جن لوگوں نے کفر کیا انہیں کہہ آجائیں تو ان کے پہلے گناہ معاف کر دی مرتدین سے مافات کی قضا کا تقاضا نہ ہو جاتے ہیں اور وہ اپنا حج بھی نہیں اعمال ضائع نہیں ہوتے۔ اعمال واقع ہو جاتے۔ دلیل یہ آیت قرآ اگر کفر کی حالت میں اُسے موت نہ میں موت آجائے تو اس کے اعم

۴۴ - ارتدادِ کبریٰ

اگر عالمِ اسلام کے کسی حصے جائیں اور اسلامی حکومت سے بغا ملک میں کافرانہ احکام اور قوا دیں تو وہ ملک یا شہر دارالحرب ہوں گے جو دارالحرب میں جاری مال و متاع مالِ غنیمت تصور ہ یا مصالحت کی پیش کش کو قبو

زیادہ کر دیا ہے۔

حنابلہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ جب مُرتد دوبارہ اسلام لے آئے تو اس کی فوت شدہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی قضا اس پر نہیں۔ اس کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے "قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ عَلَيْهِمْ كُفْرُكُمْ كَمَا كُنْتُمْ يَوْمَ يَخْرُجُ الَّذِينَ كَفَرُوا" (اے رسول!) اگر وہ (اپنے افعالِ بد سے) باز آجائیں تو ان کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کا یہ فعل بھی کہ انہوں نے مرتدین سے مافات کی قضا کا تقاضا نہیں کیا، کیونکہ توبہ سے اسلام کی طرح سب اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور وہ اپنا حج بھی نہیں لوٹائے گا، کیونکہ ہلاکت سے قبل توبہ کر لینے سے اس کے اعمال ضائع نہیں ہوتے۔ اعمال اُس وقت ضائع ہوتے ہیں جب ارتداد کی حالت میں موت واقع ہو جائے۔ دلیل یہ آیت قرآنی ہے "وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ.. كَخِ الْكَافِرِ" کہ الخ اگر کفر کی حالت میں اُسے موت نہ آئے تو اس کے اعمال ضائع نہیں ہوں گے۔ اگر کفر کی حالت میں موت آجائے تو اس کے اس دُنیا کے اعمال اور آخرت کا اجر ضائع ہو جائیں گے۔

۴۴ - ارتدادِ کبریٰ

اگر عالمِ اسلام کے کسی ملک یا کسی شہر کے مسلمان جو شان و شوکت کے مالک ہوں مُرتد ہو جائیں اور اسلامی حکومت سے علیحدگی یا اُمتِ محمدیہ سے علیحدگی کا اعلان کر دیں اور اپنے شہر یا ملک میں کافرانہ احکام اور قوانین جاری کر دیں اور شریعت کے احکام اور قوانین کو معطل کر دیں تو وہ ملک یا شہر دارالحرب اور اس کے شہری حربی بن جائیں گے اور ان پر وہی احکام جاری ہوں گے جو دارالحرب میں جاری ہوتے ہیں یعنی ان کا قتل اور ان کے ساتھ قتال جائز ہوگا اور ان کا مال و متاع مالِ غنیمت تصور ہوگا۔ ان سے جزیہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ اور ان کی طرف سے صلح یا مصالحت کی پیش کش کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ان کو اسلام یا موت میں سے ایک راہ

لے الانفال ۳۸ - کہ البقرہ ۲۱۷ -

اختیار کرنے کی دعوت کرے ماسوا اور کوئی صورت واجب و ضروری نہیں۔

امام اعظم یا اس کے نائب پر لازم ہے کہ ان کے ساتھ جنگ کرے، اس فتنے کی علامات کو مٹائے اور اس آگ کو بجھانے میں جلدی کرے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس آگ کے شعلے پھیل جائیں یا یہ شر عام ہو جائے اور اس کے سبب حکومت کا نظام اور توازن بگڑ جائے اور سخت مصیبت والے بہت بڑے خطرے میں (قوم و ملک) مبتلا ہو جائے۔

ایسے ہی ایک فتنہ نے ابوبکر کو آغاز عہد خلافت میں ایک لشکر تیار کرنے اور اس کے سالاروں کو مرتدین سے قتال کرنے اور ان کے فتنے کو فرو کرنے کا عہد لینے پر آمادہ کیا جب ان سے امام اعظم قتال کرے تو اسے حق ہے کہ وہ انہیں اسلحے سے قتل کرے یا آگ میں جلا ڈالے۔ اسے چاہیئے کہ ان میں سے جو پیٹھ پھیر کر بھاگیں ان کا تعاقب کرے، ان کے زخمیوں کو مار کر ان کا کام تمام کر دے، ان کے قیدیوں کو قتل کر ڈالے، ان کے اموال کو مالِ غنیمت بنالے، بالکل دار الحرب کے باسیوں کی طرح برابری کے اصول پر بخلاف باغیوں کے جیسا کہ ہم اس فصل کے آخر میں ان کے متعلق بیان کریں گے کیونکہ باغی مسلمان ہوتے ہیں اور اُن کا جرم (بغاوت) ایک سیاسی جرم ہوتا ہے، ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ کیا جائے گا اگر ان میں سے ایک گروہ دوسرے کے خلاف بغاوت کرے۔

۲۵۔ بوقتِ ضرورت امام کا مرتدین کو جلا ڈالنے کا جواز

اگر کسی شہر کے باسی مرتد ہو جائیں اور امام پر ان کا معاملہ دشوار ہو جائے اور اُن کا شر بڑھ جائے اس فتنے کی آگ کے پھیل جانے کا ڈر ہو اور اسلامی حکومت کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو جائے تو امام کو اگر مرتدین کے کسی گروہ پر قدرت حاصل ہو جائے تو اُس کے لیے جائز ہے کہ وہ ان کو بُری طرح قتل کرنے اور آگ میں جلا کر مار ڈالنے کے احکام صادر کرے تاکہ جو اس کی پشت پناہی

کر رہے ہوں ان کے لیے درسِ عبرت ہو اور اس فتنے کی آگ فرو ہو جائے جیسے کہ سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے کیا۔ انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ارتداد کی مشہور جنگوں میں مرتدین کے اس گروہ کو جلا ڈالنے کا حکم دیا جو مرتدین سے مختلف عناصر کی بیخ کنی نہ فرماتے تو اس فتنے کی اپنے دین پر قائم تھے اور اگر اسلامی حکومت عرب کی تاریخ ہی مختلف ہوتی لیکن اللہ جنہوں نے آپ کے ساتھ مل کر مرتدین کا نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے۔ **يَا أَيُّهَا بَقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ** لہ۔ اے وہ لوگو! کہ اس کی جگہ پس عنقریب اللہ ایسی ق محبت کرتی ہے۔ مومنوں کے لیے عاجز کی راہ میں وہ جہاد کرتے ہیں اور کسی الزام آیت فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُ رضوان اللہ علیہم اجمعین مراد ہیں جو مرتد حق میں سخت تھے۔ مرتدین کی بیخ کنی کر منتشر کرنے میں اور ان کے فتنے کی آگ نومولود سلطنت اسلامیہ کی بنیادیں مضبو سے نہیں ڈرتے تھے۔

یہی حال حضرت علی ابن ابی طال آپ کی طرف الویت منسوب کی

جلا ڈالنے کا حکم دیا جو مرتدین سے مختلف جنگوں میں ان کے زیر نگیں آگئے۔ اگر سیدنا ابوبکرؓ ان عناصر کی بیخ کنی نہ فرماتے تو اس فتنے کی آگ عربوں کے ان لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی جو اپنے دین پر قائم تھے اور اگر اسلامی حکومت (خلافت) کو مضبوط بنیادوں پر استوار نہ کرتے تو آج عرب کی تاریخ ہی مختلف ہوتی لیکن اللہ نے اس کو سلامتی بخشی، کیونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور وہ لوگ جنہوں نے آپ کے ساتھ مل کر مرتدین کا مقابلہ کیا وہ مخلص اور برگزیدہ لوگ تھے جن کی طرف اللہ نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے۔ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ط ۱** اے وہ لوگو جو ایمان لائے تم میں سے جو اپنے دین سے پھر گیا (جان لے کہ اس کی جگہ) پس عنقریب اللہ ایسی قوم لے آئے گا جسے وہ چاہتا ہے اور جو اس (اللہ) سے محبت کرتی ہے۔ مومنوں کے لیے عاجزی کرنے والے اور کافروں پر سختی کرنے والے اللہ کی راہ میں وہ جہاد کرتے ہیں اور کسی الزام لگانے والے کے الزام سے نہیں ڈرتے ہیں“

آیت (فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ) میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مراد ہیں جو مرتدین سے لڑے۔ انہوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور کفار کے حق میں سخت تھے۔ مرتدین کی بیخ کنی کرنے، انہیں جلانے اور قتل کرنے اور ان کی جمعیت کو منتشر کرنے میں اور ان کے فتنے کی آگ کو فرو کر کے اسلام کے جھنڈے کو بلند کرنے میں اور نومولود سلطنتِ اسلامیہ کی بنیادیں مضبوط کرنے میں وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔

یہی حال حضرت علی ابن ابی طالبؓ کا تھا۔ انہوں نے مرتدین کے ایک گروہ کو جنہوں نے آپ کی طرف اُلوبیت منسوب کی تھی اور منافق عبداللہ بن سبا یہودی کی ترغیب پر آپ کی

محبت میں غلو کرتے تھے آگ میں جلا دینے کا حکم دیا تھا۔ آپ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں جن کی طرف آیہ کریمہ **يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ** میں اشارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرتد کی دُگنی سزا مقرر کی ہے، ایک تو دنیا میں قتل کی اور دوسری جہنم میں ہمیشہ رہنے کی۔ مرتد کا حد کے طور پر محض قتل کر دینا اس کے ارتداد کی کافی سزا نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو مرتد کی موت مسلمان کی موت ہوتی جیسے اس شخص کی مانند جو قصاص کے طور پر قتل کر دیا جائے یا سنگسار کیا جائے کیونکہ ان کا قتل ان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اسی لیے وہ باقاعدہ غسل تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیے جاتے ہیں لیکن مرتد کا قتل بطور حد نہیں ہے اس کے حق میں اور یہ دنیا میں اس کی سب سے کم سزا ہے قتل اس کے لیے مقرر ابدی عذاب کے مراحل میں پہلا مرحلہ ہے اسی لیے قتل کے بعد اسے نہ غسل دیا جاتا ہے نہ اس کی تجہیز و تکفین ہوتی ہے نہ اس کی نماز جنازہ ہوتی ہے اور نہ اسے مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کیا جاتا ہے۔

مزید برآں ارتداد قابل حد جرائم میں سے نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو حاکم کے لیے اس کی سزا میں کمی بیشی کرنا جائز نہ ہوتا۔ کیونکہ حدود اللہ تعالیٰ کا حق ہیں اور کسی کو ان حدود سے تجاوز کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ اسی لیے مرتد کا قتل اس کے جرم کا پورا بدلہ نہیں ہے کیونکہ ارتداد ایک ایسا جرم ہے جس کی سزا قتل سے بھی بڑی ہے۔ مرتد کے قتل کا مقصد اس کے فتنے کا قلع قمع کرنا اور اس کے پھیلنے سے روکنا اور اس نظام کی حفاظت کرنا ہے جس پر اسلامی معاشرہ کی اساس قائم ہو۔ اور اس حکمت کو سب سے پہلے سمجھنے والے حضرت ابو بکر صدیق تھے جنہوں نے مرتدین کی ایک جماعت کو جلانے میں پہل کی پھر خلیفہ چہارم حضرت علی ابن ابی طالب نے بھی آپ کے فعل کی پیروی کی اور دونوں جس درجے کے صحابی، اہل علم، فقیہ اور متقی تھے سب پر عیاں ہے۔

۴۶ - امام کا مرتدین کو جلانے مرتدین کی بیخ کنی کی غرض یہی ہے کہ انہیں مروجہ آلات ہے۔ اور یہ بھی عام قاعدہ ہے القتلة - جب تم قتل کرو تو اچھی آرام سے ذبح کرنے کا حکم ہے عنہما نے مرتدین کو جلا دینے کا عمل

۴۷ - مرتد ابالیان شہر کی عرب یا اسلامی ممالک میں دے اور شریعت اسلامیہ پر عمل اور قوم اس نئی تبدیلی کو قبول کرے کیونکہ انہوں نے دین اسلام کو رضامند ہو گئے۔ امیر المومنین ملک کو از سر نو فتح کرنے کا نیا کرے ساتھ جنگ سے افضل ہے کرے ساتھ صلح یا ان کی طرف رجوع حاضر کرے ہر اس ملک کی مثال شریعت اسلامیہ کی جگہ خود ساختہ

۴۸ - دین کو سیاست سے جدا

۱۔ مؤلف کی ایک دوسری کتاب بعنوان کچھ مزید اضافے کرے بعد اسے

۴۶۔ امام کا مرتدین کو جلانا ایک عام قاعدہ نہیں ہے

مرتدین کی بیخ کنی کی غرض سے انہیں آگ میں جلا ڈالنا کوئی عام قاعدہ نہیں ہے۔ عام قاعدہ یہی ہے کہ انہیں مروّجہ آلاتِ قتل (جیسے تلوار یا عصرِ حاضر میں گولی مار دینا) کے ذریعے قتل کرنا ہے۔ اور یہ بھی عام قاعدہ ہے کہ مقتول کو آرام دہ طریقہ سے قتل کیا جائے۔ واذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ ”جب تم قتل کرو تو اچھے طریقے سے قتل کرو۔ یعنی تلوار کی دھار کو تیز کر لینے اور ذبیحہ کو آرام سے ذبح کرنے کا حکم ہے (یعنی جلدی سے)۔ اسی لیے حضرت ابو بکر صدیق اور علی رضی اللہ عنہما نے مرتدین کو جلا دینے کا عمل دوبارہ نہیں دہرایا۔

۴۷۔ مرتد اہالیانِ شہر کی مثال

عرب یا اسلامی ممالک میں سے کوئی دوسرا ملک اگر اسلامی حکومت سے علیحدگی کا اعلان کر دے اور شریعت اسلامیہ پر عمل کو منسوخ کر دے اور اس کی جگہ خود ساختہ قوانین رائج کر دے اور قوم اس نئی تبدیلی کو قبول کر لے تو وہ ملک دار الحرب بن جاتا ہے اور اس کے باشندے حربی کیونکہ انہوں نے دین اسلام کو رد کر دیا اور غیر منزل من اللہ قوانین کے مطابق فیصلے کرنے پر رضامند ہو گئے۔ امیر المؤمنین پر لازم ہو جاتا ہے کہ فی الفور اس قوم سے قتال کر کے ان کے ملک کو از سر نو فتح کرنے کا بندوبست کرے یا اقدام کرے اور ان کے ساتھ جنگ پیدائشی کفار کے ساتھ جنگ سے افضل ہے۔ وہ اسلام یا موت میں سے ایک راہ اختیار کر سکتے ہیں ان کے ساتھ صلح یا ان کی طرف سے مصالحت یا فدیہ کی پیش کش کو قبول کرنا حرام ہے اور دورِ حاضر کے ہر اس ملک کی مثال ایسی ہے جس کے باشندے دین کو سیاست سے علیحدہ کرنے اور شریعت اسلامیہ کی جگہ خود ساختہ دستور نافذ کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں۔

۴۸۔ دین کو سیاست سے جدا کرنے کے بارے میں ائمہ عظام

کے فتوے ۱۷

۱۷ مؤلف کی ایک دوسری کتاب بعنوان ”مؤامرة فصل الدين عن الدولة“ ہے۔ اگر قارئین کرام کے لیے ممکن ہو تو وہ بھی پڑھ لیں۔ کچھ مزید اضافے کے بعد اسے دوبارہ طبع کرنے کا ارادہ ہے۔

”دین کو سیاست سے جُدا کرنے کی سعی و کوشش کرنا صریحاً کفر ہے اس کی کوشش کرنے والا مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہے اور اہل قبلہ کے عقیدہ سے جُدا ہے۔ اس سے نکاح اور اس کا ذبیحہ حلال نہیں“

امام کوثری

”دین کو سیاست سے جُدا کرنے کا مطلب دین کے بڑے نمایاں حقائق کو منہدم کرنا ہے اس کے لیے مسلمان اس وقت تک ایسا اقدام نہیں کرتے جب تک وہ غیر مسلم نہ ہو جائیں“ (یعنی ایسا کرنے والے غیر مسلم ہیں)

امام محمد خضر حسین

”دین کو سیاست سے جُدا کرنے کا مطلب دینِ متین کے خلاف سرکاری بغاوت ہے۔ بلکہ پہلے حکومت کا باغی ہونا، پھر اُمت کا۔ اگر قوم اس پر خاموش تماشائی بنی رہے تو یہ کفر کا نزدیک ترین راستہ ہے“

شیخ الاسلام مصطفیٰ صبری

”اس امر پر سب متفق ہیں کہ جو شخص اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں سے کسی کو بھی ردّ کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے خواہ اس کا ردّ شک کی وجہ سے ہو یا اسے قبول نہ کرتا ہو یا اسے سرے سے تسلیم ہی نہ کرنے کی وجہ سے ہو۔ اور جو کچھ شریعت کے خلاف ہے وہ مسلمانوں پر حرام ہے خواہ اس کا حکم دیا جائے یا کسی بھی حاکم نے اسے مباح قرار دیا ہو۔ اور جو شخص مسلمانوں میں غیر منزل من اللہ احکام رائج کرتا ہے اور منزل من اللہ قوانین کو کُلاً یا جزاً بغیر تاویلِ صحیح کے ترک کرتا ہے تو وہ ان میں سے کسی ایک کا مصداق ہے جن کے

سائه الله ءعالى نه انهه موصوف ءفا هے - ءفر؁ ظلم؁ فسوق ءو بهف اس ءه ءسب ءال هو اور
علماء و فقهاء مف اس امر ٱر بهف اءفاق هے ءه شرفاء

اسلامیہ کے خلاف ہر قانون سازی باطل ہے اس کی اطاعت واجب نہیں“ عبدالقادر عودہ شہیدؒ

فرمودہ اقبال ۷۰

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

۴۹۔ خلافتِ اسلامیہ کے احیاء کی کوشش مسلمانوں پر فرضِ

عین ہے

جب یہ واضح ہے کہ اسلام بغیر شریعت اور شریعت بغیر نظام اور امام کے بے معنی ہے تو خلافتِ اسلامیہ کے احیاء اور اس کی وسیع و عریض حکومت کے قیام اور اس کی خالص شریعت اور اس کے عادلانہ احکام کے نفاذ کے لیے اصرار کی ضرورت بھی واضح ہے جس کی رو سے دین پر صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے جیسا کہ اس کی عبادت کا حق ہے لیکن حال یہ ہے کہ ہم اسلام کے متن کے بجائے حاشیے پر زندگی گزار رہے ہیں اور ایک مردہ مذہبی طریقے کے لیے باہم کوشاں ہیں جس میں نہ روح ہے نہ زندگی کی رمق، ہم ارتداد اور ضیاع کے عالم میں رہ رہے ہیں جسے ہم عالمِ اسلام کا نام دیتے ہیں لیکن یہ بات مشکوک ہے کہ واقعی ہم حقیقی مسلمان ہیں؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں کی اکثریت دین سے نکل گئی ہے اور مرتد ہو چکی ہے بے خبری میں یا دیدہ دانستہ۔ اور ہماری حالت اس مچھلی کی طرح ہے جو ارتداد کے بحرِ بیکراں میں تیر رہی ہو، وسیع و عریض سمندر کہ افق میں جس کا کوئی کنارہ نظر نہیں آتا اور نہ اس میں ٹھہراؤ ہے، تموج ہے۔ دُور بہت دُور تاریکیاں ایک دوسرے کے اوپر۔ تہ بہ تہ۔ اور یہ سارے کا سارا اللہ کے لیے ہے۔

لہذا دنیا میں ضائع ہونے اور آخرت میں ہلاکت سے بچنے کے لیے ہر مسلمان کے لیے جو شریعتِ اسلامیہ پر عمل سے تہی دُور میں زندہ ہے، اگر وہ مسلمان رہنا چاہتا ہے تو اُس کے لیے یہ انتہائی

ضرورى هے كه شریعتِ اسلامیه كى حكومت كے قیام كے لیے كوشش كرے ورنه اس كا مُرتدین میں شمار هوگا۔ دَورِ حاضر میں دعوتِ اسلامی كے شهرۂ آفاق داعی امام حسن البنا شهیدؒ اپنے

ایک خطاب میں یہ رائے قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”اور اخوان المسلمون کو اپنے طریقہ کار اور حکمت عملی میں خلافت کی فکر اور اس کے احیاء کے لیے کوشش کو شامل کرنا چاہیے“ وہی خلافت جس کو ختم کرنے کے لیے یہود و بنود ۱۳ صدیوں سے پہلے مشرکین اور دورِ جدید میں یورپی حکومتوں کی اعانت سے مسلسل اور برابر کوشش کرتے رہے ہیں حتیٰ کہ سلطان عبدالحمید کے زوال کے ساتھ ان کا زوال رُک گیا اور عروج شروع ہو گیا۔

اور سقوطِ خلافت اور شریعت کے میدانِ حیات سے نکل جانے سے مسلمان ہر جگہ شکست کھا گئے اور تہذیب و تمدن کے میدان سے اُن کا دورِ حکومت رخصت ہو گیا اور وہ اپنے دشمنوں یعنی صہیونیوں اور صلیبیوں کے غلام بن گئے اور ان کا اسلام ایک بے جان مذہبی رسوم و رواج اور بے رُوح حرکات و سکنات اور بے فائدہ زبانی جمع و خرچ کا سامان بن کر رہ گیا ہے۔ جو نہ اس کی تقویت کا باعث ہے اور نہ ہی رفعِ حاجتِ شکم کا موجب۔

ان جملہ حالات کی بنا پر ہمارے نزدیک خلافتِ اسلامیہ کے احیاء اور قیام کی کوشش ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرضِ عین ہے تا آنکہ گم شدہ حکومت قائم ہو جائے اور دین سب کا سب اللہ کے لیے ہو جائے۔

۵۰۔ وائے افسوس ہر مسلمین :

فقہاء کی کتب میں یہ نص موجود ہے کہ اگر کسی شہر کے شہری اجتماعی طور پر اذان جیسے شعار کو قصداً ترک کر دیں تو امامِ اعظم کا حق ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ ان کے خلاف اعلانِ جنگ کرے تا آنکہ اس شہر کی فضا میں اللہ کا کلمہ پھر سے بلند ہو جائے لیکن آج کے مسلمان تو تمام شریعتِ اسلامیہ اور اس کے احکام کے تارک ہیں اور آج کے فقہاء اس پر بھی خاموش ہیں۔ آخر وہ کب

زبان کھولیں گے اور کب سمجھیں گے ۔ آج کے مسلمانوں پر حیف صد حیف ۔ ان کا خسارہ کتنا عظیم ہے ۱۷

۱۷ اس موضوع پر مزید مطالعہ کے لیے ملاحظہ ہو مؤلف کی کتاب ”مؤامرة فصل الدين عن الدولة“

اور ان کا حال کیا ہی برا ہے ، گویا کا

لہذا آج کے مسلمان اعصاب ان کے حالات بدتر ہو چکے ہیں اور حرام کو حلال کیے ہوئے ہیں اور اپنے بھائیوں سے انہیں جدا دیتے اور نہ اللہ کی طرف متوجہ ہو شکار ہیں ۔ مومنوں کے لیے سخت بھیڑیوں کو دعوت دیتے ہیں جیسے خوردنی کی طرف ایک دوسرے کا حکم کرتے ہیں اور جو ما انزل اللہ ہیں لیکن حقیقت میں مدہوش نہیں حیف صد حیف مسلمانوں پر اقبال ۱۷ گنوا دی ہ

ثریا نے زم

اور اپنی آنے والی نسلوں کے حق اور جہاد جو مسلمانوں کا شعار تھا اُسے اب چو اور قرآن پکار پکار کر انہیں ”يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ“

اور ان کا حال کیا ہی بُرا ہے، گویا کہ وہ شاعر کے اس مزاحیہ شعر کے مصداق ہیں ۛ

سو جاؤ اور مت جاگو

کہ نیند سی کوئی کامیابی ہے

لہذا آج کے مسلمان اصحاب کھف سے بھی زیادہ گہری اور لمبی تان کر سوتے ہوئے ہیں ان کے حالات بدتر ہو چکے ہیں اور ان کے سر ذلت سے جھکے ہوئے ہیں۔ وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیے ہوئے ہیں، وہ اپنے دشمنوں سے بڑی محبت اور مودت سے ملتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے انہیں عداوت ہے، مخلص اور داعی کی نصیحت کا جواب تک نہیں دیتے اور نہ اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جب انہیں اللہ کی یاد دلائی جائے۔ باہمی رسہ کشی کا شکار ہیں۔ مومنوں کے لیے سخت گیر ہیں اور کفار کے لیے نرم گوشہ دل۔ اپنی چیر پھاڑ کے لیے بھیڑیوں کو دعوت دیتے ہیں جیسا کہ ضیافت پر بلائے ہوئے لوگ دستر خوان پر چنی ہوئی اشیاء خوردنی کی طرف ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جانے کے لیے لپکتے ہیں غیر ما انزل اللہ کا حکم کرتے ہیں اور جو ما انزل اللہ کی دعوت دیتا ہے اس سے لڑتے ہیں۔ وہ مدہوش نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں مدہوش نہیں لیکن اللہ کا عذاب سخت ہے۔

حیف صد حیف مسلمانوں پر جنہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی عظمت و بزرگی کو گنوا دیا بقول اقبال ۛ گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی

ثریا نے زمین پر آسماں سے ہم کو دے مارا

اور اپنی آنے والی نسلوں کے حقوق کو پامال کر دیا، ان کے لیے کچھ نہ چھوڑا جس پر وہ فخر کر سکیں، اور جہاد جو مسلمانوں کا شعار تھا اُسے منسوخ کر دیا۔ اب جس کی بازگشت بھی سنائی نہیں دیتی۔

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال

اور قرآن پکار پکار کر انہیں یہ دعوت دے رہا ہے : ”يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ... وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ
فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ“

وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ط۔

"اے ہماری قوم اللہ کے داعی کی پکار پر لبیک کہو۔۔ اور جو اللہ کے داعی کی پکار کا جواب لبیک سے نہیں دیتا وہ جان لے، کہ زمین میں کہیں جائے پناہ نہیں ہے، اور اللہ کے سوا اس کا کوئی دوست نہیں"

حیف ہے آج کے مسلمانوں پر! گروہ در گروہ راہِ راست سے پیٹھ پھیر گئے ہیں اور جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے اس سے باز نہیں آتے بلکہ اسے کیے بغیر نہیں چھوڑتے۔ اور جن بُرے کاموں کی بدولت پہلی قومیں ہلاک ہوئی ہیں وہی کام یہ کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ بندوں کو انہوں نے معبود بنایا اور ظالموں کو تقدیس کا درجہ دیا۔ اور بتوں کو خدا بنایا اور کتاب اللہ کے علاوہ اپنا قرآن بنایا اور شریعت کے سوا اپنے دستور بنائے۔ ان کا انصاف و عدل بگڑ گیا اور ان کے ضمیر اور ذمہ داریاں بھی خراب ہو گئے اور حقوق پامال ہو گئے اور باطل کا لبادہ اوڑھ لیا۔ زمین زمین نہ رہی اور انسان انسان نہ رہے۔ ان سب کے پیچھے یہود کی سازشوں کا ہاتھ ہے اس کے باوجود ہم ان کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور ان کی سلامتی کے لیے کوشش کرتے ہیں ان کی گود میں پرورش پاتے ہیں اور ان کے اقدام کی وجہ سے ہم ذلت و نکبت کا شکار ہیں۔ پھر بھی یہ دعویٰ ہے کہ ہم آزاد و حریت پسند لوگ ہیں، ہم طاقتور، متمدن، باہم متحد اور ایک دوسرے کے خیر خواہ و تابعدار ہیں، حالانکہ غلام ہیں، پسے ہوئے ہیں، ذلیل و خوار ہیں حیف ایسی مسلمانی پر، اے کاش کہ میری قوم یہ جان لیتی کہ : ع

تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

اور اے کاش کہ میری قوم کو شعور ہوتا اور وہ سمجھ جاتی۔ بقولِ اقبال :-

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

۱۔ الاحقاف ۳۱ - ۳۲

ضمیمہ

۵۱- حضرت ابوبکر صدیقؓ

حضرت ابوبکر صدیقؓ جس میں انہیں نصیحت کی گئی گئی اور انہیں اسلام کی طرف د میں تمہاری طرف ع کو بھیج رہا ہوں اس ح تاکہ اُسے اللہ کی و اور اس پر ثابت قدم ر کر لو اور اس کی مدد کرو قتال کرو۔ تا آنکہ ان م یا جس طرح بھی قتل کیا ج قبول نہ کر لئے " مورخ اس مراسلے کی ت "ہمارے علم کے م نے صادر فرمایا، کہ یہ ب

۵۲- حضرت ابوبکرؓ کا فرمان

حضرت ابوبکرؓ نے اُن ا جن میں اُن کو مُرتدین سے لڑ

۱۔ تاریخ الاسلام از شیخ م

ضمیمہ (پہلے باب کی تیسری فصل کا)

۵۱-حضرت ابوبکر صدیق کا خط (سرکلر) مرتدین کے نام

حضرت ابوبکر صدیق نے مرتدین کی طرف ایک گشتی مراسلہ بھیجا، اُن سے جنگ چھیڑنے سے پہلے۔ جس میں اُنہیں نصیحت کی گئی تھی اور اللہ اور اس کے رسول کی یاد دلائی گئی تھی، توبہ کی ترغیب دی گئی اور اُنہیں اسلام کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دی گئی تھی، جس کا متن یہ ہے :-

”میں تمہاری طرف مہاجرین و انصار اور تابعین کے لشکروں کے سالار (فلان) کو بھیج رہا ہوں اس حکم کے ساتھ کہ وہ تم میں سے کسی سے نہ جنگ کرے نہ اسے قتل کرے تا آنکہ اُسے اللہ کی دعوت کی طرف نہ بلائے پس جس نے اس کی دعوت قبول کر لی اور اس پر ثابت قدم رہا اور باز آگیا (کفر سے) اور نیک عمل کیے اس کی توبہ قبول کر لے اور اس کی مدد کرے۔ اور جس نے انکار کیا تو میں نے اسے حکم دیا ہے کہ اس سے قتال کرے۔ تا آنکہ ان میں سے ہر ایک پر غلبہ پالے اور انہیں آگ میں جلا ڈالے یا جس طرح بھی قتل کیا جاسکتا ہو قتل کرے اور ان کا اسلام کے سوا کوئی عذر قبول نہ کر لے۔“

مورخ اس مراسلے کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے :-

”ہمارے علم کے مطابق یہ سب سے پہلا گشتی مراسلہ ہے جو خلیفہ اول حضرت ابوبکرؓ نے صادر فرمایا تاکہ یہ لوگوں کے مجمعوں میں اور ان کی مجلسوں میں پڑھا جائے۔“

۵۲-حضرت ابوبکر کا فرمان مرتدین کے خلاف سپہ سالاروں کے نام

ءضرت ابوبكر نه اُن سه سالارو كے نام بهى ءطوط لكهے ءو مرتءن كے ءلاف برسِ پكار تهے ءن مے اُن كو مرتءن سه لڑنه اور ان كے فتنے كو كءلنه كى وصيت ان الفاظ مے كى تهى؁ نمونه

۱- ءارء الاسلام از شهء محمد ءءضرى؁ ء ۱؁ ص ۱۰۵؁ طبع هشتم

ملاحظہ ہو :

"یہ فرمان ہے حضرت ابو بکر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فلاں کے نام جنہیں ان کی طرف بھیجا گیا ہے تاکہ وہ ہر اُس شخص سے جنگ کرے جو دینِ اسلام سے پھر گیا ہے (پھر آخر میں ان الفاظ پر مراسلے کو ختم کیا ہے) :

"جس نے انکار کیا اسے قتل کرو ، اگر اللہ نے اس پر غلبہ عطا کیا تو اسے ہر طرح ہتھیاروں سے یا آگ میں جلا کر قتل کر ڈالئے ۱۷

۵۳۔ خلیفہ اول اور خلیفہ چہارم کا دفاع

بعض مسلمان حضرات خلیفہ اول اور چہارم کے ادوار میں مرتدین کے دو گروہوں کے آگ میں جلانے جانے کے واقعہ کو تعجب کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کے تعجب کی بڑی وجہ غالباً اس امر پر حیرت ہے کہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقررہ سزا کو کیسے ایک شدید یا خفیف سزا میں تبدیل کر سکتے ہیں، کیونکہ یہ بات طے ہے کہ امام اعظم اللہ اور اس کے رسول کے اوامر کے سب سے زیادہ واقف ہوتے ہیں وہ ان میں کمی بیشی نہیں کرتے۔

ان کے استغراب و تعجب کا دوسرا سبب یہ ہے کہ سنت تو یہ ہے کہ مقتول کو آرام دہ طریقے سے قتل کرنا اور موت سے قبل اس کے عذاب میں تخفیف کرنا ہے۔ اور ان کے استعجاب کا تیسرا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگ میں سزا کے طور پر جلانے سے منع فرمایا ہے۔ اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے مرتدین کی ایک جماعت کو آگ میں جلانے پر تعجب کرنے والوں میں بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور شیعہ حضرات بھی شامل ہیں۔ امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو جب یہ علم ہوا کہ حضرت علیؓ نے ایک گروہ کو آگ میں جلا ڈالا ہے تو آپؐ نے فرمایا : اگر اُن (علیؓ) کی جگہ میں ہوتا تو انہیں

صفحه ۹۶ — جاری ہے

۱۔ ایضاً ص ۱۷۶ بحوالہ مذکور۔

نہ جلاتا۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللَّهِ - لوگوں کو وہ سزا نہ دو جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اور میں ان کو (مرتدین) قتل کرتا۔“ ہم ان سب کا استعجاب دُور کرنے کے لیے درج ذیل دلائل پیش کرتے ہیں :

جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے یہ بات اس پر مخفی نہیں کہ حضرات ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طویل صحبت، عالی مرتبے، کثرتِ علم و عرفان، بے حد و حساب سمجھ بوجھ اور فہم و فراست، دِقَّتِ نظر، زہد، تقویٰ، ورع کی بنا پر جس اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہیں، اُس کے پیشِ نظر ان کے بارے میں قرآن و سنت سے بے بہرہ ہونے اور اللہ و رسول کی مخالفت کے الزام کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور میرے جیسے ناچیز کو اگر ہزار سال عمر بھی عطا ہو تو بھی ہم سے بتمام و کمال مدح و ثنا ممکن نہیں۔

جب ان دونوں کے علوِ مرتبت کا یہ حال ہے تو مسلمان کے علم میں یہ بات اچھی طرح راسخ ہونی چاہیے کہ انہوں نے جو احکام صادر فرمائے وہ شریعتِ مطہرہ اور سُنّتِ نبویہ مطہرہ کے منافی کیسے ہو سکتے ہیں بلکہ جو کچھ انہوں نے کیا عین سُنّتِ نبوی کے مطابق کیا صحبتِ رسالتِ مآب اور فقہائِ دین کے جس مقام تک ان کی رسائی تھی، استعجاب کا اظہار کرنے والے ہرگز اُس مقام تک رسائی نہیں رکھتے تھے (ان میں وہ صحابہ کرام بھی شامل ہیں جو اس پر متعجب ہوتے)۔

پہلے شبہ کا جواب تو یہ ہے کہ ارتداد اُن جرائم میں سے نہیں جن کی حد ایک مقررہ سزا ہے، جیسا کہ اکثر لوگوں اور فقہ کا شوق رکھنے والوں کا خیال ہے۔ مُرتد کے قتل کا مقصد وحید اس خطرے کو پھیلنے سے روکنا ہے۔ جہاں تک اس کی سزا کا تعلق ہے تو وہ اُس کے رب پر ہے جو اُسے جہنم میں ہمیشہ جلائے گا۔ اگر قتل محض ارتداد کی کافی سزا ہوتی تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے دو سزائیں نہ رکھتا۔ ایک اس دُنیا میں (قتل) اور دوسری اُس دنیا میں (خُلود فی النار)۔ اگر ارتداد کے جرم

كے لے قتل كى سزا كافى هوتى تو مقتول كے سائھ مسلمانوں ءيسا سلوك كيا ءاتا ءو ءء كے طور
پر قتل كيے ءاتے هے۔ برعكس اس كے نه اُسے غسل ديا ءاتا هے نه ان كى ءءهيز و ءكفين هوتى هے۔ نه

نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہوتے ہیں۔ مالکیہ تو انہیں غیر مسلموں کے قبرستان میں دفن کرنے کے بھی خلاف ہیں تاکہ درس عبرت ہوں۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جیسا کہ ہم نے قبل ازیں کہا ہے کہ مرتد کے قتل سے مقصود اس کے شر اور خطرے کو مزید پھیلنے سے روکنا اور جو اس کے پشت پناہ ہیں ان کو تنبیہ کرنا ہے۔

بر قتل حالات و ظروف اور وقت کا تقاضا ہوتا ہے۔ ایک طرف تو یہ مشروع ہے (مرتد کا قتل کرنا) اور دوسری طرف اس کا ساتھ دینے والوں کو اس کے انجام کے ذریعے تنبیہ کرنا ہے تاکہ وہ ارتداد سے باز رہیں۔ انجام کے خوف سے تو اس کا مقصد اس کے جرائم کی بیخ کنی ہے مزید برآں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتد کے قتل کا کوئی خاص طریقہ معین نہیں کیا (کہ جس کے علاوہ کوئی اور طریقہ انسان اختیار نہیں کر سکتا۔ مترجم)۔

تیسرا اعتراض کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی سزا سے منع فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کا حق ہے تو یہ قاعدہ عام ہے جیسا کہ آپؐ نے جنگ کے دوران عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن بعد میں مرتد عورتوں کو قتل کرنے کی اجازت دے دی۔ اس میں کوئی حرج نہیں مزید برآں اس فعل کو دونوں حضرات میں سے کسی نے دوبارہ نہیں دہرایا۔ لہذا یہ ایک عام قاعدہ اور قابل تقلید نمونہ نہیں ہے۔ بس حالات و ظروف اس بات کے متقاضی تھے کہ آگ کے ذریعے اس فتنے کی بیخ کنی کی جائے جیسے طبیب ضرورت کے تحت عضو فاسد کو کاٹنے یا آگ سے داغنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور ضرورت کا تعین وقت کے تحت ہوتا ہے۔

نیز اگر دونوں حضرات کا یہ فعل اللہ و رسول کے مخالف ہوتا تو جمہور صحابہ جو تا قیامت امت محمدیہ کے برگزیدہ لوگ ہیں آپؐ کی مخالفت ضرور کرتے حتیٰ کہ ابن عباس نے بھی اعتراض نہیں کیا بلکہ اپنی مجرد رائے کا اظہار فرمایا تھا۔

۵۴. مرتء ءى سزا قتل سه بهى بڑى هے

ءىسا ءه همىء علم هے ءه فقه مىء ىه نص موءوء هے ءه قتل مرتء ارتءاء ءى ءء نهىء هے نه هى ىه اس ءه

کفر کی مکمل سزا ہے بلکہ یہ اس کے شر کو اور اس کے خطرات اور اذیت کو پھیلنے سے روکنے کے لیے ہے۔ اسی لیے جب مُرتد کو قتل کیا جاتا ہے تو وہ کافر کی موت مرتا ہے اور عذابِ دُنیا کے بعد برزخ کا عذاب اور عذابِ آخرت اس کا مقدر ہے۔ یہ ابدی عذاب کا ایک سلسلہ ہے، اللہ کی پناہ۔ اگر مرتد کی سزا سے مُراد اس کے کفر اور اسلام سے اس کے ارتداد کا بدلہ دینا ہوتا تو دُنیا میں ہی اس کا جلا دینا قرینِ عدل و انصاف ہوتا بنسبتِ آخرت میں جہنم کی آگ میں ہمیشہ جلائے جانے کے، اور یہ اس کی سزا کے سلسلہ کا پہلا مرحلہ ہے لیکن شارع کی حکمت کے قربان جائیے کہ دُنیا میں آگ میں جلانے کو عام قاعدہ نہیں بنا دیا بلکہ اسے آخرت کے دن پر چھوڑ دیا۔

۵۵ - جنگ میں عورت کے قتل کی ممانعت اور مُرتد عورت کے

قتل کا حکم

یہ مسئلہ بھی عوام و خواص کی توجہ کا مستحق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے دوران عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کردہ حدیث میں ہے اور اس نہی کا فائدہ عام ہے۔ پھر آپ نے مرتد عورت کو اس سے مستثنیٰ قرار دے کر اس کے قتل کا حکم فرمایا جب آپ نے اُمّ مروان کے قتل کا حکم صادر فرمایا کہ اگر وہ ارتداد سے توبہ نہ کرے۔ یہ استثناء بھی قانون کا درجہ رکھتا ہے اور اس عام قاعدہ میں کہ عورتوں کو قتل نہ کیا جائے، ایک تخصیص ہے۔ جیسا کہ آگ میں جلانے کا مسئلہ ہے۔

۵۶ - جدید نظریات پر قائم حکومتیں اپنے مخالفوں کو کیسے

سزا دیتی ہیں

یہ سوال ہر دل میں اُٹھتا ہے کہ جدید نظریات پر مبنی حکومتیں مثلاً نازی، فاشسٹ، کمیونسٹ اور سوشلسٹ، حتیٰ کہ صلیبی حکومتیں جیسے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ وغیرہ اپنے نظاموں، مذاہب اور عقائد کے مخالفین کو کیا سزا دیتی ہیں۔

تاریخی اور مادی جنگیں جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور لاکھوں انسان جنہیں بھڑکتی آگ نکل گئی اور جو نیپام بموں اور آتشیں گولوں کی نذر ہو گئیں اور ان کے تباہ و مسمار شدہ مساکن جلتی ہوئی کھیتیاں اور کمزور آدمی اور مویشی اس پر نہایت عمدہ شاہد ہیں کہ بیسویں صدی اور اس سے قبل کی حکومتیں اپنے

مخالفین کو کیسے سزائیں دیتی ہیں۔

۵۷۔ باغی اور مرتد میں فرق

اسلام نے چودہ صدی قبل سیاسی اور غیر سیاسی جرائم میں فرق واضح کر کے ساری دنیا پر سبقت حاصل کر لی ہے۔ اس نے ارتداد اور بغاوت میں امتیاز کیا۔ اس کے نزدیک بغاوت محض ایک سیاسی جرم ہے جس کا عقیدے سے کوئی تعلق نہیں اور مسئولیت میں بھی کم بنسبت ارتداد کے، جو ایک ایسا جرم ہے جس کا تعلق عقیدے سے بہت گہرا ہے۔ باغی وہ سیاسی مجرم ہیں جو عقیدے کے لحاظ سے تو مسلمان ہی ہوں لیکن وہ کسی معقول دلیل یا شبہ کی بنا پر قوت حاکمہ کے خلاف ہوں اور اس کے خلاف مسلح خروج کریں۔ اور مرتدین اگر چہ ہتھیار بکف نہیں ہوتے حاکموں کے خلاف لیکن وہ باغیوں سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتے ہیں حکومت کے لیے۔ ان دونوں کا بنیادی فرق درج ذیل ہے :-

مرتد

۱۰۔ ارتداد کفر کی قبیح ترین قسم ہے اور مذہب و

ملت سے خروج کے مترادف۔

۲۰۔ مرتد کافر ہیں، ان سے نکاح اور ان کا

کھانا جائز نہیں۔

۳۰۔ ارتداد دل، زبان یا اعضاء کا فعل ہوتا

ہے۔

۴۰- ارتداد انفرادی یا اجتماعی، مسلح اور غیر مسلح ہو سکتا ہے۔

۵۰- ارتداد کے ساتھ ارادہ قتل شامل نہیں ہوتا۔

باغی

۱۰- بغاوت مسلح نافرمانی ہے جس کا عقیدے

سے کوئی تعلق نہیں اور باغی بہر حال مسلمان رہتا ہے۔

۲۰- باغی مسلمان ہوتے ہیں۔ اکثر کوئی غلط تاویل

بغاوت کا سبب ہو سکتی ہے۔

۳۰- بغاوت اعضاء جوارح کا فعل ہے۔

۴۰- بغاوت ایک مسلح اجتماعی فعل ہے۔

۵۰- بغاوت کی شرط اول ارادہ قتل ہے۔

مرتد

۶۰- مرتد منافق ہوتا ہے، اس

کوئی نہیں جانتا اور بظاہر بھی ہوتا ہے۔

۷۰- مرتدین سے قتال کا مقصد

مکمل بیخ کنی ہوتا ہے۔

۸۰ - لیکن مرتدین سے قتال میں

حرب کا استعمال ممنوع

۹۰ - مرتدین کے خلاف جنگ میں

کافروں کی مدد حاصل کر

۱۰۰ - مرتدین کے اموال مالِ غنی

۱۱۰ - مرتدین سے جنگ میں ا

زخمیوں اور میدان سے بھا والوں کا قتل جائز ہے۔

۱۲۰ - مرتد مقتولین کے ساتھ کفا

نہیں کیا جاتا۔ وہ کافر ہیں دیا جاتا ہے نہ تجہیز و تکفی جنازہ پڑھی جاتی ہے نہ مسل قبرستان میں دفن کیا جاتا ہ

فرق واضح کر کے ساری دنیا پر سبقت یں کرے نزدیک بغاوت محض ایک میں بھی کم بہ نسبت ارتداد کرے، جو باغی وہ سیاسی مجرم ہیں جو عقیدے پر قوت حاکمہ کے خلاف ہوں اور ہوتے حاکموں کے خلاف لیکن ہے۔ ان دونوں کا بنیادی فرق

باغی

مسلح نافرمانی ہے جس کا عقیدے تعلق نہیں اور باغی بہر حال مسلمان ہوتے ہیں۔ اکثر کوئی غلط تاویل کا سبب ہو سکتی ہے۔ اعضاء جوارح کا فعل ہے۔ ایک مسلح اجتماعی فعل ہے۔ محض ارادہ قتل ہے۔

مرتد

۶۰ - مرتد منافق ہوتا ہے، اس کے دل کا حال

کوئی نہیں جانتا اور حکومت کا مترقب بھی ہوتا ہے۔

۷۰ - مرتدین سے قتال کا مقصد ارتداد کی

مکمل بیخ کنی ہوتا ہے۔

۸۰ - لیکن مرتدین سے قتال میں ان آلات

حرب کا استعمال ممنوع نہیں۔

۹۰ - مُرتدین کے خلاف جنگ میں امام کا

کافروں کی مدد حاصل کرنا منع نہیں۔

۱۰۰ - مُرتدین کے اموال مالِ غنیمت ہیں۔

۱۱۰ - مُرتدین سے جنگ میں اُن کے اسیروں،

زخمیوں اور میدان سے بھاگ جانے والوں کا قتل جائز ہے۔

۱۲۰ - مُرتد مقتولین کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ

نہیں کیا جاتا۔ وہ کافر ہیں۔ انہیں نہ غسل دیا جاتا ہے نہ تجہیز و تکفین، نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی

جاتی ہے نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔

باغی

۶۰ - باغیوں کا حال حکومت وقت کے خلاف

خروج کی وجہ سے نمایاں ہو جاتا ہے۔

۷۰ - باغیوں سے قتال میں امام کی نیت محض

دفع شر ہوتی ہے۔

۸۰ - عام آلاتِ حرب جو مکمل تباہی کا باعث

ہوتے ہیں جیسے توپ کے گولوں سے گولہ باری یا ہوائی جہاز سے بمباری، یا ٹینکوں کے ذریعہ سے

باغیوں کے ساتھ قتال حرام ہے۔

۹۰ - لیکن باغیوں سے جنگ میں کافروں کی

مدد طلب کرنا امام کے لیے حرام ہے۔

۱۰۰ - باغیوں کے اموال مالِ غنیمت نہیں۔

۱۱۰ - باغیوں سے جنگ میں ان کے اسیروں،

زخمیوں اور میدان سے پیٹھ پھیرنے والوں کا قتل حرام ہے۔

۱۲۰ - باغیوں کے مقتولین مسلمان ہیں ان کے

ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ ہوتا ہے غسل، تجہیز و تکفین، نمازِ جنازہ وغیرہ، اور انہیں مسلمانوں کے

قبرستان میں دفن کرنا۔

مرتد

۱۳۔ مرتد قیدی اگر تائب نہ ہوں تو قتل کیے

جاتے ہیں۔

۱۴۔ مرتدین کی شہادت قبول نہیں، نہ ان کے

علماء سے حصولِ علم جائز ہے۔

۱۵۔ مرتدین کے ساتھ جنگ میں ان کے درخت

کاٹنا اور ان کی کھیتیوں کو تلف کرنا، یا پانی جمع کرنے کی جگہوں (کنوئیں تالاب) کو تلف کرنا اور ان کی آرام گاہوں گھر وغیرہ کو منہدم کرنا جائز ہے۔

۱۶۔ مرتدین کا خون ہر وقت حلال ہے۔

۱۷۔ مرتدین کے ساتھ جنگ میں صلح جائز

نہیں یا ان کی صلح کی پیشکش، فدیہ یا جزیہ کو قبول کرنا نا جائز ہے اور ان کا کوئی مطالبہ تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ ان کے ساتھ اچانک جنگ چھیڑنا بھی جائز ہے۔

۱۸۔ جنگ ختم ہونے پر مرتد کا جو مال اور اسلحہ

ہاتھ لگے اُسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

۱۹۔ مرتدین کبھی حق پر نہیں ہوتے اس لیے ان کا

کوئی مطالبہ تسلیم نہ کیا جائے۔

باغی

۱۳۔ باغیوں کے اسیر قید میں ڈالے جاتے ہیں

ان کا اکرام کیا جاتا ہے حتیٰ کہ جنگ بند ہو جائے۔

۱۴۔ باغیوں کی شہادت قابل قبول ہے اگر وہ

فاسق اور اہل بدعت نہ ہوں ان کے علماء سے حصول علم جائز ہے۔

۱۵۔ باغیوں کے ساتھ جنگ میں ان کے درخت

کاٹنا، ان کی کھیتیاں اور کنوئیں تالاب وغیرہ تلف کرنا اور ان کے گھروں کو منہدم کرنا جائز نہیں۔

۱۶۔ باغیوں کا خون جنگ کے سوا معصوم ہے۔

۱۷۔ صلح صفائی کی کوشش سے قبل باغیوں سے

قتال جائز نہیں۔ امام کو چاہیے کہ ان کے شبہ کو دور کرے۔ اور اُن کے خروج کا سبب معلوم کرے۔

اس کے باوجود اگر کوئی حل نہ نکلے تو اُن کے خلاف اعلان جنگ کرے۔

۱۸۔ جنگ کے اختتام پر باغیوں کا مال اور اسلحہ

وغیرہ جو ہاتھ لگے وہ انہیں واپس کر دیا جائے۔

۱۹۔ اگر باغی حق پر ہوں تو امام کو چاہیے کہ ان

کے مطالبات کو پورا کرے۔

مرتد

۲۰۔ امام مرتدین کو اگر وہ تائب نہ

معاف نہیں کر سکتا۔

۲۱۔ مرتدین کی مساجد میں یا اُن کے

پڑھنا جائز نہیں۔

۲۲۔ مرتدین کا ذبیحہ حلال نہیں اگر

طریقے سے کیا ہو۔

۲۳۔ مرتدین سے مناکحت جائز نہیں

۲۴۔ مرتدین کے مُردوں کے لیے دُعا کر

۲۵۔ ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا

مرتد کی اہلیت، عدالت اور ساقط ہے۔

۲۶۔ مرتد اُمت کے زُمرہ سے ساقط

ہیں اور اپنے ابناء جنس سے جاتے ہیں۔

۲۷۔ ارتداد بہر حال اور ہر زمانہ

ہے اور حرام ہے۔

باغی

باغیوں کے اسیر قید میں ڈالے جاتے ہیں کام کیا جاتا ہے حتیٰ کہ جنگ بند ہو جائے باغیوں کی شہادت قابل قبول ہے اگر وہ فاسق اور اہل بدعت نہ ہوں ان کے علماء سے حصول علم جائز ہے۔ باغیوں کے ساتھ جنگ میں ان کے درخت کاٹنا، ان کی کھیتوں اور کنوئیں تالاب وغیرہ تلف کرنا اور ان کے گھروں کو منہدم کرنا جائز نہیں۔

باغیوں کا خون جنگ کے سوا معصوم ہے۔ صلح و صفائی کی کوشش سے قبل باغیوں سے جنگ جائز نہیں۔ امام کو چاہیے کہ ان کے شبہ کو دور کرے۔ اور ان کے خروج کا سبب معلوم کرے۔ اس کے باوجود اگر کوئی حل نہ نکلے تو ان کے خلاف اعلان جنگ کرے۔ جنگ کے اختتام پر باغیوں کا مال اور اسلحہ وغیرہ جو ہاتھ لگے وہ انہیں واپس کر دیا جائے۔ اگر باغی حق پر ہوں تو امام کو چاہیے کہ ان کے مطالبات کو پورا کرے۔

مرتد

۲۰۔ امام مرتدین کو اگر وہ تائب نہ ہوں تو

معاف نہیں کر سکتا۔

۲۱۔ مرتدین کی مساجد میں یا ان کے پیچھے نماز

پڑھنا جائز نہیں۔

۲۲۔ مرتدین کا ذبیحہ حلال نہیں اگرچہ اسلامی

طریقے سے کیا ہو۔

- ۲۳۔ مرتدین سے مناکحت جائز نہیں۔
- ۲۴۔ مرتدین کے مُردوں کے لیے دُعا کرنا ناجائز ہے
- ۲۵۔ ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے اور
- مرتد کی اہلیت، عدالت اور ولایت ساقط ہے۔
- ۲۶۔ مُرتد اُمّت کے زُمرہ سے ساقط ہو جاتے
- ہیں اور اپنے ابنائے جنس سے خود بخود کٹ جاتے ہیں۔
- ۲۷۔ ارتداد بہر حال اور ہر زمانے میں جُرم
- ہے اور حرام ہے۔

باغی

- ۲۰۔ امام کا باغیوں کو معاف کر دینا
- جائز ہے۔
- ۲۱۔ باغیوں کی مساجد میں یا ان کی اقتدا میں
- نماز جائز ہے۔
- ۲۲۔ باغیوں کا ذبیحہ حلال ہے۔
- ۲۳۔ باغیوں سے مناکحت جائز ہے۔
- ۲۴۔ باغیوں کے مُردوں کے لیے دُعا کرنا جائز ہے

۲۵۔ باغیوں کا نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ نہ ہی ان

کی اہلیت، عدالت اور ولایت ساقط ہے۔

۲۶۔ باغی کا معاملہ ایسا نہیں۔

۲۷۔ اگر امام یا حکومت مُرتد ہو جائے، یا

شریعتِ اسلامیہ سے منحرف ہو جائے یا اس کی جگہ خود ساختہ قوانین نافذ کرے تو ایسے حالات

میں مسلمانوں پر بغاوت واجب ہے اور مقدس فریضہ ہے ۱ھ

۱ھ اسے بغاوت کا نام نہیں دیا جائے گا بلکہ یہ جہاد ہے۔

فصل چہارم

سیاسی ارتداد کی اقسام اور جدید نظاموں اور قوانین میں

اُن کی سزا

۵۸ - تمہید

۵۹ - سیاسی ارتداد اور اس کی سزاؤں کی مثالیں

۵۸- تمہید

دین سے پھر جانا انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین اور دساتیر میں کوئی ایسا قانونی جرم نہیں جس پر اور جس کی سزا پر ان میں کوئی نص موجود ہو۔ دوسرے الفاظ میں یہ خود ساختہ قوانین اور دساتیر زبان حال سے یہ کہتے ہیں کہ ارتداد مباح ہے اور مرتد نہ گناہ گار ہے اور نہ قابل مواخذہ جرم کا مرتکب یہ قوانین خود ساختہ جو اکثر عرب ممالک اور مزعومہ اسلامی ممالک میں مروج ہیں، عقیدے، فکر اور تعبیر کی آزادی کے پردے میں مرتد کی حمایت کرتے ہیں۔ ہم یہاں ایک عرب ملک جو عربی الاصل اور اسلام کا علمبردار ہونے کا مدعی ہے، کے دستور کی چند شقیں اقتباس کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ دوسری شق میں یہ مذکور ہے کہ ملک کا دین اسلام اور شریعت اسلامیہ اس کے دستور کا بڑا ماخذ ہوگی۔ پھر گمراہی یہاں پیدا ہوتی ہے جب ہم چھٹی شق پڑھتے ہیں جس میں قوم (عوام) کو طاقت کا سرچشمہ قرار دیا ہے یعنی قانون سازی کا حقدار بنایا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ پھر ۳۵ ویں شق میں اسلام کے خلاف ایک مکروہ سازش پوشیدہ ہے جس میں ہر شخص کو عقیدے کی آزادی عطا کی گئی ہے۔

اس طرح ہر شخص کے لیے اس بات کا دروازہ کھول دیا کہ ہر شخص جو اس کا جی چاہے عقیدہ رکھے خواہ وہ اعتقاداً کھلا کفر اور صریحاً اسلام سے ارتداد کے مترادف ہو پھر یہ مجنونانہ مکروہ سازش اور عظیم ہو جاتی ہے جب اس سے اگلی شق میں آزادی رائے کی ضمانت دی گئی ہے نیز ہر انسان کو اپنی رائے کی تعبیر اور زبانی یا تحریری اس کی نشر و اشاعت کا حق ہے۔ نیز اس سے قبل بتیسویں شق میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ آزادی رائے کوئی جرم نہیں اور اس کی کوئی سزا نہیں اگر وہ قانون کے منافی نہ ہو۔ اور جب قانون میں ارتداد جیسے جرم اور پھر اس کی سزا پر کوئی شق موجود نہ ہو تو اس کا مطلب ہے کہ ارتداد کی آزادی کی بھی ضمانت دی گئی ہے اور مرتد کو

اڤنے ارتءاء كى تعبیر زبانی یا تحریری طور پر كرنے كا حق هے اكر یہ تعبیر قانون عامه كے منافی نه هے۔
مضحكه خیز امر تو یہ هے كه

دستور میں (صدر مملکت) کی ذات کو ہر عیب سے مبرا قرار دیا گیا ہے کہ اس کی طرف کوئی انگشت نمائی نہیں کر سکتا۔ لیکن شریعت اسلامیہ کے متعلق ایسی کوئی شق موجود نہیں کہ اس کی تقدیس پر حرف گیری نہ کی جاسکے جس کے تحت ، دستور کے طنبور (دستار) سے ایک اور نغمہ الپا گیا ہے کہ جس کی ایک شق میں مملکت کا نصب العین امن و سلامتی ٹھہرایا ہے۔ لیکن اس مملکت ، جو عربی اور اسلامی مملکت ہے ، کا نصب العین اسلام کی نشر و اشاعت اور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے مبادیات کی تحقیق نہیں ہے۔ شاید اس کا راز وہ مسخ شدہ گرہ دار شخصیت ہے اور کمزور کا طاقتور کی تقلید محض ہے جو دھوکہ دہی پر مبنی ہے جیسے ایک کابل طالب علم امتحان میں دھوکہ دیتا ہے۔ فرق صرف ایک ہے کہ کابل شخص حرف بحرف نقل کرتا ہے لیکن انہوں (قانون سازوں) نے تھوڑے سے تصرف اور رد و بدل کے ساتھ نقل کیا ہے (دوسرے غیر ملکی اور غیر اسلامی قوانین کی)

ان خود ساختہ قوانین میں جو عرب اور اسلامی ممالک میں رائج ہیں دستور یا صدر مملکت کے خلاف بغاوت کو تو ایسا قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا ہے کہ جس سے نظام مملکت متزلزل ہو جاتا ہے لیکن دستور سماوی سے بغاوت اور اللہ تعالیٰ کی ذات عالی مقام اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ اور مخالفت کو سرے سے جرم ہی تصور نہیں کیا جاتا چہ جائیکہ وہ نظام مملکت کی اساس کو متزلزل کرنے والا ہو۔

سب سے پہلے رومی قانون نے خود ساختہ دستور صدر مملکت کے خلاف بغاوت کو قابل تعزیر جرم قرار دیا۔ یہ خود ساختہ قوانین میں سب سے زیادہ مشہور قانون ہے جس میں دستور یا صدر مملکت کے باغی کو آگ میں جلا کر مارنے کی سزا دی جاتی ہے یا اسے ارباب اختیار اور معززین قوم کی موجودگی میں درندوں کے سامنے ڈال دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کے چیتھڑے اڑا دیں اور اس کو ہڈیوں سمیت کچا چبا جائیں۔

ٲهر ءقوق كے مفءان مفں سفاسف ءرائم كا اضافه هُوا- قانون بنانے والوں نے ان ٲر نئے نئے قوانفن بنا لئے - ان كف تعرف اور ان كف ماہفء اور ٲهر ان كف سزا كے متعلق موجوده صءف

اس کے لیے خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ لیکن حقوق کے لیے اس بھاگ دوڑ اور قانون سازی کے مقابلے میں شریعت اسلامیہ اور اسلامی عقائد کے متعلق نصوص انتہائی بے جان اور کمزور قسم کی ہیں اور وہ بھی شرما شرمی میں رکھ دی گئی ہیں کہ مسلمانی کی کچھ لاج رہ جائے یا مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے کہ اسلامی ملک کا قانون برائے نام اسلامی ہے۔ (مترجم)

ایک دوسرے عربی اور اسلامی ملک کے دستور میں اسلام کو ملک کا مذہب (دستور کی حد تک) عملاً نہیں قرار دیا گیا ہے۔ پھر اعتقاد کی مطلق آزادی کی ضمانت دی گئی ہے، نیز مختلف ادیان کے احکام کے قیام کی آزادی کی حمایت کی ہے پھر دستور میں جرائم کے باب میں دفعات ۱۳۸ و ۱۳۹ میں ۴ جرائم سے متعلق نصوص کا ذکر ہے :-

۱۰۔ دینی احکام کے قیام پر تشویش یا انہیں طاقت سے معطل کرنا۔

۲۰۔ عبادت گاہوں کا اتلاف یا بے حرمتی۔

۳۰۔ قبور کی بے حرمتی۔

۴۰۔ قوانین عامہ کے خلاف علانیہ بغاوت۔

ان ممالک میں جو اسلامی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور جن کے عوام دین اسلام کو عزیز جانتے ہیں اتنی ہی دستوری اور قانونی حمایت حاصل ہے جو آپ نے ملاحظہ کی۔ ان اسلامی ممالک کے وضع کردہ قوانین سے اسلام کو اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا مسیحیت اور یہودیت جیسے ارضی ادیان کو فائدہ پہنچا ہے۔ قانون نے شدہ شدہ وہی حمایت برخلاف شعائر دین اور ان کی پیدائش کے مقامات پر تشویش، مساجد، گرجا گھر، کنائس وغیرہ عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی مخالفت اگرچہ ان میں شیطان کی عبادت کی جائے۔ اور مُردوں تک کو ان سے فائدہ پہنچا ہے کہ ان کی قبریں ٹوٹ

پهوٹ اور لوٹ مار اور بهے پرد ءى سه محفوظ هے . ان مقابر ءى حفاظت شايد آثار قديمه اور سىرو
سياحت ءے مقامات ءے طور پر هو جو زائرین ءو دعوتِ سياحت ديتے هے .

مزيد برآں ان ءرائم ءا مُرتكب قانون ءى نظر ميں ءناه ءار هے اور ءناه بهى بڑے درءے ءا .

اور اس گناہ کی سزا؟ آپ کو علم ہے اس گناہ کی کیا سزا ہے۔ اگر آپ یہ جان لیں تو آپ کو اس قانون پر رحم بھی آئے گا اور ہنسی بھی۔ ہماری اصلاح اُس وقت تک ناممکن ہے جب تک ہم ان خود ساختہ قوانین کو چھوڑ کر شریعت الہیہ کو نہیں اپناتے۔ اللہ تعالیٰ کا قول سچا ہے: ”إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ“ ۛ

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی

نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

۵۹۔ سیاسی ارتداد اور ان کی سزاؤں کی مثالیں

پہلے درجے کے جو جرائم ہیں وہ سیاسی جرائم ہیں جنہیں جدید حکومتیں جن کی اساس کسی عقیدہ پر ہے، وطن، ملت اور نظام حکومت کے خلاف غداری تصور کرتی ہیں جو درج ذیل سیاسی ارتداد کے مظاہر پر مشتمل ہیں۔

۱۔ طاقت کے ذریعے نظام حکومت کو بدلنے کی کوشش (انقلاب)

۲۔ فوج کے کسی حصے کی سرکشی کرنا۔

۳۔ ملک کے کسی علاقے کی ملک سے علیحدگی اور اپنی آزادی کا اعلان کرنا۔

۴۔ ملک کے کسی علاقے کو پڑوسی ملک کے اتحاد میں ضم کرنا۔

۵۔ ملک کے دستور یا بنیادی نظام حکومت پر نکتہ چینی کرنا۔

۶۔ نظام حکومت کو بدل کر اس کی جگہ کوئی دوسرا نظام لانے کی کوشش کرنا۔

۷۔ عام سرکشی اور نافرمانی کی دعوت دینا۔

٨- نظام ءكومت كے ءلاف مباءىاء كو راءء كرنا -

٩- ءشمن كے لىے ءاسوسى كرنا -

۱۰۰- حکومت سیاسی کے اساسی اور بنیادی نظریے کو نظر حقارت سے دیکھنا۔

۱۱۰- حزب اقتدار یا اس کے کسی رکن کو گالیاں دینا۔

یہ سب اور ایسے ہی بہت سے جرائم ایسے ہیں جن کے مجرم کو جدید نظریات کی حامل حکومتیں جیسے کمیونسٹ، سوشلسٹ، نازی، فاشسٹ اور اکثر جمہوری حکومتیں موت کا مستحق سمجھتی ہیں، کیونکہ ان کے خیال میں یہ جرم ارتداد نظام حکومت کو متزلزل کرنے اور ملک و قوم کے امن کو معرض خطر میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ لہذا یہ مُرتدین حکومت اور عوام کی لعنت ملامت کے سزاوار ہیں۔ اور ان کی کم سے کم سزا موت ہے لیکن سزائے موت کے طریقے ہر حالت، ملک اور نظام میں مختلف ہیں، مثلاً کمیونسٹ ممالک میں سیاسی مرتد کی سزائے موت کے اور المناک اذیتیں دینے کے ایسے ایسے طریقے مستعمل ہیں جن کا انسان گمان بھی نہیں کر سکتا۔ چند مثالیں مشتمل نمونہ از خروارے ملاحظہ ہوں:-

۱۰- اعضائے رئیسہ کے علاوہ اعضاء پر گولیاں مار کر مرنے کے لیے چھوڑ دینا۔

۲۰- جیل کی کال کوٹھڑی میں مسلسل و لگاتار سخت سرد اور شدید گرم لہریں یکے بعد دیگرے چھوڑ دینا

اور دم آخرین تک یہ سلسلہ جاری رکھنا۔

۳۰- نازک و حساس اعضاء جسمانی پر آگ سے داغنا اور سخت ترین سزا دے کر موت کے گھاٹ اُتارنا۔

۴۰- گلے میں پھندا باندھ کر مار دینا۔

۵۰- کدال مار مار کر موت کے گھاٹ اُتار دینا۔

۶۰۔ آگ کی بھٹی میں جلا کر مار ڈالنا۔

۷۰۔ بجلی کے کرنٹ (لہر) کے ذریعے موت۔

۸۰۔ کوڑے یا عصا کی ضرب کے ذریعے موت۔

۹۰۔ اذیت ناک اعمال شاقہ کے ذریعے موت۔

- ۱۰۔ پاؤں سے لے کر سر تک دو نصف حصوں میں تقسیم کر دینا۔
- ۱۱۔ اس کے پہلوؤں اور ریڑھ کی ہڈی میں کیلیں ٹھونک کر مار دینا۔
- ۱۲۔ بھوکا پیاسا مار دینا۔
- ۱۳۔ اعضاء کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔
- ۱۴۔ فوطوں پر ضرب لگا کر یا انہیں بھینچ کر مار دینا۔
- ۱۵۔ ناخنوں اور بالوں کو جڑ سے اکھیڑنا۔ آنکھیں پھوڑ دینا۔ ناک کان جڑ سے کاٹ ڈالنا، ہونٹوں کو کاٹ دینا۔ کھوپڑی میں کیل سے سوراخ کرنا حتیٰ کہ سیاسی مرتد کی موت واقع ہو جائے
- ۱۶۔ چکی میں آٹے کی طرح پیس ڈالنا یا ٹینکوں کے نیچے کچل ڈالنا۔
- ۱۷۔ لٹو کی طرح چکر دے کر مار ڈالنا۔
- ۱۸۔ زہر خورانی کے ذریعے قتل کرنا۔
- ۱۹۔ اڑتے ہوئے طیارے سے زمین پر گرا کر مار دینا۔
- ۲۰۔ ہتھوڑے وغیرہ مار کر مار ڈالنا۔
- ۲۱۔ موت تک سر کے بل لٹکانا۔
- ۲۲۔ زندہ درگور کر دینا موت تک۔
- ۲۳۔ پیٹ میں گیسیں بھر کر غبارے کی طرح پھلا دینا تاکہ مر جائے۔
- ۲۴۔ چٹیل بے آب و گیاه یا سخت سرد علاقے میں بے آسرا چھوڑ دینا۔

۲۵۔ دو متحرک دیواروں کے ذریعے ہلاک کر دینا۔

۲۶۔ کسی تنگ کوٹھڑی میں درندوں کے آگے ڈال کر ہلاک کرنا۔

اس بیسویں صدی میں جو تہذیب و تمدن کے عروج پر ہے ایسی اور بہت سی سزائیں مہذب حکومتیں اپنے سیاسی مخالفین کو روزانہ دیتی ہیں اور سب سے ہلکی سزا تاحیات قید ہے جسے آہستہ رو موت بھی کہا جاتا ہے لیکن بعض اوقات سزائے موت مقررہ مخالفت کے

اسباب یا مخالفت کی آزادی کو ختم کرنے کے اولاد کے لیے نان نفقہ مہیا نہ کر سکے وہ روٹی جائیں اور باپ کے نقش قدم پر چلنے سے باز جاننے والی اُمتوں کا مستقبل میں نامعلوم ہیں۔ اگر ہم اپنے رب کی طرف نہیں لوٹیں میں پھنسے رہیں گے اور اگر اللہ کی شریعت

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ أَوْ يُلْبِسَكُمْ شَيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضَ يَفْقَهُونَ ۝۱۷

(اے نبی) کہو وہ اس پر قادر تمہارے قدموں کے نیچے سے کو دوسرے گروہ کی طاقت کا سے اپنی نشانیاں ان کے سام کیا نصیحت اور تنبیہ کا

اسباب یا مخالفت کی آزادی کو ختم کرنے کے لیے دی جاتی ہے یا اس لیے کہ وہ آزادی سے اپنی اولاد کے لیے نان نفقہ مہیا نہ کر سکے وہ روٹی کے ایک ٹکڑے اور پانی کے ایک گھونٹ کو ترس جائیں اور باپ کے نقش قدم پر چلنے سے باز رہیں۔ ان جادہ حق سے گریزاں اور شریعت الہی کو بیچ جاننے والی اُمتوں کا مستقبل میں نامعلوم مشیت الہی پوشیدہ ہے عظیم مصائب ان کا مقدر بن چکے ہیں۔ اگر ہم اپنے رب کی طرف نہیں لوٹیں گے تو پستی و ذلت اور شدید معاشی بدحالی و تنگدستی کے جال میں پھنسے رہیں گے اور اگر اللہ کی شریعت کو نافذ نہیں کریں گے تو اللہ کا عذاب نازل ہو کر رہے گا۔

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضُكُم بَأْسَ بَعْضٍ ۚ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝۱۰۷

”اے نبی! کہو وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے نازل کر دے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے برپا کر دے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر کے ایک گروہ کو دوسرے گروہ کی طاقت کا مزہ چکھوا دے! دیکھو ہم کس طرح بار بار مختلف طریقوں سے اپنی نشانیاں ان کے سامنے پیش کر رہے ہیں شاید کہ یہ حقیقت کو سمجھ لیں“

کیا نصیحت اور تنبیہ کافی نہیں ہے؟

اسلام میں ارتداد

اور معاشرتی

فصل اوّل :- قرآن میں آیات فصل دوم :- اسلام میں پہلا فصل سوم :- اسلام میں پہلا ارتداد فصل
چہارم : عصر حاضر میں ارتداد اور مشنری ادارے

اسلام میں ارتداد کی تاریخ اور نظامِ حکومت

اور معاشرے پر اس کے اثرات

فصل اول :- قرآن میں آیاتِ ارتداد اور اُن کی تفسیر۔

فصل دوم :- اسلام میں پہلے اور مابعد کے دینی ارتداد میں یہود کا ہاتھ تھا۔

فصل سوم :- اسلام میں پہلے اور مابعد کے سیاسی ارتداد میں یہود کا حصّہ۔

فصل چہارم :- عصرِ حاضر میں ارتداد کی تحریکوں کے پسِ پشت کمیونزم، فری میسنری اور مشنری

اداروں کی کارروائیاں ہیں۔

فصل اوّل

قرآن میں وارد آیاتِ ارتداد اور اُن کی تفسیر

۶۰۔ تمہید

۶۱۔ سورۃ بقرہ میں ارتداد سے متعلق دو آیات (۱۰۹، ۲۱۷)

۶۲۔ ان دو آیات کا اجمالی معنی

۶۳۔ ”تفسیر فی ظلال القرآن“ میں ان کی تشریح

۶۴۔ ان آیات کے اہم مضامین

۶۵۔ سورۃ آل عمران میں ارتداد کے متعلق دو آیات (۱۰۰، ۱۴۹)

۶۶۔ پہلی آیت کے اجمالی معنی

۶۷۔ ”فی ظلال القرآن“ میں اس کی تشریح

۶۸۔ دوسری آیت کے اجمالی معنی

۶۹۔ ”تفسیر فی ظلال القرآن“ میں اس کی تشریح

۷۰۔ ان آیات کے اہم مضامین

۷۱۔ سورۃ مائدہ میں ارتداد کے متعلق آیت (۵۴)

۷۲۔ آیت کے اجمالی معنی

۱۔ اس فصل میں ہم نے ارتداد کے متعلق جو چھ آیاتِ قرآنی بیان کی ہیں انہی پر ارتداد کا موضوع بس نہیں - ہم نے اختصار کے ساتھ ان آیات کا انتخاب کیا ہے جن میں ارتداد کی صراحت آئی ہے -

۷۳۔ تفسیر فی ظلال القرآن

۷۴۔ اس آیت کے اہم مضا

۷۵۔ سورہ محمدؐ میں ارتداد کے

۷۶۔ آیت کے اجمالی معنی

۷۷۔ آیت کے اہم مضا

۷۸۔ قرآنی آیاتِ ارتداد

۷۹۔ قرآنی آیاتِ ارتداد

۷۳۰ تفسیر فی ظلال القرآن میں اس کی تشریح

۷۴۰ اس آیت کے اہم مضامین

۷۵۰ سورہ محمدؐ میں ارتداد کے متعلق آیت (۲۵)

۷۶۰ آیت کے اجمالی معنی

۷۷۰ آیت کے اہم مضامین

۷۸۰ قرآنی آیات ارتداد سے اللہ تعالیٰ کی مُراد

۷۹۰ قرآنی آیات ارتداد کے اہم اسباق (درس)

قرآن کریم کی چھ آیات میں ایسے الفاظ کا صریحاً ذکر ہے جن کے معنی ارتداد کے ہیں، جن میں سے دو سورۃ بقرہ میں، دو سورۃ آل عمران میں، ایک سورۃ مائدہ میں، اور ایک سورۃ محمدؐ میں۔ یہ سب ہم اس فصل میں انشاء اللہ قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ قرآن میں ان کے علاوہ بھی بہت سی آیات ارتداد کے موضوع پر ہیں اگرچہ صریحاً الفاظ نہیں ہیں جیسے سورۃ نحل کی یہ آیت :

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖۙ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنۢ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًاۙ فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

”جس شخص نے ایمان لانے کے بعد مجبوراً کفر اختیار کیا جبکہ اس کا دل ایمان کی دولت پر مطمئن ہو، لیکن جس نے شرح صدر کے ساتھ کفر اختیار کیا اُن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے اور اُن کے لیے عذابِ عظیم ہے۔“

ہم نے ان صریح اور واضح آیات کے ترجمہ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ ہم نے ان آیات کی شرح و بسط سے تفسیر میں یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ پہلے مشکل الفاظ کے معنی اور شرح دیتے ہیں۔ پھر جہاں ضروری سمجھا گیا آیات کے سبب نزول پر روشنی ڈالی ہے یا شانِ نزول واضح کیا ہے پھر آیات کے معانی بیان کیے ہیں۔ پھر سید قطب شہیدؒ کی شہرہ آفاق تفسیر ”فی ظلال القرآن“ میں ان آیات کی جو تشریح کی گئی ہے مختصراً بیان کیا ہے اور آخر میں ان آیات کے اہم مضامین کا لبِ لباب دیا گیا ہے۔ ہم اللہ عزوجل سے دست بدعا ہیں کہ اس علم کو ہمارے لیے نفع بخش بنائے اور رشد و ہدایت کی راہ ہم پر واضح کر دے اور ہمیں کامیابی سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ
الْحَقُّ (۱۰۹)

”اہل کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر کفر کی طرف پٹا لے جائیں اگرچہ حق ان پر ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی بناء پر تمہارے لیے ان کی یہ خواہش ہے“

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ - (۲۱۷)

”وہ تم سے لڑتے رہیں گے تا آنکہ اگر ان کا بس چلے تو تمہیں تمہارے دین سے پھیریں تم میں سے جو اپنے دین سے پھر جائے اور حالت کفر ہی میں مر جائے تو ان کے دنیا و آخرت کے اعمال ضائع اور اکارت گئے یہی ہیں وہ لوگ جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے“

۶۲ - اجمالی معنی

مشکل الفاظ کے معنی :

وَدَّ - بمعنی أَحَبَّ اور تَمَنَّى - أَحَبَّ : اس نے محبوب رکھا - تَمَنَّى : اس نے خواہش و تمنا اور آرزو کی - دونوں کا تعلق دل کے افعال سے ہے ، اعضاء و جوارح سے نہیں -

اہل الکتاب : یہود و نصاریٰ - یہاں خصوصاً یہود مراد ہیں -

الحسد : حاسد کی یہ خواہش کہ محسود کو میسر نعمت اس سے چھن جائے -

حبطت اعمالہم : ان کا ثواب ضائع ہو گیا - اِحْبَاطُ اس وقت بولا جاتا ہے جب مویشی اتنا کھا جائیں کہ ان کا پیٹ پھول جائے اور خارج کچھ نہ ہو اور وہ اپہارے سے مر جائیں -

سبب نزول : پهلى آيت كا شان نزول يه هے كه مءينه كے اكثر يهوءى مسلمانوں كو به ءبر و اكراه اور هر طريقه سے دين حق سے برگشته كرنے كى كوشش كرتے تهے - ان سازشيوں كے سرغنوں ميں حىى بن اءطب اور شاعر كعب بن اشرف ءو حضرت رسول الله صلى الله عليه وسلم كى

ہجو میں شعر کہا کرتا تھا تا کہ لوگ دین اسلام سے متنفر ہو جائیں بہت مشہور ہیں۔ اُس نے حضرت حذیفہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو دین اسلام سے پھیرنے کی ترغیب و تحریص کے ذریعے بڑی کوشش کی لیکن ناکام رہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

- مفہوم : مُراد یہ ہے کہ یہود دین اسلام کے ظہور سے تہہ دل سے یہ چاہتے تھے کہ حتیٰ الوسع وہ مسلمانوں کے عقیدے کو متزلزل کریں اور ہر طریقے سے کیا مکر و فریب کیا ترغیب و تحریص سے انہیں اپنے دین سے پھیر دیں۔ ایسا اس لیے کرتے تھے کہ اس وقت کے تمام معروف ذرائع اعلام انہیں میسر تھے۔ حالانکہ وہ یہ جانتے ہیں کہ مسلمان حق پر ہیں۔ یہ بات ان کی اپنی کتابوں سے بھی ظاہر ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے باوجود وہ آپ کا انکار کرتے ہیں اور مسلمانوں سے اپنے اندرونی حسد و کینہ کی وجہ سے حسد کرتے ہیں اس بات پر کہ یہ نبی منتظر ان کی قوم میں سے کیوں نہ ہوئے۔

دوسری آیت میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ اہل کتاب عموماً اور یہود خصوصاً ہمیشہ مسلمانوں کے مخالف اور دشمن رہیں گے۔ یہ کبھی ان کے دوست ہو نہیں سکتے ہمیشہ ان کے خلاف سازشوں میں مصروف رہیں گے اور ہر میدان میں ان کے خلاف ہر اسلحہ سے لیس ہو کر برسرِ پیکار ہوں گے، ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیں گے اور اتنا مجبور و بے بس کرنے کی سعی کریں گے کہ اگر ان کا بس چلے تو تمہیں اپنا دین چھوڑنے پر مجبور کر دیں۔

لہذا اے مسلمانو! یہودیوں کی سازشوں اور مکر و فریب کی چالوں اور ان کا تمہیں اپنے دین سے پھیرنے کا جو نصب العین ہے اس سے ہوشیار اور متنبہ رہو کہ جو ان کے باطل سے متاثر ہوگا ان کی اغراض کے تابع ہوگا اور ان کے مکر و فریب کے جال میں پھنس جائے گا تو وہ اپنے دین سے پھر جائیگا اور اگر وہ اسی ارتداد کی حالت میں مر گیا تو کافر کی موت مرے گا۔ اس کے اعمال اور ان کا اجر و ثواب ضائع ہو جائیں گے اور وہ دنیا و آخرت میں خسارے میں رہے گا اور اس کے کفر کی

ءالء مے مرنے ءى وءه سه اس ءا اءى ءهءانه ءهنم مے هو ءا ، ءىونءه ارءءاء باءء فساء ، ءون ءو ءال ءرنے

والا اور اعمال کو ضائع کرنے والا ہے۔ اللہ ہمیں ارتداد اور مرتدین کے شر سے محفوظ رکھے۔

۶۳۔ تفسیر فی ظلال القرآن میں ان آیات کی تشریح

سید قطب شہیدؒ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور اللہ ان کی قبر اور جنت میں ان کے گھر پر رحمت برسائے، رقمطراز ہیں: علیم وخبیر نے اس تقریر صادق میں مسلمانوں کو اپنے دین سے پھیرنے کے شر پر اصرار خبیث سے پردہ اٹھایا ہے اور تمام رُوئے زمین اور ہر زمانے میں موجود اُمتِ مسلمہ کے دشمنوں کا یہی ہدف رہا ہے۔ رُوئے زمین پر اسلام کا وجود فی ذاتہ ان اعداء الدین کے غیظ و غضب کا باعث ہے یعنی اسلام کا وجود تک ان دشمنِ دین لوگوں کو ناگوار ہے، تکلیف دہ اور خوفناک ہے کیونکہ اس نے ہر باطل پر بغاوت اور ہر فساد کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا ہے اور اس پر ان باطل پرستوں، باغیوں اور مُفسدین کا کوئی بس نہیں چلتا، ورنہ ان کی منشا تو یہ ہے کہ وہ اہل اسلام کو فتنے میں مبتلا کر دیں۔ اور انہیں ان کے دین سے پھیر دیں، انہیں کسی نہ کسی صورت سے کافر بنا کر چھوڑیں۔

مسلمانوں سے جنگ و قتال کے طریقے بدلتے رہتے ہیں لیکن ہدف نہیں بدلتا وہ ایک ہی ہے کہ ان کا بس چلے تو ان صادق مسلمانوں کو اپنے دین سے پھیر دیں۔ اور علیم وخبیر کی یہ خبر سچی ہے اور وہ انہیں ان کی اس مذموم خواہش کے آگے سرِ تسلیم خم کرنے سے روکتی ہے اور ان کی سازش اور جنگ و جدل پر صبر کرنے کی دعوت دیتی ہے ورنہ دنیا و آخرت کا خسارہ ان کا مقدر ہے جو ان کے مکر و فریب میں آجائیں۔ اور یہ تحذیر قیامت تک کے لیے ہے اور کوئی مسلم کسی حیلے بہانے سے اس عذاب اور فتنے کے آگے سپر نہ ڈالے اور اپنے دین کو نہ چھوڑے اور نہ اپنے ایمان اور اسلام سے

۶۴۔ ان آیات کے اہم مضامین

- قرآن کی نصِ صریح سے یہ بات ثابت ہے کہ یہود خصوصاً اور اہل کتاب عموماً

۱۔ تفسیر فی ظلال القرآن سے اختصار مگر قدرے تصرف کے ساتھ۔

دعوت اسلام کے آغاز سے آج تک مسلمانوں کے خلاف اس مکروہ سازش میں مصروف ہیں کہ کسی طرح ان کو ان کے دین سے پھیر دیں اگر ان کا بس چلے۔

• — اور مسلمانوں کو اپنے دین سے پھیرنا ہی ان کی زندگی کا نصب العین ہے تہ دل سے یہی خواہش ہے اور یہ ان کے دین سے حسد کے باعث ہے۔

• — حسد نے انہیں اندھا اور بہرا بنا دیا ہے کیونکہ حاسدین جانتے بوجھتے بغض و عناد کی وجہ سے باطل کی پیروی کرتے ہیں۔

• — مرتد اگر ارتداد کی حالت میں مرجائے تو کفر کی موت مرتا ہے اور اس کا ٹھکانا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم ہے۔

• — ارتداد دنیا و آخرت میں اعمال اور اس کے اجر و ثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔

۶۵۔ سورۃ آل عمران میں ارتداد سے متعلق دو آیات

• — يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تُطِيعُوْا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتٰبَ يَرْدُّوْكُمْ بَعْدَ

اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ۔ (۱۰۰)

”اے ایماندار لوگو! اگر تم اہل کتاب کے ایک گروہ کی بات مانو گے تو وہ تمہیں ایمان میں آنے کے بعد کفر کی جانب پھیر دیں گے“

• — يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تُطِيعُوْا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرْدُّوْكُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ

بَلِ اللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّٰصِرِيْنَ۔ (۱۴۹-۱۵۰)

”اے ایماندار لوگو! اگر تم کفار کی بات مانو گے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں پر پھیر دیں گے پس پھر تم خسارہ پانے والے ہو جاؤ گے (یہ تمہارے حامی اور خیر خواہ نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا مولا و کارساز اور بہترین حامی و ناصر ہے“

۶۶۔ اجمالی معنی پہلی آیت کے اجمالی معنی

• - شان نزول :- روایت ہے کہ اوس اور خزرج قبیلوں کے دو آدمی آپس میں کسی بات پر

جھگڑ رہے تھے۔ ایک یہودی پاس کھڑا سُن رہا تھا وہ بجائے ان کو منع کرنے کے اُلٹا ان کو اکسانے لگا۔ جاہلیت کے دَور کے ان دونوں قبیلوں میں جو خون کے بدلے واجب تھے ان کی یاد دلا کر ان کو اکسانے لگا حتیٰ کہ ان کے مابین تلخ کلامی تک نوبت پہنچ گئی اور وہ ایک دوسرے کے قتل کے درپے ہو گئے۔ یہودی جلتی پر تیل کا کام کر کے تماشا دیکھنے لگا۔ پھر کیا تھا دونوں نے اپنے اپنے قبیلے کے لوگوں کو مدد کے لیے پکارنا شروع کر دیا۔ ایک چلایا: اے اوس قبیلے کے لوگو! اور دوسرا پکارا: اے خزرج قبیلے والو! مدد کے لیے آؤ۔ یہ سنتے ہی دونوں قبیلوں کے لوگ مسلح ہو کر نکل پڑے اور جنگ چھڑنے ہی والی تھی کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر آنکلیے اور آپ نے طرفین کو سمجھا بجھا کر اس فتنہ کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا اور حکمت سے ان میں صلح صفائی کرا دی۔ ان کو اخوتِ اسلامی کا سبق یاد دلایا اور جاہلی عصبیت و قومیت اور حمیت سے ان کو ڈرایا جس پر یہ آیت اتری: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا فَرِيقًا... الخ جس میں مسلمانوں کی صفتِ مشترکہ جس سے وہ اخوتِ ایمانی کے رشتے میں ایمانی پرچم کے نیچے باہم منسلک ہیں کا تذکرہ ہے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا اے اوس یا اے خزرج، اور نہ ہی اے اہل عرب کہا بلکہ ان کی محبوب اور مشترکہ صفت کے ساتھ پکارا اور وہ ایمان کی صفت ہے۔ فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ اے وہ لوگو جو اللہ پر ایمان لائے اور جاہلیت سے منکر ہوئے۔ اور ایمان کے ناطے سے وہ بھائی بھائی ہوئے نہ کہ قبائلی عصبیت کی بدولت۔ اوس، خزرج اور عصبیت نامی کوئی چیز نہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہود اور ان کی سازشوں کی طرف مائل ہونے نیز ان کی اطاعت سے روکا ہے جس کا نتیجہ سوائے ارتداد اور تشدد و انتشار کے کچھ نہیں۔ یہ ہے وہ نفسیاتی چیز جو مسلمانوں کے لیے اذیت کا موجب ہے۔ اگر مسلمان قرآن کریم کے نصائح کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں تو ان کے لیے مال و منال اور اوقات میں کوئی کمی نہ رہے جو وہ یہود و نصاریٰ کی اطاعت میں آپس کے لڑائی جھگڑوں میں صرف کر رہے ہیں اور یہود و نصاریٰ تو شب و روز خفیہ اور علانیہ اس سازش میں مصروف ہیں کہ کہیں اپنے دین سے پھیر دیں اور کافر بنا کر دم لیں۔

۶۷۔ فی ظلال القرآن میں اس آیت کی تشریح

سید قطب شہید رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

”یہ امت اس لیے وجود میں آئی ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کے بتاتے ہوئے راستے پر چلے ، جو ممتاز ہے ، منفرد ہے ، غالب ہے اور حیاتِ انسانی میں خاص رول اور کردار ادا کرنا سوائے اس اُمت کے کسی کا کام نہیں۔ اس اُمت کا وجود اس وقت تک متحقق ہی نہیں ہوتا جب تک کہ وہ صرف اللہ سے راہِ راست پر گامزن رہنے کے لیے رہنمائی نہ لے اور جو رہنمائی اسے اللہ واحد کی طرف سے تلقی ہوتی ہے اس کی بنا پر جب تک وہ نوعِ بشر کی قیادت پر متولی نہ ہو، نوعِ بشر کی قیادت کسی انسان سے رہنمائی لینے ، کسی بشر کی اتباع اور اطاعت کرنے سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اگر یہ چیز ہی ہے تو یہ کفر، گمراہی اور انحراف ہے۔“

یہ اُمت تو انسانیت کی رہنمائی کے لیے بھیجی گئی ہے نہ کہ جاہلیت کی پیروی کے لیے۔ بلکہ وہ اس جاہلیت کو بدلنے کے لیے آئی ہے اور اس غرض کے لیے آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ملا دے اور اللہ تعالیٰ کے طریقے کو مضبوط اور قوی کر دے۔

اہلِ کتاب کی اطاعت، ان سے کچھ لینے اور ان کے طریقوں اور وضع قطع کو اپنانے کا پہلا نتیجہ داخلی ہزیمت اور بنی نوع انسان کی قیادت کے کردار سے محرومی ہے جس کے لیے یہ اُمتِ مسلمہ اس عالم میں آتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے طریقے ، دستور کے بنی نوع انسان کی قیادت کے اہل اور نظامِ حیات ہونے یا بنی نوع انسان کی ترقی، عروج اور ارتقاء کا باعث ہونے میں شک کرنا یہ نفس میں کفر کی پہلی لہر دوڑنے کے مترادف ہے۔“

یہ تو تصویر کا ایک رُخ تھا۔ جہاں تک دوسرے رُخ کا تعلق ہے تو اہلِ کتاب اس اُمتِ مسلمہ کو اپنے عقیدے سے ہٹانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اور جب وہ اس کے عقیدے کا مقابلہ کرنے

سے عاآز آآائے هے ءو سازشوں اور مکر و فریب کے آال بهآهائے هے اور آب ءن ءنھا مقابلے سے قاصر رهے هے ءو بظاھر مسلمان لیکن باطن منافقین آو الله کی طرف آهوٹ منسوب کرتے هے

انہیں اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اور اس طرح اُمتِ مسلمہ میں اندر سے انتشار، افتراق اور رخنہ ڈالتے ہیں اور ان کے لیے ان کے واضح راستے کے علاوہ اور ان کی قیادت کے سوا دوسری قیادت کو مزین کر کے پیش کرتے ہیں اور جونہی اہل کتاب کو مسلمانوں میں سے مطیع اور ان کی بات کی طرف دھیان دینے والے کچھ مسلمان مل جاتے ہیں تو ان کی مذموم اغراض و غایات پوری ہو جاتی ہیں۔ ان منافقین کے ذریعے وہ تمام اُمتِ مسلمہ کو کفر و ضلالت اور گمراہی کے عمیق گڑھے میں دھکیلنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

۶۸۔ دوسری آیت کے اجمالی معنی

—شانِ نزول : روایت ہے کہ جب مسلمان غزوہ اُحد سے دل برداشتہ، مایوس کُن اور مجروح حالت میں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وجہ سے جو حادثہ فاجعہ پیش آیا تھا اس پر نادم واپس لوٹے تو منافقین کو جن کا سرغنہ عبداللہ بن ابی بن سلول یہودی تھا موقع ہاتھ لگ گیا وہ لگے باتیں بنانے اور مسلمانوں کو ان کے عقیدے سے بہکانے۔ ان کو اپنے دین اور پیغمبر کی صداقت کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا کرنے کے لیے اس موقع کو غنیمت سمجھا۔ کہنے لگے اگر تمہارے نبی اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہوتے تو غزوہ اُحد میں ان کو جو واقعہ پیش آیا وہ پیش نہ آتا اور تم میدانِ جنگ میں ہزیمت سے دوچار نہ ہوتے۔ وہ اس طرح کی باتیں کر کے مسلمانوں کو جادہ حق پر چلنے سے روکنا اور ایمان سے ہٹا کر کفر کی دلدل میں پھنسانا چاہتے تھے۔ ان کے نبی کی صداقتِ نبوت کو مشتبہ بنانا چاہتے تھے تاکہ یہ لوگ اپنے نبی سے روگرداں ہو جائیں۔ اس موقع پر مسلمانوں کے ضمیر کو مزید جلا بخشنے اور انہیں ان کی محبوب اور مشترک صفتِ (ایمان) یاد دلانے کے لیے یہ آیت اُتری جس میں انہیں اہل کتاب کی گمراہیوں کی طرف مائل ہونے اور ان کے وساوس اور دسیسہ کاریوں پر کان دھرنے سے روکا گیا ہے کیونکہ ان کی طرف مائل ہونے اور ان کی تمنائوں کو پورا کرنے کا مطلب کفر کی پرانی روش کا اختیار کرنا ہے جو سراسر خسارے والا سودا ہے

ءىسا كه خسارے كے معنى ٲىں يعنى ءىن و ءنفا كا خساره- اىك طرف ءو ءىن اىمان سے گئے؁ ءوسرى طرف ان كے عىار اور ءهوٹے ءشمن نے ءوان كے ساءه وعءه كفا هے اس سے بهى محروم رهے- ءالباً اس مكار ءشمن نے مسلمانوں كے كانوں مىں فء ءالى هے

کہ اگر وہ ان (یہود) کی قیادت تسلیم کر لیں اور ان پر اعتماد کریں تو اس میں ان کے مستقبل کی بہتری مضمر ہے تو اگر مسلمان ان کی اس بات پر صاد کریں گے اور ان کی اطاعت کریں گے تو یہی خسرانِ مبین ہے۔ کیونکہ خیر و نصر سب اللہ کے ہاتھ میں ہے تو جو کوئی اللہ کے سوا کسی سے ان کا طالب ہوگا وہ ناکام و نامراد ہوگا اور سوائے خسارے اور ندامت کے کچھ بھی اس کے ہاتھ نہیں آئے گا۔

لہذا مسلمان کافروں کو دوست بنانے سے احتراز کریں اور اپنے معاملات کے انتظام، مصالح کی رعایت اور اُمور کی تنظیم کے لیے ان کی طرف نہ دیکھیں۔ ان سے حمایت و نصرت طلب نہ کریں کیونکہ ان کا مددگار سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں ہو سکتا ہے اور اللہ سب سے بہتر ناصر و مددگار اور حلیف ہے اور مشیر ہے۔

۶۹۔ ”فی ظلال القرآن“ میں اس آیت کی تشریح

سید قطب شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

”غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کو جو عارضی ہزیمت اٹھانی پڑی تو مدینے کے کفار، منافقین اور یہود نے اس موقع کو غنیمت جانا اور مسلمانوں کو ان کے عزائم سے ہٹانا چاہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے کے انجام سے ڈرایا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کافروں کی اطاعت سے روکتا ہے کیونکہ کفار کی اطاعت میں سراسر گھاٹا ہے۔ مومن کے لیے دو ہی راستے ہیں۔ یا تو وہ کفر اور کفار سے جہاد کرے اور باطل اور باطل پرستوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے یا اپنے دین کو چھوڑ کر پھر کفر کی روش اختیار کر لے کیونکہ ایک پختہ عقیدہ کے حامل مسلمان کا اپنے عقیدے کے مخالفوں کی طرف میلان طبع یا ان کے وسواس پر دھیان دینا یا ان کی توجیہات کو قبول کرنا روحانی ہزیمت کے مترادف ہے۔ اگر اس نے ان خرافات کی طرف ایک مرتبہ بھی دھیان دیا تو گویا وہ ان کی

ءمایت و نصرت كا طلبءار هے اور الله تعالىٰ كى اس دلیل پر اسے وءم هے ءو اس آیت میں بیان هوئى -
بَلِ اللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ، كیونكه الله ءل ءلاله كى ذات هى وه واءد هسلى هے ءس سے

مؤمنین حمایت و نصرت کے طلبگار ہوتے ہیں اور جس کا اللہ حامی و ناصر ہو تو اسے کسی بندے کی حمایت و نصرت کی حاجت نہیں رہتی ہے ۱۷۰

۷۰۔ ان آیات کے اہم مضامین

- — یہود و نصاریٰ کی اطاعت کفر و ضلالت کا قریب ترین راستہ ہے۔
- — مسلمانوں کو اپنے دین سے پھیرنا ہی اہل کتاب اور مشرکین کی زندگی کا واحد نصب العین ہے۔
- — یہود و نصاریٰ کی دسیسہ کاریوں سے اجتناب مسلمانوں پر واجب ہے۔
- — کفار سے حمایت و نصرت اور طاقت و عزت طلب کرنا مسلمانوں کے لیے حرام ہے۔
- — ہمارا نعرہ : لا ناصر الا اللہ! اللہ کے سوا ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ اللہ کے سوا ہمارا کوئی حامی و ناصر نہیں۔

۷۱۔ سورة المائدہ میں ارتداد سے متعلق ایک آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ط ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ - (۵۴)

”اے ایماندارو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے گا تو اللہ عنقریب ایسے لوگ اُٹھا کھڑا کرے گا جو اس سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرے گا اہل ایمان پر نرم اور کافروں پر سخت گیر ہوں گے۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے کسی ملامت گر کی ملامت کی

پروا نه كرى كے - ىه الله تعالى كا فضل هے جسے چاهتا هے عنایت فرماتا هے اور الله تعالى فراخ دست اور علم ركهنے والا هے -

۱ه فى ظلال القرآن سے اقتباس -

۷۲۔ آیت کے اجمالی معنی

مفردات کی تفسیر: اذلة علی المومنین: مومنین سے شدید محبت کرتے ہیں۔ ان سے رحمت و رافت سے پیش آتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے واخفض لهما جناح الذل من الرحمة۔

اعزة علی الکافرين: کافروں کے لیے سخت گیر ہیں۔ وہ ان پر عقیدے کے لحاظ سے غالب ہیں کیونکہ اللہ کی نصرت اور اس کی بخشی ہوئی عزت ان کے شامل حال ہے۔

حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کے بعد لوگ اسلام سے پھر جائیں گے لہذا ان کو خبردار کیا ہے کہ عنقریب اللہ ایسی قوم پیدا کرے گا جو اس سے محبت کرتی ہوگی اور اللہ کو وہ قوم محبوب ہوگی۔

حضرات علیؓ، قتادہ اور ضحاک فرماتے ہیں: اس قوم سے یہاں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور ان کے وہ ساتھی مراد ہیں جو مرتدین سے برسر پیکار ہوئے بعض صحابہ کرام نے مرتد مانعین زکوٰۃ سے قتال کو ناپسند کیا اس بنا پر کہ ہم اہل قبلہ سے کیسے جنگ لڑیں؟ اس پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تلوار اپنی گردن میں حمائل کی اور میدان جہاد کا رُخ کیا۔ لہذا صحابہ کے لیے بھی ان کی تقلید کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اسلام کے ساتھ غلبہ عطا فرمایا۔

اس آیت میں ہر زمانے اور ہر ملک کے مسلمانوں کے لیے سخت اور خوفناک تنبیہ کی گئی ہے خصوصاً ان مسلمانوں کو جن کے دل وسوسوں میں مبتلا ہیں اور وہ اپنے دین سے پھر جانے کی سوچ رہے ہیں سخت تنبیہ ہے۔ اگر ان میں سے کوئی قوم مرتد ہو گئی تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہے کہ ان کی جگہ کسی دوسری قوم کو مشرف بہ اسلام کر دے۔ اگر کوئی نسل مرتد ہو گئی تو اس کی جگہ دوسری نسل لانے پر قادر ہے۔ اور اگر کچھ لوگ مرتد ہوئے تو ان کی جگہ دوسرے لوگوں کو مسلمان کرنے پر بھی قادر ہے جنہیں وہ پسند کرتا ہوگا اور وہ اسے پسند کرتے ہوں گے۔ مومنین کے

ساتھ رحیم ہونگے ، کافروں پر سخت گیر ہونگے ۔ مرتدین سے اور کافرین میں سے جو اُن کی پشت پناہی کریں گے لڑیں گے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈریں گے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے فوری بعد اجتماعی ارتداد کا ایک سلسلہ شروع

ہو گیا اور اُمت مسلمہ کی اساس اور حکومت اسلاميہ پر اس کے اثرات کا خطرہ بڑھ گیا۔ مرتد قوم دنيا و آخرت کے خسارے میں پڑ گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اُس قوم کو اُن پر مسلط کر دیا جنہیں اللہ تعالیٰ چاہتا تھا اور وہ اللہ کو چاہتے تھے۔ ان کا سربراہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور خالد بن ولید ان کے درمیان تھے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مصداق تھے: اَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ۔ اللہ کی راہ میں انہوں نے جہاد کیا اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرے اور فتنہ کو قبل اس کے کہ وہ بڑھ جائے کچل دیا اور مرتدین کو جلا ڈالا پیشتر اس سے کہ وہ اُمت مسلمہ کو اپنے مکرو فریب کی آگ میں جھونک دیں۔ اور وہ اللہ کے سوا کسی سے کیوں ڈرتے یا کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا کیوں کرتے کہ وہ جہاد فی سبیل اللہ میں مخلص تھے اور اللہ کی رضا کا حصول ان کا مطمح نظر تھا۔ لہذا اس فضیلت پر جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے انہیں مبارکباد عرض ہے کیونکہ اللہ کی یہ عادت ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہی وسیع علم والا اور عطا کرنے والا ہے۔

۷۔ ”فی ظلال القرآن“ میں اس آیت کی تشریح

سید قطب شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:-

”اس طرح جو اپنے دین سے پھرے اس پر تہدید ہے کہ پہلے یہود و نصاریٰ کے ساتھ روابط بڑھاتے پھر اسلام سے پھر جاتے خصوصاً جبکہ ان میں سے پہلے ایک اعراض برتتے ہوئے اُمت مسلمہ سے جُدا ہو جاتے پھر ایک گروہ جو اپنی نسبت اسلام کی طرف کرتے ہیں اسلام سے پھر جائیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم ان کی جگہ لے آئے گا جنہیں وہ چاہتا ہوگا اور وہ اُسے چاہتی ہوگی۔ لہذا محبت اور رضا متبادل اُن کے اور اُن کے رب کے مابین صلہ ہے تعلق ہے جب کہ اللہ کی محبت اپنے بندوں سے ایک بندے کے ساتھ ایسا امر ہے جو تعبیر سے ماورا ہے۔ اور بندے کی اپنے رب سے محبت ایک ایسا

امر هے ءس ءى تعير ممءن هے؁ مءبء ءرنے والوں ءے ءلام مے بهى اس ءى ءنء مءالے مل ءاى
هے ءىسا ءه ءسى شاعر نے ءىا ءوب ءها هے ه

"اے کاش کہ تو شیریں دہن ہوتی جبکہ زندگی تلخ ہے اور اے کاش تو راضی ہو جاتی جبکہ لوگ تو ناراض ہیں اور اے کاش تمہارے اور میرے درمیان جو آباد ہیں اور تمہارے اور میرے درمیان جو ویرانے ہیں اگر میری محبت سچی ہو تو یہ سب کچھ مجھ پر گراں نہیں اور مٹی پر تو جو کچھ ہے وہ سب فانی ہے

"اذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ" ... مومن دوسرے مومن کے لیے نرم خو اور متواضع ، رحم دل حلیم ، درگزر کرنے والا اور محبت کرنے والا ہے اور مومنین کے لیے اس عجز و انکساری میں کوئی ذلت و رسوائی اور اہانت نہیں ہے بلکہ یہی اخوت و بھائی چارہ ہے ۔ اَعَزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ، ان میں کفار کے لیے سختی و شدت ہے ۔ یہ ایمان کی پختگی اور اصول کی مضبوطی ہے پھر یہ حزب اللہ کا جاہلیت کے گروہوں پر غلبہ اور اُن کے مقابلہ میں ثقہ ہونے کی وجہ سے ہے ۔

"يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ" جہاد فی سبیل اللہ سے زندگی میں اللہ کی شریعت نافذ کرنا اور عامۃ الناس کے لیے منبع خیر و برکت ہونا مراد ہے ۔ اور وہ ملامت کرنے والوں کی ملامت سے نہیں ڈرتے اور لوگوں کی طعن و تشنیع کی وہ پروا بھی کیوں کریں ۔ انہیں تو لوگوں کے رب کی محبت کی ضمانت حاصل ہے ۔ لوگوں کی پھبتیوں سے تو وہ خائف ہو جو اپنی مقصد براری اور غرض و غایت کے لیے لوگوں کا محتاج ہو اور لوگوں سے اعانت و امداد کا طالب ہو، لیکن جو اپنی قوت و طاقت اللہ کی قوت و طاقت سے مانگتا ہو اسے کیا خوف کہ لوگ کیا کہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں ۔ اسی لیے مؤمن جماعت جہاد فی سبیل اللہ کے سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خائف نہیں ہوتی ۔ اور یہی خود مختار مومنوں کا امتیازی نشان ہے ۔ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۔ وہ اپنے وسیع ذرائع سے علم اور اندازے کے مطابق عطا کرتا ہے

۴۷ ۔ اس آیت کے اہم مضامین

• - یہ آیت قرآن کے اعجاز کی دلیل ہے۔ اس میں وفاتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہونے -

والے واقعات سے باخبر کیا گیا ہے۔

• (ا) لوگوں میں ارتداد و با کی طرح پھیل

• (ب)۔ اللہ نے ایسی قوم پیدا کی جو

غلبہ عطا فرمایا۔

• (ج) اور وہ قوم اس آیت کی مص

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَ

• - آیت میں ابوبکر صدیق اور ان کے

• - آیت اُن کے اللہ کا محبوب ہو

کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے

• - آیت میں اُن لوگوں کے عقید

ملامت کرتے ہیں۔

• - اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مرتد

کی اُس میں اللہ کی محب يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَا

• - کسی کو یہ حق نہیں کہ انہیں مرتد

انہیں اس کی پروا نہیں۔

- - ارتءاء كفر هے اور مرتءىن سهے
 - - مرتءىن سهے قتال ءهءاء فى سهىل ال
 - - ارتءاء كهے ءلاف ءنءون كهے ءكمى
- قوم ٲىءا كرنهے ٲر قاءر هے ءو كرے اور ان كهے فءنهے كو كچل فءنهے كو كچلنہے كهے لىهے اىسهى قوم

• (ا) لوگوں میں ارتداد وبا کی طرح پھیلا جس سے مؤمنوں کو اللہ نے ڈرایا تھا۔

• (ب) اللہ نے ایسی قوم پیدا کی جو اسے محبوب تھی اور اللہ اسے محبوب تھا اور انہیں مُرتدین پر

غلبہ عطا فرمایا ۔

• (ج) اور وہ قوم اس آیت کی مصداق تھی۔ اَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ -

• — آیت میں ابوبکر صدیق اور اُن کے اصحاب جو مرتدین سے لڑے کی فضیلت ظاہر ہے ۔

• — آیت اُن کے اللہ کا محبوب ہونے پر دلیل ہے لہذا جو اُن سے محبت رکھے گا اللہ اس سے محبت

کرے گا اور جو اُن سے بُغض رکھے گا اللہ اس سے بُغض رکھے گا

• — آیت میں اُن لوگوں کے عقیدے کا بھی بطلان ہے جو ان سے نفرت کرتے ہیں اور ان پر لعنت

ملامت کرتے ہیں ۔

• — اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ مرتدین کے قتل مقاتلے میں انہوں نے جو شدت اور سختی اختیار

کی اس میں اللہ کی حکمت پوشیدہ تھی اور ان کا یہ اقدام قرآن پاک کی اس آیت يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ

اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ کا مصداق تھا ۔

• — کسی کو یہ حق نہیں کہ انہیں مرتدین کے ساتھ قتال میں سختی پر ملامت کرے اور اگر کوئی

کرے تو

انہیں اس کی پروا نہیں ۔

• - ارتداد کفر ہے اور مُرتدین سے قتال کے لیے تیاری لازم ہے -

• - مرتدین سے قتال جہاد فی سبیل اللہ ہے -

• - ارتداد کے خلاف جنگوں کی تکرار کا احتمال قیامت تک قائم ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر مرتبہ

ایسی

قوم پیدا کرنے پر قادر ہے جو اللہ کو محبوب ہو اور اللہ اسے محبوب ہو - جو مُرتدین سے قتال کرے اور ان کے فتنے کو کچل دے - اور یہ کہ اللہ ہر مرتبہ مرتدین سے قتال کرنے اور ان کے فتنے کو کچلنے کے لیے ایسی قوم پیدا کرنے پر قادر ہے جو اسے محبوب ہو اور اللہ اسے محبوب ہو

- اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قوم میں ایک نسل ایسی ضرور ہوتی ہے جسے اللہ محبوب رکھتا ہے اور اللہ اس قوم کو محبوب ہوتا ہے اور وقت پڑنے پر یہی لوگ اللہ کا لشکر بن کر اس کے دین کا دفاع حضرت ابوبکرؓ اور ان کے لشکروں کی طرح کرتے ہیں۔
- ہر زمان اور ہر مکان میں اہل ایمان کی جماعت اللہ کے فضل سے اس کی شریعت کو غالب کرنے کے لیے متحد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس فضل کے لیے مختص کر لیتا ہے۔

۷۵۔ سورہ محمدؐ میں ارتداد سے متعلق ایک آیت

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ

”حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اُس سے پھر گئے اُن کے لیے شیطان نے اس روش کو سہل بنا دیا ہے اور جھوٹی توقعات کا سلسلہ اُن کے لیے دراز کر رکھا ہے۔ اسی لیے اُنہوں نے اللہ کے نازل کردہ دین کو ناپسند کرنے والوں سے کہہ دیا کہ بعض معاملات میں ہم تمہاری مانیں گے۔ اللہ ان کی یہ خفیہ باتیں خوب جانتا ہے“

۷۶۔ آیت کے اجمالی معنی

اس آیت میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ کے دین سے پھر گئے ہیں اور اُمتِ مسلمہ سے نکل گئے ہیں اور ہدایت سے جان بوجھ کر منہ پھیر لیا ہے تو انہوں نے شیطان کے بہکاوے میں آکر ایسا کیا ہے جس نے ان کے دلوں میں وسوسے ڈال دیئے ہیں اور ان کے ارتداد کے عمل کو مزین کر کے پیش کیا ہے اور انہیں اُن کے اختیار کردہ راستے اور طریقے پر چلنے کی مہلت دی گئی ہے اور انہیں

یہود کی اطاعت پر مائل کیا ہے جو اللہ سے بغض رکھتے ہیں اور اس نے جو کچھ اپنے بندے پر اُتارا (قرآن) اسے ناپسند کرتے ہیں۔ وہ یہ اعلان کرتے ہوئے ان کی صفوں میں شامل ہو گئے کہ عنقریب

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت مناسب موقع ملا یا جب اس کی بدولت تھا۔

تو ان میں سے جو مرتد ہوئے ضلالت میں غرق و واضح ہو جانے کے شیاطین کے ورغلانے سے مرتد ہوئے کی غداری کی وہ عملاً مرتد ہو گئے اگرچہ سے جدا ہونے کا خفیہ منصوبہ ہو، وہی اُن کی غداری پر صد حیف ! کچھ وہ خفیہ کرتے ہیں اور جو کچھ علانیہ بعض اُمور میں ہی ہو یا تم میں سے کسی ہو جائیں گے اور ان کا کوئی فعل اللہ اعمال سے بھی باخبر ہے۔

۷۷۔ آیت کے اہم اسباق

• دُشمن کے ساتھ سازش اور

پھر جانے کے مترادف ہے

• ارتداد جہتِ قہقری اور

• شیطان مسلمان کو بہکاتا ہے

کافرین کی فطرت میں اس کی ہے، نفرت و دیعت کسی کام میں کافرین کی اطا

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور تصدیق سے دست کش ہو جائیں گے جب بھی انہیں اس کا مناسب موقع ملا یا جب اس کی ضرورت پڑی۔ یہ فتنہ شیطان کی پیروی اور منافقین و یہود کی اطاعت کی بدولت تھا۔

تو ان میں سے جو مُرتد ہوئے وہ جہالت کی وجہ سے مُرتد نہیں ہوئے بلکہ حق و باطل اور ہدایت و ضلالت میں فرق واضح ہو جانے کے بعد وہ مُرتد ہوئے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ جن و انس اور یہودی شیاطین کے ورغلانے سے مُرتد ہوئے۔ اس طرح انہوں نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنین سے خیانت کی غداری کی وہ عملاً مُرتد ہو گئے اگرچہ انہوں نے اپنی زبان سے کفر کا اعلان نہیں کیا۔ انہوں نے مسلمانوں سے جدا ہونے کا خفیہ منصوبہ یہودیوں سے مل کر خفیہ طور پر اس وقت بنایا جبکہ ماہِ صفر کا آغاز ہو رہا تھا۔ اُن کی غداری پر صد حیف! انہوں نے پانچویں کالم کا کردار ادا کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے جو کچھ وہ خفیہ کرتے ہیں اور جو کچھ علانیہ۔ لہذا اے مومنین یہود و نصاریٰ کی اطاعت سے الحذر، اگرچہ بعض اُمور میں ہی ہو یا تم میں سے کوئی گروہ خفیہ طور پر ان سے الحاق کرے۔ ایسا نہ کریں گے تو وہ مُرتد ہو جائیں گے اور ان کا کوئی فعل اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے جو ان کے علانیہ افعال کی طرح خفیہ اعمال سے بھی باخبر ہے۔

۷۷۔ آیت کے اہم اسباق

• دشمن کے ساتھ سازش اور الحاق خفیہ منافقت مسلمانوں سے غداری اور اللہ کے دین سے پھر جانے کے مترادف ہے۔

• ارتداد و رجعت قہقری اور دوبارہ اپنے پہلے دین پر پلٹ جانا ہے۔

• شیطان مسلمان کو بہکاتا ہے تاکہ وہ اپنے دین سے پھر جائے۔

كافرىن كى فطرت مىں اس شرىعت الہى اور كلام الہى كى ءو اس نے اپنے بندوں كے لىے نازل كى هے ، نفرت و دىعت كى گئى هے -

كسى كام مىں كافرىن كى اطاعت كا مطلب ارتداد اور پُرانے دىن پر پلٹنا هے -

- دشمن سے پختہ خفیہ معاہدہ کرنے والا کافر اور مرتد ہے۔
- مکاروں کی دسیسہ کاریوں اور خفیہ باتوں سے اللہ تعالیٰ باخبر ہے۔

۷۸۔ قرآنی آیات ارتداد سے اللہ تعالیٰ کی مراد

قرآن میں وارد آیات ارتداد اور ان کے جو معنی اور تفسیر ہم نے پیش کی اُن سے مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوتی ہیں :

اولاً۔ سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے کافرین کی سیاست کا عموماً اور یہود کی سیاست کا خصوصاً ذکر کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے دین سے روکنے کی سیاست ہے۔ ان کی سیاست کا لبّ لباب یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنے دین سے پھیرنا ان کا مطمح نظر ہے، دیرینہ تمنا ہے اور پھر ان کو عملاً ان کے دین سے پھیرنا ان کا عمل ہے۔

ثانیاً۔ سورۃ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کو یہود اور کافرین کی سیاست کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیے۔ انہیں خصوصاً یہود کے مکر و فریب اور کافرین کی تیاریوں سے عموماً متنبہ کیا ہے اور ان سے موالات اور نصرت و حمایت طلب کرنے اور ان پر قابل اعتماد بھروسہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔

ثالثاً۔ سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ ان کی صفوں میں ارتداد کی وبا پھیلنے کا احتمال ہے اور ہر نسل میں اس کی تکرار کا خطرہ ہے لہذا اس کا مقابلہ کرنے کے لیے مخلص مسلمانوں کے گروہ تیار رہیں اور لوگوں کو مرتدین سے جہاد کرنے پر اکسایا ہے اور ان مجاہدین کی صفات یہ بیان کی ہیں کہ وہ اللہ کے محبوب بندے ہیں اور اللہ ان کو محبوب ہے۔ مومنین کے ساتھ ان کا سلوک نرم دلانہ اور رحمہ دلانہ ہوگا، لیکن کفار کے ساتھ سختی اور

شدّت کا۔ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے نہ ان کے جہاد کی غرض و غایت کچھ اور ہوگی (ہوس زر و مال و دولت شہرت یا حکومت) - اور وہ لوگوں کی طعن و تشنیع اور یاوہ گوئی سے بے پروا ہونگے۔

رابعاً - سورۃ محمد میں اللہ تعالیٰ نے منافقین اور یہود کے مابین طے پانے والے اس خفیہ معاہدے سے نقاب

اٹھایا ہے جس کا مقصد عین لڑائی مکان میں منافقین ایسا ہی رویہ اُمت میں پانچواں کالم قرار دی

۷۹ - آیات ارتداد میں مضمحل

• - یہود نے اسلام میں ارتداد کا س

• - یہود نظریہ نفاق کے بانی تھے

• - مسلمانوں کو اپنے دین سے پھ

ہے اور یہی خیال ان کے دل

• - منزل من اللہ سے نفرت کھ

• - مسلمانوں سے یہود کی عداوت

• - یہودیوں کا ساتھ دینا یا ان کی

• - یہود کی سازشوں اور ان کے

• - یہود سے نصرت و حمایت طل

• - ارتداد سے مرتدین کا خون ب

ہے -

• - اللہ نے اپنے مومن بند

کو تیار رہنے کا حکم دیا ہے

• - قرآن محض ایک ضابطہ ہ

سیاسی اور قانونی اور قیا سکھانے والی اور امن و کرنے کا سبق دینے وال

اُٹھایا ہے جس کا مقصد عین لڑائی کے وقت مسلمانوں کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا ہے۔ اور ہر زمان و مکان میں منافقین ایسا ہی رویہ اختیار کریں گے۔ مومنوں کو یہ انتباہ کیا گیا ہے۔ اور مرتدین کو اُمت میں پانچواں کالم قرار دیا ہے۔

۷۹۔ آیاتِ ارتداد میں مضمراہم اسباق

- - یہود نے اسلام میں ارتداد کا سب سے پہلا ڈول ڈالا اور وہ سب سے اوّل مُرتد تھے۔
- - یہود نظریہ نفاق کے بانی تھے اور تاریخِ اسلام میں وہ سب سے پہلے منافقین تھے۔
- - مسلمانوں کو اپنے دین سے پھیرنا یہود و نصاریٰ کی دیرینہ آرزو اور ان کی زندگی کا واحد نصب العین

- ہے اور یہی خیال ان کے دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے۔
- - منزّل من اللہ سے نفرت کفار کی فطرتِ ثانیہ ہے۔
- - مسلمانوں سے یہود کی عداوت ازلی ہے یعنی ظہورِ اسلام کے وقت سے شروع ہو گئی تھی۔
- - یہودیوں کا ساتھ دینا یا ان کی آرزوؤں کی اطاعت کرنا کفر اور اسلام سے مُرتد ہونا ہے۔
- - یہود کی سازشوں اور ان کے مکروہ اعمال سے بچنا مسلمانوں پر واجب ہے۔
- - یہود سے نصرت و حمایت طلب کرنا کفرِ مبین ہے۔
- - ارتداد سے مرتدین کا خون حلال اور اُن کے اعمال کا اجر و ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

• - اللہ نے اپنے مومن بندوں میں سے ہمہ وقت مُرتدین سے جہاد کے لیے ایک گروہ

کو تیار رہنے کا حکم دیا ہے۔

• - قرآن محض ایک ضابطہ اخلاق اور عبادات کے کرداروں کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ایک

سیاسی اور قانونی اور قیادت کے لیے تیار کرنے والی کتاب بھی ہے۔ نظامِ جہانبانی سکھانے والی اور

امن و سعادت کا درس دینے والی ، طاقت و عزت کی زندگی بسر کرنے کا سبق دینے والی کتاب ہے۔

قیادت و سیادت سکھانے والی ایک دستاویز

ہے ۔ اس میں معاشیات کے اصول بھی درج ہیں ۔ اس میں معاشرت کے حسین طریقے بھی وضع کیے گئے ہیں ۔ الغرض اس میں کیا کچھ نہیں ہے جس کی لوگوں کو حاجت ہے ؟

اسلام میں

۸۰۰ — تمہید

۸۱۰ — ظہورِ اسلام

۸۲۰ — ظہورِ اس

۸۳۰ — فریبی عقیدہ

۸۴۰ — یہود کا اخلا

۸۵۰ — اسلام س

جدید و قدیم

۸۶۰ — اسلام پ

کرنے والے

فصل دوم

اسلام میں پہلے اور ما بعد کے دینی ارتداد میں

یہود کا ہاتھ تھا

۸۰۰ — تمہید

۸۱۰ — ظہورِ اسلام سے قبل بھی یہود میں نفاق موجود تھا ،

۸۲۰ — ظہورِ اسلام کے بعد یہود کا نفاق یا ارتدادِ خفیہ

۸۳۰ — فریبی عقیدہ یا (منصوبہ بندی کے تحت ارتداد)

۸۴۰ — یہود کا اخلاقِ قرآن کے آئینے میں

۸۵۰ — اسلام سے خارج یا اسلام کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والے

جدید و قدیم فرقوں کے پیچھے یہود تھے ۔

۸۶۰ — اسلام سے خارج چند مشہور فرقے یا اسلام کی طرف جھوٹ منسوب

کرنے والے انیسویں اور بیسویں صدی کے چند فرقوں کا حال ۔

تمہید

موضوع زیر بحث میں غور و خوض سے قبل ہم نے تین باتیں پیش کی ہیں تاکہ ان کی مدد سے موضوع کے اغراض و مقاصد اور مضامین کو سمجھ سکیں اور اس کے نتائج و اثرات سے بہرہ ور ہوسکیں ، وہ یہ ہیں :

۱۰۔ آیات ارتداد اور ان کی تفسیر کا بیان ۔

۰ ب۔ پھر وہ آیات جن میں یہودیوں کے ساتھ سلوک کا بیان ہے اور ان کی تفسیر ۔

۰ ج۔ پھر ہمیں ان آیات سے جو اسباق ملتے ہیں ان کی تفسیر ۔

ان اُمور سے موضوع زیر بحث مزید واضح ہو جائے گا اور واضح حقائق کی نشاندہی کی جاسکے گی اور ہدایت و ضلالت اور مؤمن اور کافر اور مرتد میں فرق روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا ۔ اس طرح ہمارے تاریخی اور سیاسی ذخیرے میں ایسی معلومات اور حقائق کا اضافہ ہو گا جن سے عقل دنگ رہ جائے گی ۔ جو ہمیں صحیح راستے پر چلنے اور صحیح طریقہ اختیار کرنے میں مددگار ہوں گے اور بغیر کسی ادنیٰ کوتاہی کے عمل کرنے میں ممد و معاون ہوں گے تاکہ دین تمام کا تمام اللہ کے لیے ہو جائے ۔

۱۔ ظہورِ اسلام سے قبل یہود میں نفاق کا وجود

قرآن کی نصِ صریح سے یہ بات ثابت ہے کہ اسلام میں نفاق کے بانی یہود ہیں اور خود وہ کئی صدیوں پہلے سے اس پر عمل پیرا رہے ہیں ۔ اس حقیقت کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے :

وَمِمَّنْ حَوْلَكُم مِّنَ الْأَعْرَابِ مُتَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُّوا عَلَى النَّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۚ

”تمهارے ارد گرد كے بدویوں میں سے منافق اور اهل مدینه میں سے كچھ لوگ نفاق پر ڈٹے اور

جمے ہوئے ہیں ہم ان کو جانتے ہیں تمہیں ان کا علم نہیں“

اہل مدینہ سے مراد یہاں یہود ہیں جو نفاق پر جمے ہوئے ہیں اسی پر وہ پروان چڑھے ہیں اور یہ ان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے اور صدیوں سے یہ ان میں نسل در نسل وراثتاً چلا آ رہا ہے حالانکہ ان میں کئی انبیاء اور پیغمبر آتے (اصلاح کے لیے)۔

مسلم اور غیر مسلم مفکرین، مورخین اور علم الاجناس اور ادیان کے محققین نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہودی دنیا کے بڑے بڑے علماء اور راہب مختلف ممالک اور مختلف عہد میں موجود فرقوں اور معاشروں میں ایک کمزور اقلیت کی حیثیت سے گھس جاتے اور بظاہر ان کے دین اور مذہب کو بھی اختیار کر لیتے تاکہ ان کے دین میں خرابی، تحریف، کجی اور تغیر و تبدل پیدا کریں جن کے ذریعے عالمی یہودیت کے مفاد و مصالح کی خدمت انجام دی جاسکے اور اپنے آپ کو ان فرقوں کی دشمنی اور مخالفت سے بھی محفوظ رکھیں۔ وہ ان میں اس طرح گھل مل کر واردات کرتے اور بڑے پُر امن طریقے سے وہ اندرونی مہلک عداوت کے اسباب کا بھی سدّ باب کر لیتے کہ کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ یہ مارِ آستین ہیں بعثتِ مسیح سے لے کر آج تک یہود نے جو بالفعل اس قسم کے جوہر دکھاتے ہیں تو وہ مسیحیت کی آڑ میں عیسائیوں کا روپ دھار کر انجام دیتے ہیں۔ سب سے پہلے جس معاشرے میں انہوں نے اپنا یہ خبیث طریقہ نافذ کیا وہ ایرانی معاشرہ تھا جس میں یہ کثرت سے شامل ہو گئے اور ان کا مذہب مجوسیت اختیار کر لیا۔ یہاں تک کہ ان کے بڑے کاہن اور مذہبی پیشوا بن گئے مکر و فریب سے۔ اور ایرانی درباروں میں اتنا اثر و رسوخ پیدا کر لیا کہ ایرانی بادشاہوں کو تیسری صدی عیسوی کے عیسائیوں اور ان کی باغی افواج کی تباہی و ہلاکت پر اُکسانے لگے۔

ان معاشروں میں سے ایک یورپ کا وہ بت پرست معاشرہ ہے جس میں بہت سے یہودی شامل ہو گئے، یہاں تک کہ وہ اصل بت پرستوں سے بھی زیادہ بت پرست بن گئے اور ان کی یکے بعد

ءىءرے آنے والى ءءومتوں مىں اعلى مناصب و مراتب ءء ءا پهءچے بلءه ءوء باءشاه بن بىٲھے -
ءىسے نىرون ءا ء و ءءء ٱر ءبضے سے ان ءے لىے يه سهل هو ءىا ءه وه بُء ٱرست معاشرے ءو

عیسائیت سے لڑا دیں اور طرفین میں چکنا چور کرنے والی جنگوں کی ایسی آگ بھڑکا دیں کہ جس میں عیسائیت اور بُت پرستوں کی طاقت و قوت جل کر بھسم ہو جائے۔ اور یہود کی جس چال نے عیسائیوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا کہ وہ دو دشمنوں میں گھر گئے مشرقی جانب سے جو لشکر ان پر حملہ آور ہوا اس کی کمان عملاق مجوسی کر رہا تھا اور مغربی جانب سے حملہ آور لشکر کی کمان عملاق بُت پرست کرے ہاتھ میں تھی۔

جب شہنشاہ قسطنطین نے عیسائیت کا مذہب اختیار کیا تو عیسائیوں کو بڑا عروج حاصل ہوا تو مکار یہودیوں نے فوراً اپنا طریق واردات بدل ڈالا اور جلد ہی عیسائیت کے مذہب میں داخل ہو گئے اور اس کے معاشرے میں ایسے گھل مل گئے کہ وہ مذہبی پیشوائی کے بڑے بڑے اعلیٰ مراتب تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور اس طرح انہوں نے باہم متصادم مذاہب اور آپس میں لڑنے جھگڑنے والے فرقوں پر غلبہ پا لیا۔ اس سے پہلے انہوں نے انجیل میں تحریف و تزییف کی اور اپنی خواہشات نفس کے مطابق ایسی ایسی تعبیریں اور تفسیریں کیں جن سے ان کے مذموم مقاصد اور مصالح پورے ہوتے تھے۔ یعنی وہ عیسائیت کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتے تھے۔ لہذا مختلف عیسائی فرقوں کے مابین جنگ کی آگ بھڑک اُٹھی اور بے شمار عیسائی اس فرقہ وارانہ فسادات کی بھینٹ چڑھ گئے لیکن یہودی منافقوں کا ایک فرد واحد بھی اس فساد کی لپیٹ میں نہ آیا۔ اس طرح انہوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا کہ عیسائیوں کو آپس میں بھڑا کر ہلاک کر دیا جیسا کہ اس سے قبل عیسائیوں کو مجوسیوں اور بُت پرستوں کے ہاتھوں تباہ و برباد کیا تھا۔ منافقت کی انتہا یہ ہے کہ یہ لوگ اکثر پوپ جیسے اعلیٰ ترین مذہبی منصب تک پہنچ گئے اور دوسروں کے لیے یہاں تک پہنچنے کے لیے راہ ہموار کرتے۔ بظاہر اس منصب کو وہ عیسائیت کی خدمت کے لیے استعمال کرتے لیکن حقیقتاً یہودی مصالح کو سر انجام دینا ان کا مطلوب و مقصود تھا اور اس مرکزی اور رفیع المقام ادارے کے ذریعے مختلف امم، گروہ اور قبائل کو گمراہی میں مبتلا کر دیا۔ انہوں نے ایک طرف تو کیتھولک

گرجا كے خلاف ايك اصلاحى تحريك كے نام سے پروٹسٹنٹ فرقے كو شه دى اور دوسرى طرف دين كو سياست سے جُدا كرنے كى تحريك چلائى لہذا گرجا فرانسيسى يهودى انقلاب كى شديد ضرب سے مسمار كر ديا . اب خالى عمارتيں باقى ره گئیں . اب گرجا كو پھلى جيسى

طاقت و قوت حاصل نہ رہی کہ بادشاہ اور حکام پوپ کی مرضی سے مقرر ہوتے تھے۔ اب گرجا کا عوام الناس پر وہ اثر باقی نہ رہا، ان سے رابطہ بھی منقطع ہو گیا۔ نہ لوگوں کی عام زندگی پر انہیں پہلے جیسا کنٹرول حاصل رہا اور اب ان کا رُخ سوائے لنگڑے لولے، اندھے، اپاہج، پیدائشی اندھے، جذام زدہ، مطلقہ اور مہجور راہب اور گوشہ نشینوں کے اور کوئی نہ کرتا۔ وہ زمانہ گیا کہ کلیسا بادشاہوں اور حکام کو شطرنج کے بے جان مہروں کی طرح استعمال کرتا تھا۔ یہودیوں کا مکر و فریب اور نفاق اس وقت اوج کمال پر پہنچ گیا جب انہوں نے پوپ سے یہ فتویٰ صادر کرایا کہ یہود قتل مسیح کے الزام سے بری ہیں۔ اس ایک فتویٰ نے تمام اناجیل اور پہلے جتنے بھی پوپ گزرے تھے بیس صدیوں میں ان سب کی نفی کردی اور جھٹلا دیا۔

اور یہود صدیوں سے نفاق پیشہ ہوتے ہیں اور ان کا اسلوب وہی پرانا ہے۔ شرقی لشکر کو غربی لشکر سے بھڑانا پس اس کو انہوں نے نام نیا دے دیا ہے دایاں اور بایاں۔ یہی یہود ہیں جو کمیونزم کے خالق ہیں اور یہی سرمایہ داری کے ستون ہیں اور دونوں لشکروں کو جہنم کی طرف لے جائیں گے اور ان کو عالمی جنگیں نکل جائیں گی تاکہ عیار یہودیوں کا تمام دنیا پر قبضے کا ناپاک منصوبہ مکمل ہو جائے۔

یہودی فلسفی بروتوکولات کا کہنا ہے کہ سیاست ایک شے ہے اور اخلاق کا قیام یا ادیان وغیرہ چیزے دیگر۔ سیاست کی بنیاد نفاق ہے اور سیاستدان کے لیے ضروری ہے کہ وہ منافق ہو اور جتنا وہ ماہر منافق ہو گا اتنا ہی کامیاب سیاست دان ہوگا۔ اور کذب و افتراء تو اس کی گھٹی میں پڑا ہونا چاہیے اور اسی سے اس کی سیاست کا تانا بانا بُنا ہوا ہو تو اسے لوگوں میں شرف قبول حاصل ہو گا۔

لیکن دونوں بازوؤں کے بہت سے پڑھے لکھے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی یہودیوں کی عیاری اور چالاکی کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اگر سمجھ گئے ہیں تو اس سلسلے میں کچھ کرنے سے معذور ہیں جیسے کوئی خفیہ طاقت اور غیر مرئی جادوگرانہ ہاتھ ان پر مسلط ہے جس کی وجہ سے ان کا

وءوء ءك كالعءم هو كر ره ءىا هے اور ان كى كوئى ءركء؁ كوئى ٱىش رفء سُننرے مىں نهىں آءى - اور
ءءا هى بهءر ءانءا هے كه ان كى ىه ءالء كب

تک رہے گی یا حالات کب تک اسی طور رہیں گے لیکن قلق تو اس بات کا ہے کہ اس حد تک ان کے مکروہ عزائم کا علم ہونے کے باوجود تمام انسانیت پر خطرہ بدستور منڈلا رہا ہے اگر اس خفیہ ہاتھ کی جڑ نہ مار دی گئی اور اقوام کے درمیان ان کے پھیلاتے ہوئے مکروہ فریب کے جال کے تار و پود نہ بکھیر دیئے گئے۔ اب وقت آگیا ہے کہ کرۂ ارض کی تمام اقوام یہود کے خلاف اُٹھ کھڑی ہوں اور ان سے دو دو ہاتھ کریں۔

۸۲۔ ظہور اسلام کے بعد یہود کے نفاق کی صورت یا ارتدادِ خفیہ

یہ اسلام کی عظیم طاقت تھی کہ اس نے یہود کو ان کی دسیسہ کاریوں، غداری اور بار بار سازشیں کرنے کی وجہ سے دائمی موطن رسالت نبوی چھوڑنے پر مجبور کر دیا جو ان کا بھی وطن تھا اور رسول اللہ نے انہیں ایسا سبق سکھایا کہ وہ عمر بھر نہیں بھلا سکیں گے۔ یہاں پھر انہوں نے اپنی خباثتِ نفس جس کے وہ مشاق و ماہر تھے اور جو ان کے خون میں رواں دواں تھی، بلکہ ان کی شریانوں میں خون کی جگہ جاری و ساری تھی، یعنی نفاق کا ایک بار پھر پور مظاہرہ کیا۔ ان میں کچھ یہودیوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا جیسے انہوں نے اس سے قبل عیسائیت، مجوسیت اور وثنیت اختیار کی تھی اور اس طرح فتنے جگا کر اور اُمتِ مسلمہ کو فرقوں میں بانٹ کر ان میں جنگ کی آگ بھڑکا کر اپنا تاریخی کردار ادا کیا اس استثناء کے ساتھ کہ کتاب اللہ ان کی تحریف و تصریف کی دستبرد سے محفوظ رہی کیونکہ اس کی حفاظت و عصمت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا تھا، جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے : **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** یہ ہم نے یہ ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ اور اس طرح قرآن کریم ان کے شر سے مامون رہا اور اب تک ہے بحمد اللہ۔ یہ اسی طرح کمی بیشی سے محفوظ رہا جیسا کہ نزول کے وقت تھا۔ یہود اپنی عادت کے مطابق اسلامی معاشرے میں بھی اس طرح گھل مل گئے اور ان میں سے بعض نے تو حمیتِ دینی کا اس قدر شدت سے مظاہرہ کیا کہ غلو کی حد تک جا پہنچے اور اس طرح دائرہ اسلام سے خارج اور

اسلام سے مرتد فرقے پیدا کرنے كا باعث بنے۔ ابتداءً حبّ علیؑ اور اولاد علیؑ سے كى اور شهادتِ عثمانؓ كا فتنه پیدا كیا۔ بعد اس كے كه وه حضرت عمرؓ كے قتل میں كامیاب هو گئے تھے اور اُمتِ مسلمہ میں اس پر كوئى كڑبڑ

یا ہنگامہ پیدا ہوا نہ کوئی انقلاب آیا۔ پھر ہر عہد میں انہوں نے کچھ بیسیوں خلفاء سینکڑوں اُمراء اور ہزاروں سپہ سالار اور لاکھوں سپاہیوں کو دھوکے سے قتل کرنے کے منصوبے بنائے خصوصاً ان ادوار میں جن میں کسی مُرتد فرقے کو اسلامی مملکتوں میں غلبہ یا حکومت حاصل ہو گئی جیسے مثلاً چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں اور کچھ چھٹی صدی ہجری میں۔

منافقین کا ابلیس اور اسلامی تاریخ میں سب سے زیادہ خطرناک یہودی عبداللہ بن سبا ملقب بابن السودا یمنی صنعانی تھا یہی وہ شخص تھا جو علیؑ اور اولادِ علیؑ کے گروہ کے نظریہ کا بانی تھا بعد میں اُس نے حضرت علیؑ کی طرف الوہیت تک منسوب کی جس کا ذکر ہم آگے کریں گے۔ اور انہی ظاہر و باہر منافقین میں حسن بن صباح مذهب اسماعیلی کا مؤسس، عبیداللہ بن میمون القداح سلطنت فاطمیہ کا بانی اور نشتکین الدروزی شام اور لبنان میں مذهب حاکمیہ یا دروزی مذهب کا بانی وغیرہم ہیں۔ جنہوں نے تاریخ اسلام کو بہت سے خلافِ اسلام مذاہب اور فرقوں سے بھر دیا۔

عصرِ حاضر میں سب سے زیادہ خطرناک کردار ان یہودیوں نے ادا کیا جو ۱۴۹۲ء میں ہسپانیہ سے جان بچا کر بھاگے اور ترکی کے شہر سالونیکا میں پناہ گزین ہوئے وہ بظاہر مسلمان بن کر ترکی کے مسلمانوں میں اس طرح گھل مل گئے کہ ان میں سے اکثر فوج اور حکومت کے بڑے بڑے مناصب پر فائز ہوئے کچھ سلاطین کے اطباء اور مفکر، شعراء اور ادیب اور مصلح قوم بنے۔ انہی منافق یہودیوں میں سے ایک مدحت پاشا تھا جس کا لقب ابی الدستور یا ابی الاحرار تھا۔ اُس نے ترکی میں اصلاح کی ایک تحریک شروع کی جس کا مقصد شرعی احکام کی جگہ خود ساختہ انسانی قوانین کو رواج دینا اور سلطان عبدالحمید رحمہ اللہ نے جو اسلامی معاشرہ قائم کیا تھا اسے مغرب کی نقالی کے تباہ کُن راستے پر چلانا تھا پھر یہی اصلاح کے دعویدار ملک میں فوجی انقلاب لے آئے اور زیرِ زمین کام کرنے والی خفیہ تنظیموں مثلاً فری میسنری اور ان کے لیڈروں کا ملک بھر میں طوطی بولنے لگا۔ انہوں نے خلافتِ اسلامیہ کی بساط لپیٹ کر اس کی جگہ لادینی نظامِ حکومت کی مسند بچھا

ءى- اور روائىى ىهوءى منافقى نء ۱۹۲۴ء مىں كمال اناارك كے روى مىں اىك بار پهر ظهور كىا
ءس نء حضراا خلفاء راشءىن سه لء كر سقوٲ بنى عثمان اك تقرىباً ۱۴ صءى

سے زائد عرصے تک قائم اسلامی حکومت اور اسلامی نظام پر غیر اسلامی اور لادینی نظام کو ترجیح اور رواج دیا۔

حضرت عمرؓ فاروق پر بحالت نماز قاتلانہ حملہ (جس سے آپ جانبر نہ ہوسکے) کرنے کے بعد خلیفہ سوم عثمانؓ کے عہد میں فتنہ کبریٰ کو جنم دینے والے یہودی منافق تھے پھر تو قتل و غارت ، فتنہ پردازی اور سازشوں کا ایک تانتا بندھ گیا اور مسلمان اپنے ہی بھائیوں (منافق مسلمانوں) کے ہاتھوں شہادت کے جام نوش کرنے لگے اور تمدن اسلامی جنگوں کی نذر ہو گیا اور مسلمانوں کا تقریباً نام و نشان مٹ گیا اور اس میں یہودی کا نفاق اور عیاری کار فرما تھی۔

خلفاء ، امراء اور سپہ سالاروں کے دھوکے سے قتل میں ہمیشہ یہود کا ہاتھ رہا اور انہوں نے مسلمان بن کر کفار سے زیادہ مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔

سطور ذیل میں ہم ان حادثات اور فتنوں کی مختصر روداد پیش کرتے ہیں جو ہزار سال میں پہلی صدی ہجری میں حضرت عثمانؓ بن عفان کی شہادت سے لیکر چودھویں صدی ہجری میں سقوط خلافت آل عثمان تک واقع ہوئے۔ اسلام اور اہل اسلام کی عداوت اور اہل اسلام کو دین کے مضبوط حصار سے نکالنے میں یہودی منافقین اور ان کی اولاد مختلف اسلامی عہدوں میں جو کردار ادا کیا اس کا بھی جائزہ لیں گے۔

۱۰۔ پہلی صدی ہجری کے اوائل میں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد حضرت عثمانؓ

اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی پرے در پرے شہادتیں ہوئیں۔ اور اس طرح مقامی فتنوں کے بیج بوتے گئے اور مذہبی فرقوں کی بنیاد پڑی اور حبّ اہل بیت اور حکومت اور سرداری کے لیے ان کے حق کے دفاع کے پردے میں باطنی فرقے نے جنم لیا۔ عبداللہ بن سبا یہودی منافق کی کوششوں سے

ءس نه ءضرت علّے ءه ءءا هونے ءا ءعوى ءىا؁ شىعانِ على مىں اىء اور فرقهے نه سبائيه ءه نام سه ظهور ءىا- ههر ان فرقوں نه ءءومتوں اور ءانءانوں ءى ءبءىلى اور لوءوں مىں اهنے مذهب ءو ههیلانے مىں اهم ءرءار اءا ءىا- انهوں نه عباسىوں سه مل ءر ههله اموىوں ءى ءءومت ءا ءءه اُلُءا؁ ههر عباسىوں سه بهى ءءارى ءى اور ءمشق وءلب اور ءابره اور

دیگر اسلامی ممالک میں اپنی حکومت قائم کر لی ، جن میں وزیر اور مشیر سب شامل تھے ان میں مشہور ابو فرج یعقوب بن یوسف بن کلس یہودی تھا جو فاطمی خلیفہ العزیز باللہ کے دور (۳۶۵ھ - ۳۸۵ھ) میں وزیر با تدبیر تھا اور سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اس نے حکومت کے تمام اعلیٰ مناصب پر یہود و نصاریٰ کی بھر مار کر دی جس کی وجہ سے شام کی سرحدوں پر صلیبی جنگوں میں فوج کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا ، یہاں تک کہ والی عسقلان (جو انہی میں سے ایک تھا) نے عسقلان کا قلعہ بند شہر بغیر کسی مقابلے کے دشمن کے حوالے کر دیا اس پر فوج اور شہری باغی ہو گئے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر ۳۸۶ھ میں فاطمی خلیفہ حاکم بامر اللہ تخت خلافت پر بیٹھا جو شیعہ کے بارے میں اس قدر متعصب تھا کہ اس کے عہد میں لوگوں کا عرصہ حیات تنگ ہو گیا ۔ ۴۱۱ھ میں اس نے یہودی اور مجوسی ہشتگین دروزی کے بہکانے پر الویت کا دعویٰ کر دیا تو مسلمانوں کی ایک جماعت نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا اور ہشتگین دروزی چھپ چھپا کر لبنان اور شام کی طرف بھاگ گیا جہاں اُس نے دروزی مذہب کو فروغ دیا۔ یہودیوں کے اب تک دروزیوں کے ساتھ خوشگوار تعلقات اُستوار ہیں اور دروزی آج تک اسرائیلیوں کے لیے ایسی نمایاں اور بیش بہا خدمات بجا لاتے رہے ہیں جن کی قیمت اسرائیل تمام عمر نہیں ادا کر سکتا۔

• ب ۔ پانچویں صدی ہجری میں عراق اور ایران میں شیعہ کی بویہی حکومت قائم ہو گئی جن کے

عہد میں یہود

کی قدر و منزلت اور بڑھ گئی اور مسلمانوں پر ان کا خطرہ اور بڑھ گیا اور وہ ملک کے سیاسی اور مالی وسائل پر اس حد تک مسلط ہو گئے کہ عراقی حکومت کے خلاف بغاوت پر تیار ہو گئے ۔ لہذا ۴۲۲ھ میں انہوں نے یہودیوں اور یہودیوں کے مکانات کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

اور یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ بویہی قرامطہ کی تحریک کے پشت پناہ تھے اور انہیں مالی اور جنگی امداد مہیا کرتے تھے اور حکومت کے اعلیٰ مناصب پر یہودیوں کے قابض ہونے کی وجہ سے قرامطہ نے مسلمانوں پر ایسے ایسے ظلم و ستم ڈھائے جس کی مثال تاریخ میں نہیں ہے۔

• ج ۔ سقوط بغداد ۔

ساتویں صدی ہجری میں آخری عباسی خلیفہ مستعصم باللہ کے شیعہ وزیر ابن العلقمی کی غداری کی بدولت

ہلاکو خاں تاتاری کے ہاتھوں بغداد پر جو قیامت صغریٰ ٹوٹی وہ ایسا سانحہ عظیم ہے کہ کوئی کتاب اس کا احاطہ نہیں کر سکتی نہ کوئی قلم اُسے بیان کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس وقت کے مسلمان تو یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ بس قیامت آگئی۔

۵۰۔ آٹھویں صدی ہجری میں کچھ تاتاری بادشاہوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان میں سے بعض نے

شیعی مذہب اختیار کر لیا جن میں سے ایک :

"غیاث الدین الجایتو خدا بندہ محمد تھا جو اپنے آباؤ اجداد سے بھی زیادہ مسلمانوں پر سخت گیر واقع ہوا تھا۔ وہ مسلمانوں کے مقابلے میں یہودیوں اور صلیبیوں کا حلیف بن گیا۔ اس کے عہد میں یہودی بغداد، موصل اور جزیرہ ابن عمرو کی حکومتوں میں اعلیٰ مناصب پر فائز، سیاہ و سفید کے مالک بن بیٹھے تھے اور مسلمانوں کو تنگ کرنے کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتے تھے۔ غیاث الدین سُنی مسلمانوں کے مقابلے میں پوپ اور انگریز اور فرانسیسی بادشاہوں کا حلیف بن گیا تھا۔ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا ابو سعید بہادر خان ۷۱۶ھ میں تخت پر بیٹھا جو اہل سنت والجماعت کے مذہب پر کاربند تھا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی صلیبیوں کے ساتھ تعلقات منقطع کر لیے۔ اندرون ملک کے یہود پر اپنی گرفت مضبوط کر لی اور یہودیوں کو ان کے عہدوں سے معزول کر دیا اور تمام اہل کتاب کے لیے یہ لازم قرار دیا کہ وہ ایک خاص لباس پہنیں جو انہیں مسلمانوں سے ممتاز کرے۔ مسلمانوں کو اس کے عہد میں عروج حاصل ہوا لیکن یہ عروج عارضی ثابت ہوا کیونکہ یہودیوں کی سازش سے ابو سعید کو ۷۳۶ھ میں قتل کر دیا گیا"

۵۰۔ دسویں صدی ہجری میں صفوی دور حکومت میں یہود کو پھر عروج حاصل ہوا۔ انہوں نے

اڤنے مناصب سے ءوب فائءه اُٲهائا اور صفوئوں كو ءلافتِ عثمانفه كے ءلاف برسرِ ڀكار هونے ڀر اُكسائا۔ اُن كے لئے ڀرتگالئوں كى اعانت تك ءاصل كى ءو اس وقت ءلئج عربى ڀر قابض تھے اور ءزیره برمز مئں ان كا بءرى بیڑه لنگر انداز تها۔ ٲه ۹۳۰ھ اسماعئل اوّل كے عهد كا ذكر هے ۔

جب طہماسپ جانشین ہوا تو صفویوں اور پرتگیزیوں میں تعلقات کو اور تقویت ملی اور ۹۶۲ھ میں رومیوں اور ملکہ برطانیہ الزبتھ کے ساتھ خلافت عثمانیہ کے خلاف عسکری اعانت کا معاہدہ ہوا۔ عباس اول کے عہد میں یعنی ۹۹۵ھ میں بری فوج کی تربیت کے لیے انگریزوں اور سمندروں پر کنٹرول قائم رکھنے کے لیے برطانوی بحری بیڑے کی خدمات حاصل کی گئیں لیکن انگریز نہ صرف ان کے حلیف تھے بلکہ عثمانیوں کے بھی تھے۔ معرکے کے اختتام پر عثمانی سپہ سالار نے خلیفہ کو استنبول میں ایک پیغام بھیجا جس میں اس نے صفوی لشکر کے متعلق یہ کہا تھا کہ ”یہ اوباش زنادقہ اور قزلباش ملاحدہ کا ایک قلیل گروہ ہے“ قزلباش سے مراد سُرخ عمامے تھے کیونکہ اہل سنت سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لیے انہوں نے اپنے سر سُرخ عماموں سے ڈھانپے ہوئے تھے جس کی ۱۲ تہیں تھیں جو ان کے مذہب اثنا عشری کی علامت تھی۔

۹۔ چودھویں صدی ہجری میں تنسیخ خلافت سے یہودیوں کا ناپاک منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا جس کی

تفصیل کسی اور موقع پر دی جائے گی۔ لوگ فوج در فوج مرتد ہونے لگے۔

ہزار سال کے عرصے میں منافق یہودیوں ان کی اولاد اور ان کے پیدا کردہ فرقوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اسلام کا جھوٹا اور فریبی لبادہ اوڑھ کر یعنی بظاہر مسلمان بن کر لیکن بیاطن کفر و الحاد پر قائم رہ کر جو کچھ کارنامے انجام دیئے ان کی یہ ایک خفیف سی جھلک ہے۔ انہوں نے اسلامی ممالک میں تخریب کاری اور فساد انگیزی کی جو وبا پھیلائی تو اس سے ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ مسلمانوں کو اپنے دین سے پھیر کر انہیں مرتد یا نیم مسلمان بلکہ ضعیف مسلمان بنا کر کرۂ ارض اور اس پر بسنے والوں پر غلبہ یاب ہو جائیں۔ شیعہ نے ہر زمانے میں ہر نسل پر اسلام اور مسلمانوں پر زخم لگائے ہیں اور آج تک زخم تازہ ہیں۔

۸۴- فریى عقیده یا (منصوبے کے تحت ارتداد)

فریى عقیده یا منصوبه بنءى کے تحت ارتداد كا نظریه اس اساس پر قائم هے كه الله كے ءین میں بظاہر فوج ءر فوج ءاآل هو جائیں؁ پهریہ كهہ كر اس سے پهر جائیں كه اس میں ءو عیب هیں جنهوں نے انهیں اس سے متنفر كر ءیا هے اور پهر اپنے پرانے ءین كى طرف لوٹ جائیں- اس طرآ ان لوگوں كو جو

نئے نئے ایمان لائے ہوتے ہیں موقع مل جاتا ہے وہ بھی منافقین کے ارتداد کی پیروی میں اندھا دھند اس دین سے پھر جاتے ہیں بغیر کسی دلیل کے بغیر کچھ دیکھے بھالے بس محض اندھی تقلید یا عداوت میں۔ لیکن اللہ سبحانہ نے بھی ان منافقین یہود کا پردہ چاک کر دیا اور ان کی بڑی فضیحت ہوئی جب یہ آیت اللہ کے رسول اور مومنین پر نازل ہوئی "وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاکْفُرُوا الْآخِرَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝۱۰۰" اور اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ مسلمانوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر صبح کو ایمان لے آؤ اور شام کو اس کا انکار کر دو شاید کہ وہ لوگ (جو اہل کتاب میں سے مسلمان ہو گئے ہیں اپنے دین کی طرف) لوٹ آئیں۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہود کا اس منصوبہ کے تحت دین اسلام سے پھر جانے کی غرض و غایت مسلمانوں کے عقیدے میں تشویش اور لوگوں میں ان کے دین کی حقیقت اور صداقت کے متعلق شک و شبہ پیدا کرنا تھا تاکہ وہ بھی ان کی پیروی میں دائرہ اسلام سے نکل جائیں اور ان کی منصوبہ بندی کے تحت ارتداد کی تقلید میں مسلمان بھی مرتد ہو جائیں۔ اس طرح جماعت کا نظام بگڑ جائے اور ان کی جمعیت بکھر جائے۔ اللہ انہیں ہلاک کرے کیسا بُرا ان کا اخلاق ہے اور کیسا بُرا ان کا ٹھکانا ہے۔ درحقیقت یہی یہود کا اخلاق ہے۔

۴۸۔ یہود کا اخلاق قرآن کے آئینے میں

قرآن کریم نے یہود کی اکثر مقامات پر مذمت کی ہے اور ان کو قبیح ترین وصف کے ساتھ موصوف کیا ہے جسے ایک انسانیت سے گرا ہوا اور شرافت سے عاری، ناشکرا انسان موسوم کیا جاسکتا ہے۔ اور وہ سوء خلق کے سب سے نچلے درجے تک گر گئے ہیں۔ اللہ علیم وخبیر نے جن اوصاف سے انہیں موصوف کیا ہے وہ ہیں حسد، عناد، ظلم، فسق و فجور، فضول خرچی، جھوٹ، فساد، لوگوں پر دستِ تعدی دراز کرنا، غلو، مومنین کا مذاق اڑانا، لوگوں کا مال ناجائز طور پر کھا جانا، سود

خوری، اللہ کے دین کی مخالفت، انبیاء کا قتل، عہد و پیمان کو توڑنا، اللہ کے علاوہ احبار کی عبادت اور بچھڑے کی عبادت، نفاق اور زمین میں

۱۔ آل عمران - ۷۲

فساد پھیلانا وغیرہ جن کا بیان اللہ عزوجل کی آیات ذیل میں آیا ہے :

• — حسد : وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ

عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ

(البقرہ - ۱۰۹)

"اہل کتاب میں سے اکثر کی خواہش ہے کہ اپنے اندرونی حسد کی وجہ سے تمہیں حالت ایمان سے کفر کی طرف پھیر دیں۔"

• — بغض و عناد : وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا -

(النساء - ۴۶)

"اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سُن لیا ہے اور آہستہ سے کہتے ہیں ہم نے نافرمانی کی"

• — تحریف و تصریف : مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ -

(النساء - ۴۶)

"ان میں سے کچھ لوگ ہیں جو الفاظ کو ان کے محل سے پھیر دیتے ہیں"

• — ظلم : فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ

(النساء - ۱۶۰)

"غرض ان یہودی بن جانے والوں کے اسی ظالمانہ رویہ کی بنا پر ہم نے بہت سی پاک چیزیں ان پر حرام کر دیں"

• — فسق و فجور : فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ

(البقرہ - ۵۹)

"آخر کار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا، یہ سزا تھی اُن نافرمانیوں کی جو وہ کر رہے تھے"

• - جھوٹ : وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ -

(ال عمران - ۷۸)

"وہ جان بوجھ کر جھوٹ بات اللہ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں"

• - سرکشی و نافرمانی : لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ -

(المائدہ - ۷۸)

"بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی اُن پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی"

• — فساد: وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ -

(الاسراء : ۴)

”ہم نے بنی اسرائیل کے لیے اپنی کتاب میں یہ فیصلہ کر دیا تھا کہ تم ضرور زمین میں فساد برپا کرو گے“

• — مومنین سے مذاق: وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا -

(البقرہ - ۲۱۲)

”ایسے لوگ ایمان کی راہ اختیار کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں“

• — غلو: يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ -

(النساء - ۱۷۱)

”اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کی طرف حق کے سوا کوئی بات منسوب نہ کرو“

• — سُود خوری اور لوگوں کا مال ناجائز طور پر کھا جانا:

وَأَخْذِهِمُ الرِّبَا وَقَدْ نُهُوا عَنْهُ ، وَآكَلِهِمْ أَمْوَالُ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ -

(النساء : ۱۶۱)

”اور اُن کے سُود لینے کی بناء پر جبکہ انہیں اس سے روک دیا گیا تھا اور اس بنا پر کہ لوگوں کے اموال ناحق کھا لیتے ہیں“

• — انبیاء کا قتل: وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ ، وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ

النَّاسِ -

(آل عمران - ۲۱)

”اور وہ انبیاء کو ناحق قتل کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کی جان کے دریے ہو جاتے جو خلقِ خدا میں سے عدل و راستی کا حکم دینے کے لیے اٹھیں۔

• - نقضِ عہد: اَوْكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَّبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ ۔

(البقرہ : ۱۰۱)

”کیا ہمیشہ ایسا ہی نہیں ہوتا رہا ہے کہ جب انہوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں سے ایک نہ ایک گروہ نے اسے ضرور ہی بالائے طاق رکھ دیا“

• - جھوٹے دعوے: وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ ۔

(المائدہ - ۱۸)

”یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے چہیتے ہیں“

• احبار کی عبادت: اِتَّخَذُوا اَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ ۔

(التوبہ - ۳۱)

”انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے احبار اور ریبان کو رب بنا لیا ہے“

• سونے کے بچھڑے کی پوجا: وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسٰى مِنْۢ بَعْدِهِۦ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُۥ خُوَارٌ...۔

اِتَّخَذُوْهُ وَكَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ۔

(الاعراف - ۱۴۸)

”موسیٰ کے (کوہ طور پر) چلے جانے کے بعد انہوں نے زیورات سے بچھڑے کا مجسمہ بنا لیا۔ اور ان

ظالموں نے اس کی پوجا شروع کر دی“

• نفاق اور ارتداد: وَقَالَتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنۡزِلَ عَلٰی الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجَہَ

النَّهَارِ وَاكْفُرُوْا الْاٰخِرَ لَعَلَّہُمْ يَرْجِعُوْنَ ۔

(آل عمران - ۷۲)

”اہل کتاب میں سے ایک گروہ کہتا ہے کہ اس نبیٰ کے ماننے والوں پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر

صبح ایمان لاؤ اور شام کو اس سے انکار کر دو۔ شاید اس ترکیب سے یہ لوگ اپنے ایمان سے پھر

جائیں“

• لوگوں کو گمراہ کرنے کی تمنا: وَدَّتْ طَّائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْكُمْ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ

وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۔

(آل عمران - ۶۹)

”اہل کتاب میں سے ایک گروہ چاہتا ہے کہ کسی طرح تمہیں راہِ راست سے ہٹا دے حالانکہ درحقیقت وہ اپنے سوا کسی کو گمراہی میں نہیں ڈال رہے مگر انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔“

• - فساد پھیلا نا : وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ -

(المائدہ - ۶۴)

”اور یہ لوگ زمین میں فساد کی سعی و کوشش کرتے ہیں حالانکہ اللہ مفسدین کو پسند نہیں کرتا“

• - کتمانِ حق : وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ -

(البقرہ - ۴۲)

”باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو“

مقام الہ کے بارے میں تکبر: **وَإِذْ قُلْتُمْ يٰمُوسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرٰى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصُّعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ۔**

(البقرہ - ۵۵)

”یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ ہم تمہارے کہنے کا ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کہ اپنی آنکھوں سے علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں اس وقت تمہارے دیکھتے دیکھتے ایک زبردست صاعقہ نے تم کو آلیا“

کفر : وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ

(البقرہ - ۸۸)

”اور وہ کہتے ہیں ہمارے دل محفوظ ہیں، نہیں، اصل بات یہ ہے کہ ان کے کفر کی وجہ سے ان پر اللہ کی پھٹکار پڑی ہوئی ہے“

زندگی کی حرص: وَلَتَجِدَنَّهٖمْ اَحْرَصَ النَّاسِ عَلٰى حَيٰوةٍ۔

(البقرہ - ۹۶)

”تم انہیں سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پاؤ گے“

شیطان کی اتباع: وَاتَّبِعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِیْنُ عَلٰی مُلْكٍ سَلِیْمٍ۔

(البقرہ - ۱۰۲)

”اور لگے ان چیزوں کی پیروی کرنے جو شیاطین سلیمان کی سلطنت کا نام لیکر پیش کیا کرتے تھے“

بیوقوفی : سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مَا وَلَّهُمْ عَنْ قِبَلَتِهِمُ الَّذِیْ كَانُوا عَلَیْهَا۔

(البقرہ - ۱۴۲)

”بیوقوف لوگ (یہود) کہیں گے کہ ان کے پہلے قبلہ سے پھر جانے کی کیا وجہ ہوئی؟“

اقتدار کی محبت: وَلَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مَلَّتَهُمْ۔

(البقرہ - ۱۲۰)

”یہودی اور عیسائی تم سے برگز راضی نہ ہونگے جب تک تم اُن کے طریقے پر نہ چلنے لگو“

اس کے علاوہ بہت سی قرآن میں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔ یہ خدا انہیں غارت کرے قرآن کریم کی

۱۱۴ سورتیں اور دس سے زیادہ سورتوں میں منا

۱۔ التوبہ

۲۔ النساء

۳۔ الاحزاب

۴۔ المنافقون

۵۔ آل عمران

۶۔ الانفال

۷۔ العنکبوت

۸۔ الفتح

۹۔ الحديد

۱۰۔ التحريم

۱۱۔ الحشر

یہ سورتیں تمام مدنی سورتیں ۱۱ آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں پر نہیں۔ جو اس بات کی واضح منافقین کو جانتے تک نہ تھے

۱۔ بعض مقامات پر بصیغہ حفظ

اس کے علاوہ بہت سی باتیں ہیں یہود کے متعلق جن کی خبر خالق کائنات نے دی ہے۔ جو قرآن میں مطالعہ کی جاسکتی ہیں۔ لیکن صفات میں سے سب سے گھٹیا یعنی نفاق ان کی مخصوص صفت ہے۔ خدا انہیں غارت کرے قرآن کریم کی ۱۱۴ سورتوں میں بہت سی سورتوں میں نفاق کے موضوع کا اکثر ذکر کیا گیا ہے اور دس سے زیادہ سورتوں میں منافقین کا ذکر تیس مرتبہ کیا ہے جو کچھ اس طرح ہے :

۱۰ - التوبہ ۹ مرتبہ مدنی سورت

۲۰ - النساء ۷ مرتبہ " "

۳۰ - الاحزاب ۶ مرتبہ " "

۴۰ - المنافقون ۳ " " "

۵۰ - آل عمران ایک مرتبہ " "

۶۰ - الانفال " " "

۷۰ - العنکبوت " یہ سورۃ تو مکی ہے لیکن آیت ۱۱ مدنی آیات ہیں

۸۰ - الفتح " مدنی سورت

۹۰ - الحديد " " "

۱۰۰ - التحريم " " "

۱۱۰ - الحشر " " "

یہ سورتیں تمام مدنی سورتوں کے نصف کے برابر ہیں۔ اور جیسا کہ معروف سورۃ عنکبوت کی ۱۱ آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں اور نفاق کا ذکر انہی آیات میں آیا ہے اس سورت کے کسی اور مقام پر نہیں۔ جو اس بات کی واضح دلیل قاطع ہے جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ مسلمان نفاق اور منافقین کو جانتے تک نہ تھے نیز قرآن نے ان کا ذکر مکہ سے مدینہ ہجرت کے بعد ہی چھیڑا ہے جہاں

لے بعض مقامات پر بغیر لفظ نفاق کے منافقان کا ذکر آیا ہے جیسے سورہ بقرہ اور دوسری مدنی سورتوں میں۔

یہود آباد تھے اور مدینہ کے نواح میں بھی تو ان میں سے کچھ یہودی بظاہر دینِ اسلام میں داخل ہو گئے۔ لیکن حقیقتاً وہ دل سے یہودی ہی تھے۔ یہ سب سے پہلا نفاق کا بیج تھا اور یہودی اسلام میں سب سے پہلے منافق تھے۔

نفاق بھی ارتداد ہی کی ایک قسم ہے لیکن خفیہ ارتداد ہے جو مرض کینسر کے مترادف ہے۔ پھر یہود ہر جماعتی حقیقی اور غیر حقیقی یا مصنوعی ارتداد کے پشتیان رہے ہیں عبداللہ بن ابی بن سلول کعب الاحبار اور عبداللہ بن سبا منافقین کے سرغنے ہیں۔ مؤخر الذکر تو انسان کے روپ میں شیطان مجسم تھا جس کے شر، فتنہ، مکر و فریب اور سازشوں سے مسلمان آج تک زک اٹھا رہے ہیں۔

۸۵۔ اسلام سے خارج اور اسلام کا جھوٹا دعویٰ کرنیوالے جدید و قدیم

فرقوں کے پسِ پشت یہود کا ہاتھ تھا :

علماء، مؤرخین، ادیب اور اسلامی علوم کے ماہر خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید اس بات پر متفق ہیں کہ اسلام سے خارج فرقوں کے خالق یہودی ہیں اپنے نفاق کی وجہ سے۔ ان جدید مؤرخین میں سے ایک شیخ محمد الخضریٰ اپنی کتاب تاریخ الامم الاسلامیہ میں رقمطراز ہیں :

"مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے تھے، اُن میں ایک شیطان عبداللہ بن سبا پیدا ہوا جس نے تعظیمِ رسول اور اہل بیت کے سلسلے میں بہت غلو کیا اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کو ان کا رئیسِ اعظم اور وصیِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا جیسا کہ ہر نبی کا وصی ہوتا ہے اور کہا کہ یہ لازم ہے کہ حقدار کو صاحبِ امر بنایا جائے اور جس نے اس کا یہ حق لیا وہ ظالم اور غاصب ہے پھر اس نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کی مدح سرائی میں اس قدر غلو کیا اور آپ کو اس درجہ اللہ تک لے گیا جس کے حضرت علیؓ خود بھی طالب نہیں تھے۔" ۱۷

صفءه ۱۵۲ - ءارى هے

۱- طبع هشتم؁ ء ۲ ص ۴۴ - (ءلد دوم صفءه ۴۴)

لوامع الانوار البہیہ علامہ ابن تیمیہؒ سے ان کے رسالہ الحمویہ الکبریٰ میں نقل کرتے ہیں -

”ابن سبا رافضی فرقے کا بانی ، منافق زندیق تھا۔ اس نے دین اسلام میں فساد برپا کرنے کا ارادہ کیا جس طرح بولص اُن رسائل کے جو نصاریٰ کے ہاتھ میں تھے مصنف نے کیا۔ اس نے ان کے دین کو بگاڑنے کے لیے ان میں بدعتوں کو رواج دیا۔ وہ خود یہودی تھا لیکن اُن کی ملت میں فساد پیدا کرنے کی نیت سے بظاہر نصرانی بن گیا۔ اسی طرح ابن سبا بھی یہودی تھا جس نے حضرت عثمانؓ کے قتل کی کوشش کی اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا حضرت عثمانؓ کو باغیوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ ابن سبا کی بدعتوں اور گمراہیوں کی چند جماعتوں نے پیروی کی۔ ان کا عقیدہ تھا کہ حضرت علیؓ شہید نہیں ہوئے بلکہ وہ بادلوں میں موجود ہیں اور کڑک ان کی آواز ہے اور بجلی کی چمک ان کا کوڑا ہے۔ وہ زمین پر نازل ہوں گے اور اسے عدل و انصاف سے بھر دیں گے جب بھی گرج چمک ہوتی وہ کہتے وعلیک السلام یا امیر المؤمنین ۱۔ ان میں سے بعض عقیدہ تناسخ پر یقین رکھتے ہیں اور امامت کو دورِ تناسخ سمجھتے ہیں ۲۔ بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسانی صورت میں ہے اور اس کی رُوح نے حضرت علیؓ میں حلول کیا ہے پھر اس کے فرزند ارجمند حضرت محمد ابن حنفیہ میں حلول کیا تھا بعض یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ نوری انسان ہے اور اس کا قلب حکمت کا سرچشمہ ہے نیز یہ کہ اُس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر امانت (یعنی امامت) پیش کی تو انہوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس بارِ امانت سے ڈر گئے لیکن انسان نے اسے اُٹھا لیا (یعنی حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) بے شک وہ ظالم اور جاہل ہے (نقل کفر کفر نہ باشد)

۱۔ شام کے پہاڑوں میں نصیریوں کا بھی یہی عقیدہ ہے -

۲۔ شام و لبنان کے دُرُوزیوں کا یہ عقیدہ ہے -

بعض کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح انبیاء اور ائمہ میں حلول کرتی رہی حتیٰ کہ حضرت علیؓ اور آپ کی اولاد کو پہنچی وہ محرمات کو حلال جانتے ہیں اور قیامت کے منکر ہیں بعض نے یہ دعویٰ کیا کہ ائمہ انبیاء ہیں جنت دنیا کی آرام و راحت کا نام ہے اور جہنم دنیا کے مصائب و آلام ہیں انہوں نے فرائض کو ترک کیا ان کا دعویٰ یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کی طرف مبعوث کیا تاکہ آپ آپ کی طرف بلائیں لیکن آپ نے لوگوں کو اپنی طرف بلایا۔ حضرت علیؓ، حسنؓ، حسینؓ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف الوہیت منسوب کی۔ وہ فاطمہ کی بجائے فاطمہ کہتے ہیں یعنی تانیث سے مبرا کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ حضرت جبریلؑ غلطی سے وحی حضرت علیؓ کی بجائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے جاتے رہے وہ مسلسل ۲۳ برس تک غلطی کرتے رہے۔ اسماعیلیہ کہتے ہیں کہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اور وہ باطن پر عمل پیرا ہیں۔ ان کی دعوت شریعت کے ابطال پر قائم ہے اور وہ اس کی ایسی تاویل کرتے ہیں جو جادۂ حق سے ہٹی ہوئی ہے۔ وہ اصل میں مجوسی ہیں جو اُس وقت کی پیداوار ہیں جب اسلام میں فتنوں نے جنم لیا اور اختلاف رونما ہوا۔ اسلام کی شان و شوکت ماند پڑ گئی اور دین کا گریبان چاک کر دیا گیا۔ جب وہ اس کی کوئی وضاحت نہ کر سکے تو انہوں نے شریعت کی تاویل اس انداز سے کی جو ان کے مجوسی اسلاف کے قواعد سے جاملتی تھی۔ ان کا سرغنہ حمدان قرمطی تھا۔ ان کے مذہب کی اصل صابی اور مجوسی مذہب سے ماخوذ ہے۔ ان کے مذہب کی اکثر باتیں بعد میں صوفیوں کے کلام میں شامل ہو گئیں۔ ان کی مثال رسائل اخوان الصفا کے مصنفین کی ہے جن کا اصل مذہب قرامطہ کا مذہب تھا۔ انہوں نے اپنے کلام کا اکثر حصہ امام جعفر صادق سے غلط طور پر منسوب کیا ہے تاکہ اسے اہل بیت کی میراث ثابت کر سکیں۔ سلطنت عبیدہ فاطمیہ جو اہل بیت کی طرف منسوب تھی اور فاطمیین کہلاتی تھی وہ اسی قسم کی تھی۔ ان کا ظاہر مذہب رافضی تھا اور باطن انکار محض۔ ان میں سے ایک فرقہ

دروزی ہے۔ اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ انکار کرنے والے ہیں" (مختصراً)

ہم اپنی بحث کا رخ پھر منافقوں کے شیطان عبداللہ بن سبا کی طرف کرتے ہیں۔

ہم بحث کا رخ پھر منافقوں کے شیطان لعین اور بلاء عظیم کے موجد کی طرف موڑتے ہیں۔ یہ یہودی فریب کار شیعان علی کے لیے افکار گھڑتا تھا۔ ان میں اور توراۃ کی آیات میں ربط پیدا کرتا تھا تاکہ وہ مستند ہو جائیں۔ پھر ان میں مجوسی افکار بھی گڈ مڈ کر دیتا تھا جو اس وقت بلاد فارس میں پھیلے ہوئے تھے تاکہ یہ ایک ممتاز اور مستقل فلسفے کی شکل اختیار کر لے شیعان علی میں سبئیہ بہت مشہور ہوئے جنہوں نے دعویٰ کیا کہ اللہ کی روح کا ایک حصہ حضرت علی میں حلول کر گیا تھا جس کی بدولت آپ نے عظیم باب خیبر اکھاڑ ڈالا اور اسے اپنے ہاتھ میں ڈھال کے طور پر استعمال کیا۔ پھر وہ اس سے بھی آگے بڑھے اور کہنے لگے۔ علی خود خدا ہے۔ وہ دلیل یہ دیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں ظاہر کے ساتھ حکم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نیتوں کا حال جانتا ہے" اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصاً مشرکین کے ساتھ قتال کیا، کیونکہ شرک کفر ظاہر ہے اور حضرت علی کو منافقین کے ساتھ جنگ کے لیے مختص کیا، کیونکہ نفاق ایک خفیہ معاملہ ہے تو حدیث کی رو سے ثابت ہوا کہ وہ (علی) اللہ ہے۔ اس کی مزید تصریح اس بات سے ہوتی ہے کہ وہ علی کو مخاطب کر کے کہتے: "يَا عَلِيُّ اَنْتَ هُوَ" اے علی تو وہ ہے۔ آپ نے پوچھا "وہ کون؟" کہنے لگے "تو اللہ ہے" آپ نے اس پر سخت غیظ و غضب کا اظہار فرمایا اور آپ نے زمین میں گڑھے کھدوائے جن میں آگ جلائی گئی اور پھر اپنے خادم قنبر کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو اس میں جلا ڈالے۔ وہ آگ میں جلتے ہوئے کہتے جاتے "اب ہم پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ تو اللہ ہے۔ کیونکہ اللہ کے سوا کوئی آگ کا عذاب نہیں دیتا۔"

كتب سیر؁ فقه اور حدیث میں یہ قصہ مشهور هے۔ اسی قسم کی ایک روایت امام بخاری نے صحیح بخاری میں ابن عباسؓ سے نقل کی هے جو ہم اس کتاب کے پہلے باب کی تیسری فصل میں ذکر کر آئے ہیں۔

(یہاں پر شیعہ فرقوں پر بحث نظر انداز کر دی گئی هے ص ۱۳۵ تا ۱۳۹)

۸۸۔ انیسویں اور بیسویں صدی عیسوی کے اُن فرقوں کا حال

جو اسلام سے خارج ہیں یا جو اپنی نسبت

غلط طور پر اسلام سے کرتے ہیں

یہ امر کسی صاحب عقل سے مخفی نہیں کہ عصر حاضر کے ان مشہور فرقوں کی تخلیق میں یہود کا کتنا بڑا حصہ ہے جو اسلام اور مسلمانوں سے دور ہو گئے یا جو اپنی نسبت کسی سیاسی اغراض کے لیے مسلمانوں سے کرنے پر مجبور ہیں۔ وہ فرقے یا خود ساختہ مذاہب درج ذیل ہیں:-

۱۔ بابی اور بہائی، ایران میں،

۲۔ قادیانی، پاک و ہند میں

بابی مذہب کیا ہے؟ ایک خاکہ

۰۔ بابی مذہب ۱۲۶۰ھ میں ایران میں ظاہر ہوا۔ مرزا علی محمد نے جس کا لقب 'باب' تھا، یہ دعویٰ

کیا کہ وہ نیا نبی ہے اور اس کی کتاب الہیان نے قرآن کو منسوخ کر دیا ہے۔

۰۔ باب مذکور کی معشوقہ جس کا لقب قرۃ العین تھا، نوجوانوں سے آزادانہ جنسی تعلقات (جنسی

اباحت) کے ذریعے بابی مذہب پھیلانے میں ممد و معاون تھی۔

۰۔ فری میسنز نے ایرانی یہودیوں کو یہ ہدایت دی کہ وہ اس نئی دعوت کی مالی اور جانی امداد

کریں۔

لہذا سینکڑوں یہودی اس نئے مذہب میں داخل ہو گئے۔

• - رُوس میں انقلاب کمیونزم کے نتیجے میں زاروں کی بادشاہت کے خاتمے کے بعد جو دستاویزات

یا شاہی فرامین ملے اُن سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا علی محمد اور اس کے اعوان و انصار طہران میں روسی سفارت خانے کی معرفت ماہوار مشاہرے شاہی خزانے سے وصول کرتے تھے۔

• - منوچہر خان جو مرزا کا مشہور شیدائی اور معاون تھا رُوسی سفارت خانے کا ملازم تھا۔ بظاہر

اسلام کا دعویٰ کرتا تھا اور علماء جیسے لباس زیب تن کرتا تھا ، اپنے آپ کو شیخ عیسیٰ کہا کرتا

تھا۔ ۱۸۴۹ء میں اس کے مذہبی پیشوا باب کو پھانسی کا حکم ہو جانے کے بعد اس شخص کی

باب کو لوگوں کی نظروں سے مستور رکھنے میں کافی حصہ تھا۔

— البیان کی چند آیات

"قل ان یا اولی الہدی (کذا) بہدای تہتدون ثم انتم بالخلال والسواک بعد ما تفرغون من رزقکم افواہکم تنظفون ، ثم تترقدون (کذا) ثم وجوہکم وایدیکم من الکف تغسلون ، ان تریدون ان تصلون (کذا)"

ترجمہ : کہہ دو کہ اے ہدایت یافتہ لوگو! (کذا) میری ہدایت و رہنمائی کے ساتھ ہی تم کامیاب و کامران ہو گے پھر تم کھانا کھانے کے بعد مسواک اور خلال سے اپنے منہ اور دانت صاف کرتے ہو، پھر تم سو جاتے ہو (کذا) پھر اگر تمہیں نماز پڑھنی ہوتی ہے تو پہلے اپنے چہرے اور ہاتھ کہنیوں تک دھوتے ہو (کذا)۔

— بہائی مذہب ایک خاکہ

بہائی مذہب کا مولد بھی مجوس و یہود کا موطن (ایران) ہے۔ اس کا داعی میرزا حسین علی مازندرانی النوری تھا اس کا لقب بہاء اللہ تھا۔ وہ اپنے آپ کو مسیح منتظر کہتا تھا۔ وہ ۱۳۰۹ھ میں مطابق ۱۸۹۲ء میں مرا۔

اس کی کتاب 'الاقدس' کی چند آیات

"انا ما دخلنا المدارس، وما طالعنا المباحث - اسمعوا ما يدعوکم به هذا الامی الی اللہ الابدی انه خیر لکم مما کنز فی الارض لو انتم تفقہون "

"ہم نہ مدارس میں داخل ہوئے اور نہ مباحث کا مطالعہ کیا۔ اس اُمی کی پکار سنو جو ابدی اللہ کی طرف بلاتا ہے۔ یہ تمہارے زمین کے جمع کردہ خزانوں سے بہتر ہے اگر تم کچھ سمجھ بوجھ رکھتے ہو"

• - اس فرقے کے شعار ان کے یہ اقوال ہیں، صلیب توڑ دی گئی، خنزیر مر گیا اور سلام عام ہوا

• - اس مذہب کی تعلیمات :

۱۔ اُولی الامر کی اطاعت کی دعوت خواہ وہ استعمار کا نمائندہ ہو۔

۲۔ وحدتِ مذاہب کی دعوت اور یہود و نصاریٰ اور مجوس و مسلمین کے درمیان اخوت کی

دعوت ۔

۳۔ جنسی اباحت کی دعوت ۔

۴۔ فلسطین میں اسرائیلی حکومت کے قیام کی خوشخبری۔

وہ اپنے عبادت خانوں کو مشارق اذکار کہتے ہیں اور ان کا کعبہ مقبوضہ فلسطین کا ایک مقام عکہ

ہے۔

۰۔ — بہائیوں نے پہلی عالمگیر جنگ میں انگریزوں کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ انہوں نے

عثمانی افواج میں پانچویں کالم کا کردار ادا کیا جس پر انگریزوں نے اس کے خلیفہٗ اوّل عباس آفندی

کو جس کا لقب عبدالبہاء تھا، وکٹوریہ کراس دیا۔ جب ۱۹۱۸ء میں بہائیوں نے فلسطین پر قبضے کے

لیے انگریزوں کا ساتھ دیا۔

۰۔ — قرآن کریم کی چند آیات کی انہوں نے باطنی تاویل کی ہے :

۰۔ — إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (جب سورج لپیٹ دیا جائے گا) : یعنی جب شریعتِ اسلامیہ کا

دور ختم ہوا ۔

۰۔ — إِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ (جب پہاڑ چلائے جائیں گے) : یعنی جب جدید قوانین ظاہر ہوئے۔

۰۔ — إِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (جب صحیفے پھیلا کر رکھ دیئے جائیں گے) : یعنی جب اخبار اور رسالے

شائع ہوتے ۔

• - إِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ (اور جب وحوش اکٹھے کیے جائیں گے) : جب چڑیا گھر معرضِ وجود میں آگئے۔

• - إِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ (جب نفوس کو جوڑا جوڑا بنا دیا جائے گا) : یعنی جب یہود و نصاریٰ۔

اور مسلمان و مجوس ایک دینِ واحد یعنی دینِ بہائی پر جمع ہوتے۔

قادیانیت : ایک خاکہ

قائد تحریک اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی نے اردو میں ایک کتاب لکھی ہے ”مسئلہ قادیانیت“ جس کا ترجمہ الاستاذ خلیل الحامدی معتمد دارالعروبہ للدعوة الاسلامیہ منصورہ لاہور نے عربی میں کیا ہے، فاضل مترجم اس کے مقدمہ میں لکھتے ہیں :

”حمد وثنا کے بعد - پاک و ہند کے مسلمان بیسویں صدی کے آغاز سے ایک ایسی ابتلاء میں مبتلا ہوئے جو بظاہر مذہب کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھی لیکن اس کی روح سیاسی تھی - مرور ایام کے ساتھ اس کے عواقب و خطرات بڑھتے ہی گئے - اور وہ ہے قادیانی فرقہ - بالفاظ دیگر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف استعمار کی ایک ناپاک سازش -

قادیانیت کیا ہے ؟ اس کا مختصر خاکہ درج ذیل ہے :-

• — مرزا غلام احمد بن مرزا غلام مرتضیٰ ۱۸۳۹ء میں ہندوستان کے قصبے قادیان میں ایک ایسے

گھرانے میں پیدا ہوا جو انگریز استعمار کی حمایت و نصرت میں کافی شہرت رکھتا تھا -

• — مرزا غلام احمد نے ۱۸۸۴ء میں یہ دعویٰ کیا کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامات ہوتے

ہیں اور اسے اعتراف تھا کہ وہ کئی امراض جیسے ہسٹیریا، سل اور سلسل البول میں مبتلا تھا اور اس کا حافظہ بھی کمزور تھا -

• — ۱۸۸۹ء میں اس نے مجدد عصر ہونے کا دعویٰ کیا اور مسلمانوں کو اپنی بیعت کی دعوت

عام دی -

• — ۱۸۹۱ء میں اس نے مسیح موعود اور مہدی منتظر ہونے کا دعویٰ کیا -

- - ۱۹۰۱ء میں اس نے دعویٰ کیا کہ وہ لوگوں کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہے ۔
- - ۱۹۰۴ء میں اس نے کرشن ہونے کا دعویٰ کیا جو ایک ہندو اوتار اور معبود ہے ۔
- - قادیانیت کو انگریز استعمار کی ہر طرح کی مالی اور معنوی امداد حاصل تھی اور ہندوؤں کی بھی تائید حاصل تھی جن کا سربراہ پنڈت جواہر لال نہرو تھا ۔

• قادیانیت جماعت احمدیہ کے نام سے موسوم ہے اور قادیانی اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں لیکن مسلمان انہیں قادیانی کہنے پر مصر ہیں۔

• قادیانی جماعت کے ارکان بالجملہ انگریزوں کے جاسوس تھے۔

• وہ ایک روزنامہ بھی شائع کرتے ہیں الفضل جو لوگوں کو مندرجہ ذیل باتوں پر اکساتا ہے۔

۱۔ جہاد کو موقوف کرنا اور انگریزوں کے ساتھ سلامتی سے رہنا۔

۲۔ لوگوں کو نئے مذہب میں داخل ہونے اور مسیح مرسل (متنبی کذاب) پر ایمان لانے کی

دعوت دینا۔

۳۔ مسلمانوں میں فتنے پھیلانا۔

• وہ جب مرزا غلام احمد کا نام لیتے ہیں تو علیہ السلام کہتے ہیں۔ اور اس کے ساتھیوں کو صحابہ

کہتے ہیں۔ اور ان کے ناموں پر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں اور اس کی بیوی کو ام المؤمنین کہتے ہیں اور

حج قادیان جاکر کرتے ہیں سنہ ۱۹۰۸ء میں اس کے () بیضہ سے مرنے کے بعد وہ اپنے جھوٹے نبی

کی قبر کی زیارت کرتے ہیں جیسے مسلمان رسول اللہ کے روضے کی زیارت کرتے ہیں۔ ان کا دعویٰ

ہے کہ سورہ اسراء میں مسجد اقصیٰ سے مراد مسجد قادیان ہے نہ کہ فلسطین کی مسجد مبارک ۔

• غلام احمد کے بیضے سے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بشیر الدین محمود خلیفہ بنا۔ اس کے بعد مرزا

ناصر احمد ابن بشیر الدین جانشین ہوا جو اب تک ہے۔

• قادیانی اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور اپنے سوا باقی سب کو کافر کہتے ہیں۔ حکومت میں

بڑے بڑے مناصب پر فائز ہونے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔

• وہ اپنی دعوت دنیا کے طول و عرض میں پھیلانے میں کوشاں ہیں۔ تقریباً تمام دنیا میں ان کے

تبلیغی مراکز قائم ہیں خصوصاً افریقہ، یورپ اور اسرائیل میں۔

• شاعرِ ایشیا شاعرِ پاکستان بلکہ شاعرِ اسلام علامہ محمد اقبالؒ اور ہندو پاک کے دیگر علماء کا ان کے

مقابلے اور انہیں پاکستا

اس دین سے خارج فرقہ

میں مارشل لاء لگا۔

مقابلے اور انہیں پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں کافی حصہ ہے۔ اس دین سے خارج فرقے کے مقابلے میں ہزاروں مسلمان شہید اور زخمی ہوئے جب پنجاب میں مارشل لاء لگا۔

۱۔ ”قادیانی مسئلہ“ کے مؤلف کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا تھا، پھر اسے بدل کر چودہ سال قید با مشقت دی گئی۔

اسلام میں سب سے پہلے اور مابعد کے سیاسی فتنوں کے

پسِ پشتِ یہود تھے

۸۷۰ - اسلام میں خلیفہ اول کے خلاف بغاوت میں یہود کا ہاتھ تھا۔

۸۸۰ - اسلام میں آخری خلیفہ کے زوال کا سبب یہود تھے۔

۸۹۰ - اسلام میں پہلے سیاسی فتنے کے پسِ پشتِ یہود تھے۔

۹۰۰ - اسلام کے خلاف سازش میں یہود و مجوس شریک تھے۔

۹۱۰ - یہودِ اسلام سے باغی فرقوں کو بہکاتے رہے۔

۹۲۰ - تاریخ شاہد ہے، اور اللہ بہترین گواہ ہے۔

۹۳۰ - اُمید کی کرن اور عمل کی تحریک۔

۸۷ خلیفہ اول کے خلاف بغاوت میں یہود کا ہاتھ تھا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے فوراً بعد حضرت ابوبکر صدیق کے عہد میں دینی ارتداد کے خلاف لڑی جانے والی جنگوں کی تھکن ابھی مسلمان دور کرنے نہ پائے تھے کہ وہ اپنی نوعیت کی پہلی آزمائش میں مبتلا ہو گئے اور وہ تھی خلیفہ ثانی حضرت عمر ابن الخطاب کی ۲۴ھ میں شہادت۔ یہ ایک سازش کا نتیجہ تھی جسے حاسد یہود و نصاریٰ نے مل کر تیار کیا تھا اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے ابو لولؤء فیروز مجوسی کی خدمات اُجرت پر حاصل کی گئی تھیں۔

یہودیوں نے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو ختم کرنے کی کئی بار کوشش کی تھی ایک دفعہ آپ ایک مکان کی دیوار کے زیرِ سایہ آرام فرما رہے تھے کہ انہوں نے اوپر سے بھاری پتھر آپ پر گرانے کا منصوبہ بنایا۔ (لیکن آپ کو بروقت اللہ نے باخبر کر دیا۔ آپ وہاں سے اُٹھ گئے مترجم) ایک دوسرے موقع پر انہوں نے آپ کی یہودی پڑوسن کے ذریعے آپ کو بکرے کے پکے ہوئے پائے ہدیہ کیے جن میں زہر ملا یا گیا تھا۔ یہ سب باتیں کتبِ سیر میں موجود ہیں۔

یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا خاتمہ کرنے میں تو ناکام رہے لیکن آپ کے صحابی حضرت عمر کو دھوکے سے قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے جبکہ ابھی اسلامی سلطنت کو قائم ہوئے ربع صدی بھی نہیں گزری تھی۔ یہ اسلامی سلطنت کے سربراہ کا سب سے پہلا قتل تھا۔ پھر تو دینی اور سیاسی قتل ایک معمول بن گیا جو آج تک جاری ہے۔ قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اس قتل کا منصوبہ بنانے والوں کا سرغنہ مکار یہودی کعب بن الاحبار تھا جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ خلیفہ عمر کے قتل کا اشارہ توراۃ میں موجود ہے لیکن حضرت عمر نے اس کے دعوے کو کبھی کوئی اہمیت نہ دی جب یہ سانحہ رونما ہوا تو کعب آپ کے پاس بڑے حزن و ملال کے عالم میں آیا اور کہا کیا میں نے آپ کو بتایا نہ تھا کہ محتاط رہیں؟

اس طرء اسلامى سلطنت كے سربراہ كے قتل كے ءرم ميں تين طاقتيں (يهودى، صليبي؁ مءوسى) شريك تهيں۔ پهر خليفه سوم ءضرت عثمان بن عفان ان كے تير ستم كا نشانہ بنے اور اس كے بعد خليفه ءهارم

حضرت علی بن ابی طالبؓ اور پھر خلفاء کا قتل ایک معمول بن گیا، جو ایک خفیہ طاقت کا کرشمہ تھا جس کا مرکز جزیرۃ العرب کے قریب یمن میں تھا۔ اور کعب کا مکر و حیلہ، مکر و فریب کی ایک ضرب المثل بن گیا اور وہ مدرسہ بھی جس میں اس کے حواری مکر و فریب کی تعلیم پاتے تھے۔ پہلے منصوبے بناتے پھر قتل کرتے، پھر مقتول کے جنازے پر روتے بیٹھے۔

۸۸۔ اسلام کے آخری خلیفہ کے زوال کا سبب یہود تھے

حضرت عمرؓ بن الخطاب کی شہادت کے بعد بھی قتل کی وارداتیں جاری رہیں۔ ریشہ دوانیاں اور فتنے بڑھ گئے۔ انقلابات اور سرکشی اور عصیان میں اضافہ ہو گیا۔ ایک خلیفہ کی جگہ دوسرا خلیفہ، ایک خانوادے کی جگہ دوسرا خانوادہ اور ایک نظام کی جگہ دوسرا نظام اور عہد کی جگہ دوسرا عہد لانے کے لیے علانیہ اور خفیہ کوششیں ہونے لگیں۔ اس طرح خلفائے راشدین کا دور گزرا۔ اموی خلفاء کا دور آیا، پھر عباسیوں کا دور ختم ہوا تو فاطمی خلفاء تخت خلافت پر بیٹھے، پھر ممالیک آئے اور سب سے آخر میں تاریخ نے عثمانیوں کے لیے تختِ سلطنت بچھایا اور اللہ کے حکم سے یہ خانوادہ صدیوں سے زیادہ حکمران رہا۔ صلیبی ممالک کو انہوں نے زیر کیا اور اسلام کی فتح کا جھنڈا یورپ کے وسط میں (ویانا) کے دروازوں پر دستک دینے لگا اور اس کے حکام اور اقوام سے جزیہ طلب کرنے لگا۔ یہ خفیہ طاقت جو اسلام سے تعصب رکھتی تھی اس کامیابی پر سخت حیران و پریشان ہوئی تو اُس نے صلیبی ممالک، اسلام سے باغی اُمّتوں اور باطنی فرقوں کے ساتھ مل کر اس خاندان کو تخت خلافت سے ہٹانے اور اس کی شہنشاہی کو ختم کرنے کے لیے کوشش کی۔

آخر کار یہ خفیہ طاقت بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں تاریخ اسلام کی سب سے بڑی سازش تیار کرنے اور اس کی زندگی میں سب سے بڑا انقلاب لانے میں کامیاب ہو گئی ۱۹۰۸ء میں اس نے سلطان عبدالحمید ثانی رحمہ اللہ کو خلافت سے محروم کر دیا۔ اور پھر ۱۹۲۴ء میں تاریخ میں پہلی مرتبہ نظام خلافت کی بساط ہی لپیٹ کر رکھ دی۔

اور اس طرء یہودی متواتر ۱۴ صدیوں سے ، شہادتِ عثمان کے فتنہ کُبریٰ سے لے کر

آخری عثمانی خلیفہ کی معزولی تک خلافت کو ختم کر کے اور خلفاء کو قتل کر کے دین اسلام کو مٹانے اور اہل اسلام کو جبراً مرتد بنانے پر اُدھار کھائے بیٹھے ہیں اور درحقیقت وہ اپنے ان مذموم مقاصد کے حصول میں کافی حد تک کامیاب رہے ہیں لیکن بنور مکمل کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ ان کے مکر و فریب کے پردے چاک کرنے والا ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے لیے نظام خلافت کی تنسیخ اور اس کی جگہ حکم اور تعلیم کے میدان میں لادینی نظام کی ترویج خلافت عباسیہ پر تاتاریوں کی یلغار اور ان کے دارالحکومت بغداد کی تباہی سے بھی زیادہ بُرا سانحہ ہے۔ اس وقت مسلمان ساڑھے تین سال تک بغیر خلیفہ اور امام کے رہے لیکن جلد ہی وہ اپنی تباہی و بربادی سے اُٹھے اور اپنی شان و شوکت اور نظام حکومت دوبارہ قائم کر لی۔ اس وقت یہ حال ہے کہ مسلمان ۷۰ برس سے گہری نیند میں غرق ہیں، مدہوش ہیں، نہ خود بیدار ہوتے ہیں اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی ان کو جگا دے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

سالونیکا میں آباد یہودیوں کے لیے عثمانی انقلاب ایک عظیم کامیابی کی حیثیت رکھتا تھا یہ وہی یہودی ہیں جو ۱۴۹۲ء میں اندلس کے مذبح خانوں سے نجات پانے کے لیے بھاگے تھے اور ترکی کے شہر سالونیکا میں پناہ گزین ہو گئے تھے۔ بظاہر اسلام بھی قبول کر لیا تھا۔ یہودی میسن جو جو اس وقت روما کی بلدیہ کا سربراہ تھا۔ اس انقلاب میں اس کا بڑا ہاتھ تھا اور اس کی پشت پر تمام دنیا کے فری میسنز تھے۔

جس دن سلطان عبدالحمید کی معزولی کی خبر تار برقی کے ذریعے دی گئی تو تمام عالم میں یہودی خوشی سے ناچنے لگے اور یورپ کے کلیساؤں میں گھنٹیاں بجائی گئیں اور لوگوں نے تین دن تک شراب کے جام لُنڈھائے اور گھی کے چراغ جلائے، یہ ان کے لیے بڑی خوشی و مسرت کا دن تھا۔

۸۹۔ اسلام میں پہلے سیاسی فتنے کے پسِ پشت یہود تھے

ءضرت عثمان ذوالنورینؓ داماد رسول الله صلی الله علیه وسلم كے عهد میں جس فتنه كبرى كى آك
بهڑكى وه مسلمانوں اور ان كے امام كے مابین پہلا سىاسى فتنه تھا جس نے سلطنت كى بنیادیں هلا كر
ركھ دیں اور

اس کی عمارت میں شگاف ڈال دیتے جیسا کہ دوست اور دشمن سب جانتے ہیں کہ یہ منافق یہودیوں کی کارستانی تھی۔

اس زمانے میں یمن مشرق میں یہودیوں کی خفیہ قوت کا مرکز تھا۔ انہوں نے عبداللہ بن سبا کو جس کا لقب ابی السوءاء تھا صنعاء سے مسلمانوں کے دارالخلافہ مدینہ منورہ قاصد بنا کر بھیجا تاکہ وہ اپنے مذموم مقاصد کو بروئے کار لائے جن کے نتائج و عواقب آج تک مسلمان بھگت رہے ہیں۔

منافق ابن سبا نے مدینے کے مسلمانوں میں فتنے کی آبیاری شروع کی اور لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف بلوہ کرنے پر اکسایا۔ یہ کہہ کر کہ انہوں نے اپنے منصب سے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے اور آپ پر اقرباء نوازی کا الزام لگایا۔ حضرت علیؓ کی خلافت کی دعوت دینے لگا کہ وہ خلافت کے اصل حقدار ہیں وصی رسول ہونے کی حیثیت سے جیسا کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے۔ توراۃ میں بھی اس پر نص موجود ہے۔ نیز حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے آپ سے پہلے منصب خلافت پر غاصبانہ اور ظالمانہ قبضہ کیا اور امانت اور وصیت کی خیانت کی۔ پھر وہ اپنے ان افکار کی مختلف شہروں میں تبلیغ کرنے لگا۔ وہ مدینہ، کوفہ، بصرہ، شام اور مصر میں گیا تاکہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملائے اور انہیں ایک نئی فجر کے طلوع توراۃ کی نبوت اور تائید ایزدی کی نوید سنائے جس سے حضرت علیؓ اور ان کی اولاد متمتع ہوگی حتیٰ کہ ۳۵ھ میں سانحہٴ عظیم رونما ہوا حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا گیا اور آپ کو قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔ کتب سیر و تاریخ میں اس سانحہ کی تفصیل موجود ہیں۔

تاریخ اسلام میں یہ پہلا سیاسی فتنہ تھا جس کے بعد مسلمانوں کو کئی فتنوں سے واسطے پڑے جن کے خطرناک نتائج آج تک ان کا پیچھا نہیں چھوڑ رہے۔ ظاہر ہے ان سب فتنوں کے پس پردہ یہودی مکر و فکر کا ہاتھ ہے جو ہر زمانے میں ایک نیا بہروپ بھر کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے رہے ہیں۔

۹۔ اسلام پر تسلط جمانے میں یہود مجوسیوں کے شریک تھے:

دعوت اسلام کے آغاز سے یہود کبھی مجوسیوں کے ساتھ اور کبھی نصاریٰ کے ساتھ مل کر لوگوں کو نئے دین سے متنفر کرنے اور اس سے پھیرنے میں لگے ہوئے ہیں مجوسیوں کے ساتھ یہودیوں کے تعاون

کی دو صورتیں ہیں اور یہ دو میدانوں میں ظاہر ہوا : اول - نظری صورت میں : عقیدے کے میدان میں دوم - عملی شکل میں : سیاسی میدان میں

عقیدے کے میدان میں یہود و مجوس نے مل کر جھوٹے عقیدے گھڑ کر نو مسلموں یا ان مسلمانوں میں جو وطن رسالت سے دُور تھے، پھیلانے اور ان طبقوں کے لوگوں کے دل شیعانِ علی کی دعوت کی طرف مائل کیے اور جمہور صحابہ اور مسلمانوں کے خلاف ان میں حزبِ علی کی فکر کو مزین کر کے پیش کیا کہ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد اور آپ کے وصی ہیں جیسا کہ انبیاء بنی اسرائیل کے ہر نبی کا ایک وصی ہوتا تھا حضرت علی کو تائید الہی حاصل ہے جس نے آپ کا ساتھ دیا وہ نجات پا گیا اور جو آپ سے جدا ہوا وہ ہلاک ہوا۔ لہذا جو نجات کا خواباں ہے تو وہ آپ کی کشتی میں سوار ہو جائے اور جو پیچھے رہ گیا وہ غرق ہونے والوں میں سے ہوگا۔

کیونکہ مجوسی عربوں کے پڑوسی تھے اور ان سے حسد کرتے تھے لہذا وہ اسلام کو بدنام کرتے اور لوگوں کو اس کے قبول کرنے سے روکتے تھے کیونکہ اسلام نے بلاد فارس میں مجوسیوں کی جلتی ہوئی مقدس آگ کو بجھا دیا تھا۔ اور مسلمانوں نے کسریٰ کی سلطنت کو تہ و بالا کر دیا اور ان کی حکومت کو صفحہ ہستی سے ہمیشہ کے لیے مٹا دیا تھا جس دن حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی افواج قاہرہ نے بلاد فارس کو زیرِ نگیں کر لیا تھا اور اُن کے ناقابلِ تسخیر قلعوں پر فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے تھے اور اس کے میدانوں میں ان کے اسلحے اور لوہے کے ہتھیاروں سے مسلح گھوڑے دوڑ رہے تھے اور ان کے جابر بادشاہ کی افواج ہتھیار ڈال چکی تھیں اور ان کے خزانوں اور جواہرات سے لدے پھندے اونٹ مع قیدیوں اور مال و متاع کے فارس کے دارالحکومت مدائن سے مسلمانوں کے دارالخلافہ مدینہ منورہ کی طرف رواں دواں تھے۔

اب تو انہیں انتقام کا موقع ملا ہے اور یہود و مجوس کے مصالح مشترک ہیں۔ ان کا نصب العین اور منزل ایک ہے اور یہ کہ مسلمانوں کو ان کے دین سے برگشتہ کرنا۔ لہذا ہر راستہ اسی

ایک منزل کی طرف جاتا ہے خواہ وہ مجوس کا اپنی شکست خوردہ سلطنت و حکومت کا بدلہ لینا ہو یا یہودیوں کا اپنی اس بے عزتی کا جس کا سامنا انہیں اس وقت کرنا پڑا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جزیرہ العرب سے ان کی کارستانیوں کی وجہ سے ہمیشہ کے لیے جلا وطن کر دیا تھا کہ یہ پھر وہاں لوٹ کر واپس نہ آسکیں۔

اس طرح طرفین میں اشتراک و تعاون کا تبادلہ ہوا جس کے نتیجے میں وہ نظریہ پیدا ہوا جو خفیہ خفیہ نمو پاتا رہا اور بڑھتا رہا یہاں تک کہ امت باہم متخاصم گروہوں اور فرقوں میں بٹ گئی۔ ہر گروہ اپنے تئیں خوش ہے۔ ہر فرقہ دوسرے فرقہ کو مورد لعن طعن قرار دیتا ہے، ایک دوسرے کے مہدی کو جھٹلاتا ہے۔ ایک دوسرے کے پیشوا کی مذمت کرتا ہے۔ ایک دوسرے کے پیروکار کو کافر ٹھہراتا ہے اور ایک دوسرے کے اعوان و انصار سے لڑتا ہے اور سب فرقے اپنے آپ کو اسلام سے منسوب کرتے ہیں جو غلط اور بہتان ہے۔ حق تو یہ ہے کہ انہیں اپنی نسبت اپنی اصل کی طرف کرنی چاہیے جس سے وہ نکلے ہیں۔ انہیں اسلامودینہ یا اسلامجوسیہ کہلانا چاہیے، یہودیت اور مجوسیت کی طرف نسبت ہے جن سے وہ پیدا ہوئے، جن کی گود میں وہ پلے بڑھے۔ جو شخص ان فرقوں کے عقائد کا مطالعہ کرے گا اور یہودیت اور مجوسیت سے ان کا تقابل کرے گا اسے ایک لمحہ بھر ادنیٰ شائبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ دونوں فرقوں کا خمیر نجس مٹی سے اٹھایا گیا ہے ۱۷

۹۱۔ یہود اسلام سے باغی فرقوں کو بھڑکاتے رہے ہیں

۱۸۸۲ء میں فرانس میں منعقد ہونے والی فری میسنز کی کانفرنس میں یہ سفارشات پیش کی گئیں:

”اگر فری میسنز غیر لوگوں کے اشتراک سے کوئی جماعت بنائیں تو انہیں چاہیے کہ اس جمعیت کا انصرام و انتظام غیر فری میسنز کے ہاتھ میں نہ دیں بلکہ اس کے مرکزی عہدے

۱۷ آگے صفحہ ۱۵۳ سے ۱۵۸ تک چھوڑ دیا گیا ہے۔

وہ اپنے ہاتھ میں رکھیں اور جیسے انہیں مرکز سے ہدایت ملے اس کے مطابق اس کا انتظام چلائیں
 ۱۔“

۱۸۸۹ء میں فری میسنری کی کانفرنس میں درج ذیل قرار داد پاس ہوئی :- ”فری میسنز کو چاہیے کہ وہ دینی جمعیتوں میں گھس جائیں بلکہ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اس قسم کی دینی جمعیتیں خود قائم کریں جو حقیقی دینی روح سے عاری ہوں بس بظاہر دینی جماعتیں ہوں ۲۔“

سنہ ۱۹۰۰ء کی عالمی فری میسنز کی کانفرنس کی روداد میں لکھا ہے : ”ہم صرف متدین اور دیندار لوگوں اور ان کے عبادت خانوں پر غلبہ حاصل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ ہمارا بنیادی مقصد مذہب کا سرے سے وجود ہی مٹا دینا ہے ۳۔“

عصر حاضر کی اس عالمی یہودی تنظیم کے گرگوں کے متعین کردہ اغراض و مقاصد پر ایک نظر ڈالنے سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ اغراض و مقاصد بعینہ وہی ہیں جو اس سے قبل ان کے اسلاف اور تلمود نے متعین کیے ہیں اس سے یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ زمانہ قدیم سے لے کر آج تک اسلام سے باغی فرقوں کی تخلیق کے یہود کس حد تک ذمہ دار ہیں۔ زمانہ قدیم میں باطنی فرقوں اور عصر حاضر میں بابی بھائی اور قادیانی مذاہب کی تخلیق اور ان کی تبلیغ و اشاعت میں یہود کو بڑا دخل حاصل ہے ۔

ان فرقوں کے عقائد باطلہ ، سرگرمیاں اور ان کے سرغنوں کی کارگزاریاں سامنے لانے سے ہمارا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ ان کا معاملہ بڑا سنگین اور سنجیدگی سے غور طلب ہے ۔ ان کی سیادت و قیادت

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو : اسرار الماسونیتہ از جنرل جواد رفعت (ترکی)

۲۔ ، ۳۔ ملاحظہ ہو ترکی مسلمان جنرل جواد رفعت اتلھان کی کتاب ”فری میسنز کے اسرار“

ہمارے لیے شرعظیم ہے ۷۱

۹۲۔ تاریخ گواہ ہے ... اور اللہ سب سے بہتر گواہ ہے

تاریخ اسلام کا اگر مطالعہ کیا جائے تو انسان فتنوں اور سازشوں کی کثرت دیکھ کر حیران و پریشان رہ جاتا ہے جو یہود اور اس جیسے دیگر فرقوں اسماعیلیہ و باطنیہ یا اسلام نما نے اُمتِ مسلمہ کے خلاف تیار کیں خصوصاً قرامطہ زنگیوں، تاتاریوں، اسماعیلیوں، نصیریوں اور صلیبیوں کے ہاتھوں مسلمانوں اور اسلامی ممالک کو جیسے جیسے سازشوں، بغاوتوں اور فتنوں کا سامنا کرنا پڑا کہ مسلمان علماء نے باطنیہ فرقوں کی افواج میں ملازمت کو خواہ چوکیدار کی حیثیت سے ہی ہو کفر قرار دیا ہے ۷۲

یہی اقوام تھیں جو ایک حج کے موقع پر مکہ میں در آئی تھیں اور ہزاروں حجاج کو تہ تیغ کر دیا تھا اور حجر اسود کو خانہ کعبہ سے اکھاڑ کر بحرین لے گئے تھے جو ان دنوں ان اقوام کا گڑھ تھا۔ انہی اقوام نے بصرہ کے علاوہ کئی عراقی شہر اور بستیوں کو جلایا، مسمار کیا اور لُٹا تھا۔ انہی لوگوں نے شام کے کئی شہروں اور قلعوں پر صلیبی قبضے میں مدد کی اور انہیں بیت المقدس کے دروازوں تک لے آئے۔

یہی لوگ تھے جنہوں نے آخری عباسی خلیفہ کے ساتھ غداری کی اور ہلاکو خاں تاتاری کے ہاتھ پر سقوط بغداد اور اسلامی تہذیب و تمدن کی تباہی کا باعث بنے جو سات صدیوں سے دیگر اقوام کے لیے منارۂ روشنی کا کام دے رہی تھی۔ ان کا سرغنہ ابوطالب مؤید الدین محمد بن العلقمی وزیر تھا جس نے تاتاریوں کے ساتھ ساز باز کر کے بغیر لڑے بھڑے حیلے اور دھوکے سے بغداد ان کے حوالے کر دیا۔ کہتے ہیں ادھر خلیفہ مذاکرات صلح کی غرض سے اپنے اعیان سلطنت، سپہ سالاروں سمیت

شاہی لباس زیب تن کیے ، بغداد کے دروازوں کے باہر خیمہ زن ہلاکو خاں کے خیمہ میں داخل ہوا اور
ادھر ہلاکو خاں کے وحشی لشکر

۱۷ آگے دو پیرے چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ ۲۷ ملاحظہ ہوں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ

بغداد میں گھس گئے اور اسے تاخت و تاراج کیا کہ تاریخ میں اس کی مثال ملنا مشکل ہے بغداد کی گلیاں کئی دن تک خون کی ندیاں بنی رہیں اور متعفن لاشوں کی وبا شام تک پھیل گئی عالی شان عمارات سے شعلے بلند ہوتے رہے اور دجلہ و فرات ایک طرف تو خون مسلم سے رنگین ہو گئے اور دوسری طرف بغداد کے عظیم کتب خانوں کی بیش قیمت کتابوں سے پُر ہو گیا جو جاہل تاتاریوں نے دریا بُرد کر دی تھیں۔ تخت خلافت خلیفہ سے خالی ہو گیا، اور مسلمان بغیر امام کے یتیم ہو کر رہ گئے۔ مؤرخین نے مسلمانوں کا بغیر امام کے رہ جانے کو سانحہ اعظم قرار دیا ہے بہ نسبت اس دنیاوی ابتلاء و مصائب کے جس کی نذر ان کے جان و مال اور تہذیب و تمدن تک ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد مسلمانوں کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ مسلمان تین سال تک بغیر امام کے رہے یہ منصب امامت عظمیٰ فرض لازم ہے جس کے بغیر مسلمانوں کے دین اور حکومت کا کوئی اعتبار نہیں، تین سال تک بغیر امام کے رہے مسلمانوں کے لیے یہ عظیم سانحہ تھا کہ خطیب نے جمعہ کے خطبے میں یہ دعا کی ”اے اللہ ہمیں اس مصیبت سے نجات دے جس میں اسلام اور اہل اسلام اس سے پہلے کبھی مبتلا نہیں ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ“ لہ

ابن علقمی کی غداری کا صلہ ہلاکو خاں نے یہ دیا کہ اسے اپنا وزیر بنا لیا۔ اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا فضل بن محمد بن علقمی وزیر بنا جو باپ سے بھی بازی لے گیا اور مسلمانوں پر تاتاریوں سے بھی زیادہ سخت گیر واقع ہوا، پھر تاتاریوں نے بغداد کا انتظام و انصرام آل جوینی کی مدد سے چلانا شروع کیا جو مسلمانوں کے لیے تیغ برے نیام ثابت ہوئے۔

بہر حال سقوط بغداد کی قیامت صغریٰ بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں سقوط خلافت کے مقابلے میں کچھ نہیں، کیونکہ پہلی مصیبت سے تو مسلمانوں نے چند سالوں میں ہی چھٹکارا حاصل کر لیا تھا۔ لیکن دوسری ضرب اتنی شدید ہے کہ ۷۰ برس گزر جانے کے باوجود مسلمانوں کے زخم مندمل نہیں ہو سکے

عثمانی سلطنت کے حصے بخرے ہو چکے ہیں۔ ہر حصہ مزید چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بٹ گیا ہے۔ نتیجہً اُمّتِ مسلمہ خود جغرافیائی حدود کی پابند ہو کر مختلف نسل پرست اقوام، قبائل اور سیاسی گروہوں اور مذہبی فرقوں میں بٹ کر رہ گئی ہے جو باہم متخاصم ہیں اور صرف اس بات پر متفق ہیں کہ وہ کسی بات پر آپس میں اتفاق نہیں کریں گے۔ اس تشّت و انتشار کے مرض سے افاقے کی کیسے اُمید کی جاسکتی ہے۔ خصوصاً ۱۹۶۷ء اور پھر ۱۹۷۳ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد تو یہ اُمّت مزید افتراق و تشّت کا شکار ہو گئی ہے اور روز بہ روز رُوبہ زوال ہے۔ لبنان سے لے کر جولان، حوران اور سیناء تک، یہ سب یہود اور اُن کے عزیز و اقارب مجوس کی مہربانیوں کا نتیجہ ہے۔

لیکن مستقبل قریب میں سب سے بڑی آفت اس وقت رُونما ہوگی جب مثلث کے اضلاع باہم مل جائیں گے اور ان کے سربراہ ایران و حبشہ اور مقبوضہ فلسطین میں اپنا مستقر بنالیں گے اور مسیحا ظاہر ہوگا تو سونا آگ بن جائے گا اور ہر رطب و یابس کو جلا ڈالے گا اور آسمان اس کے سیاہ اور گہرے بادلوں میں چھپ جائے گا اور زمین گھٹیا لوگوں کے بوجھ سے چیخ اُٹھے گی تو اے خفیہ قوت ابنِ علقمی کی اولاد، ابن ابی السودار کے شاگردو، اے بیسویں صدی کے قرامطہ! اے افاعی کے بیٹو! خوشیاں ہرگز نہ مناؤ کہ یہ تمہارے لیے عید کا دن ہوگا۔ اور اُس وقت سونے والا (مسلمان) نیند سے بیدار ہوگا تو دیکھے گا کہ اسرائیل کی حکومت نیل سے لے کر فرات تک پھیل گئی ہے۔ نیز یہ کہ اولادِ محمّدیہ نے شریعتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منسوخ کر دیا ہے اور اس کی جگہ آلِ داؤد و سلیمان علیہما السلام کی شریعت قائم کر دی ہے اور کسی کی مجال نہیں کہ ان سے اس کی دلیل طلب کرے۔

جس روز مشرق کی طرف سے اولادِ مجوس اور مغرب کی طرف سے افاعی کی اولادیں مسلمانوں پر حملہ آور ہوں گی اور موسیٰ کے اَشْقِیاء ایسا کاٹیں گے کہ اس کے درد سے وہ افاقہ نہیں پائیں گے

جب تک اللہ نہ چاہے۔ اس روز عرب رونا بند کر دے گا جیسا کہ یہود کا دعویٰ ہے اور ایران و حبشہ کے سوا کسی اُمت سے یہود کی مساعدت نہ کرنے کا کوئی عذر قبول نہ کیا جائے گا۔

۹۳۔ اُمید کی کرن اور عمل

جو چیز انسان کے دل میں پیدا نگہبان ہے جس سے زمین و آسمان اللہ کی شان دیکھے کہ جس عثمانی پیش آیا اسی سال عثمانی خلافت کا تک قائم رہی جس نے اسلام اور اسلام کا علم لہرایا۔ یہ سب کچھ عثمانی اسی طرح جب خلافت پر دعوتِ اسلامیہ حسن البناء پیدا ہو خلافتِ اسلامیہ کے قیام پر اکسایا بٹھانے کی دعوت دی۔ آپ کی عام حاصل ہوا۔ پھر یہ تحریک بھی بیرونی سازشوں کا نشانہ بنی تو تحریک کے قافلے جامِ شہادت نوش کر گئے لیکن یہ تحریک ان قربانیوں ہی گئی۔ اور ان شہداء کی جگہ نئے اور عزم و ہمت سے بھرپور جنہو شہادت کا راستہ اختیار کریں گے یہ تحریک ایسی چلی پھیلی کہ انڈونیشیا، پاک و ہند، ترکی کے رُکن بنے۔

۹۳۔ اُمید کی کرن اور عمل کی تحریک

جو چیز انسان کے دل میں اُمید کی کرن اور عمل کا جذبہ پیدا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نگہبان ہے جس سے زمین و آسمان کی کوئی خفیہ چیز مخفی نہیں ہے۔

اللہ کی شان دیکھیے کہ جس سال یعنی ۶۵۶ھ میں ہلاکو خان تاتاری کے ہاتھوں سقوطِ بغداد کا سانحہ پیش آیا اسی سال عثمانی خلافت کا بانی عثمان بن ارطغرل پیدا ہوا۔ وہی عثمانی سلطنت جو ۷ صدیوں تک قائم رہی جس نے اسلام اور مسلمانوں کی بے عزتی کا بدلہ لیا۔ اور مشرق سے لے کر مغرب تک اسلام کا علم لہرایا۔ یہ سب کچھ علیم و خبیر کی تدبیر کا نتیجہ تھا۔

اسی طرح جب خلافت عثمانیہ کو زوال آیا تو بیسویں صدی میں اس کی نجات کے لیے امامِ دعوتِ اسلامیہ حسن البناء پیدا ہوئے جس نے مسلمانوں کو ان کی گہری نیند سے بیدار کیا اور دوبارہ خلافتِ اسلامیہ کے قیام پر اکسایا اور امامتِ عظمیٰ کی خالی کرسی پر کسی صائب الرائے اہل ہستی کو بٹھانے کی دعوت دی۔ آپ کی دعوتِ اسلامی کو نہ صرف عربوں میں بلکہ تمام عالمِ اسلام میں قبولِ عام حاصل ہوا۔ پھر یہ تحریک بھی حسبِ معمول استعمار اور صیہونیت اور اُن کے شرکاء کی اندرونی اور بیرونی سازشوں کا نشانہ بنی تو تحریک کے ارکان نے جان و مال کی پے بہ پے قربانیاں دیں اور قافلے کے قافلے جامِ شہادت نوش کر گئے اور آخر کار آپ خود بھی مقامِ شہادت پر فائز ہوئے۔

لیکن یہ تحریک ان قربانیوں کے باوجود ختم نہیں ہوئی بلکہ یہ چار دانگ عالم میں پھیلتی اور بڑھتی ہی گئی۔ اور ان شہداء کی جگہ نئے لوگوں نے لے لی۔ نیا خون، جوان خون، تقویٰ سے دمکتے چہرے اور عزم و ہمت سے بھرپور جنہوں نے اللہ سے یہ عہد کیا کہ وہ بھی اپنے پیشرو کے نقوشِ قدم پر چل کر شہادت کا راستہ اختیار کریں گے، یہاں تک کہ وہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوں۔

يه ءءريك ايسى پهلى پهولى كه كرّه ارض كے گوشے گوشے ميں اسلامى جماعتين قائم هوگئیں؁
افريقه؁ انڈونيشيا؁ پاك و هند؁ تركى اور يورپ و امريكه ميں اعلى تعليم يافءه اور چيده لوگ ان جماعتوں
كے ركن بنے -

اور اللہ تعالیٰ کا قول سچا ہے :

”أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا؟ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ“ ۱۷

”کیا وہ لوگ جو بُرے اعمال کرتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہم پر سبقت لے جائیں گے؟ کتنا بُرا ان کا فیصلہ ہے“

”كَتَبَ اللَّهُ لَا غَلِبَ إِلَّا أَنَا وَرُسُلِي إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ“ ۱۸

”اللہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ضرور وہ مجھے اور میرے قاصدوں کو غالب کرے گا، بے شک اللہ قوی اور غالب ہے“

”وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ“ ۱۹

”اللہ تعالیٰ اپنے کام پورے کرنے میں مکمل طور پر غالب ہے لیکن اکثر لوگوں کو اس بات کا شعور نہیں ہے“

۱۷ العنکبوت : ۴ ۱۸ المجادلہ : ۲۱ ۱۹ یوسف : ۲۱

فصل چہارم

عصر حاضر کی ارتداد کی تحریکوں کے پس پشت فری میسنز، کمیونزم

اور عیسائی مشنریاں ہیں

۹۴۰ — فری میسنری

۹۵۰ — کمیونزم

۹۶۰ — عیسائی مشنریاں

۹۷۰ — ان تباہ کن تنظیموں کے حکومت اور معاشرے پر

اثرات۔

۹۸۰ — ارتداد جدید کے سرچشمے اور شکست خوردہ گروہوں

اور جماعتوں کے ساتھ اس کا رابطہ۔

۹۴۔ فری میسنری

فری میسنری صہیونیت کی بیٹی ہے جس کی ماں توراۃ اور باپ تلمود ہے۔ یہ عصر حاضر کا یہودی حریت۔ کا اژدھا ہے کہ آج اگر موسیٰ کا عصا ہوتا تو ان سب سانپوں کو نگل جاتا لیکن یہ اژدھا سب قوموں کو عنقریب نگل جائے گا۔ مزید تفصیلات کے لیے سفر حزقیال کی ۲۹ ویں فصل ملاحظہ ہو۔

فری میسنری کی تشکیل اس تاریخی اجلاس میں ۱۸۹۷ء میں کی گئی جس میں دنیا کے بڑے بڑے یہودی فری میسن () شریک ہوئے اور اسے ایک سیاسی تنظیم بنانے اور ایسے شیطانی اسلوب پر چلانے کا عہد کیا کہ جس کا مقصد مسجد اقصیٰ کی بنیادوں پر پیکل سلیمانی کی تعمیر اور مملکت اسرائیل میں ”مسیحا منتظر“ کا استقبال تھا۔

فری میسنری اپنی نئی شکل میں عصر حاضر میں ہی ظاہر ہوئی۔ اس سے قبل یہ ”خفیہ طاقت“ کے نام سے بعثت اسلام کے وقت سے کام کر رہی ہے اور تمام خلافتوں اور اسلام سے خارج فرقوں کے نشو و نما پانے کے وقت سے سب زمانوں میں اس کی ہم عصر رہی ہے۔

جس طرح ”خفیہ طاقت“ نے خلافت عباسیہ کے دارالخلافہ بغداد کے سقوط پر ۶۵۶ھ میں خوشیاں منائی تھیں اسی طرح ۱۹۰۸ء میں فری میسنری نے عثمانی خلافت کے دارالخلافہ استنبول کے سقوط پر مسرت کے شادیانے بجائے تھے۔ تاریخ اسلام کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے زوال اور اس کے بعد جیسے پکے ہوئے توت کا پھل آندھی میں بکھر جائے اسی طرح اس کے چھوٹے چھوٹے صوبوں اور سلطنتوں میں بٹ جانے پر فری میسنری کی آنکھیں مسرت سے پھیل گئیں۔ وہ مسلمان لیڈروں کے دلوں کو حریت، اخوت، مساوات، قومیت، وطنیت اور آزادی جیسے خوشنما نعروں سے لبھا لیتے ہیں، عموماً آزاد خیال مسلمان جنہوں نے بچپن میں اُن کے قائم کردہ سکولوں، کالجوں میں تعلیم و تربیت حاصل کی، اور جن کی جوانی ان کی محفلوں اور مجالس میں اُٹھتے بیٹھتے گزری، ان

كرے پههلاءے هوءے ءال مے باسانی پهنس ءاآے هے؁ پهه ءب وه هولناك ءلف بهے اُٹها لےآے هے اور
طوق غلامے اهنے ءردنوں مے ڈال لےآے

ہیں تو اب اگر کوئی چاہے بھی تو اپنی جان خلاصی نہیں کرا سکتا۔ اگر کسی نے اس حلف کی خلاف ورزی کرنے کی کوشش کی تو وہ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ تو اس حلف کے بعد وہ اس تنظیم سے کسی صورت علیحدگی یا راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے۔ ان بد نصیبوں کے لیے جو اس تنظیم کے ایک مرتبہ باقاعدہ حلف اٹھا کر رکن بن جاتے ہیں۔ دو ہی راستے ہیں یا وہ اپنی تمام زندگی اسی میں ہو کر گزاریں بصورتِ دیگر موت اُن کا مقدر ہے یعنی اس سے انحراف موت کے مترادف ہے۔

اور کم علم کم عقل اور نچلے درجے کے لوگوں کے لیے جنہوں نے فری میسنری کے ہاتھوں بیعت نہیں کی ان کے مرتبے، عقل و فہم اور خواہشات کی مناسبت سے فری میسنری نے ایک اور جال تیار کر رکھا ہے اور وہ ہے کمیونزم بنت فری میسنری اور اس لعین کا زہر اس کی ماں کے زہر سے بھی زیادہ مہلک ہے جس کا ذکر انشاء اللہ اگلے عنوان کے تحت آئے گا۔

اگر دیکھا جائے تو فری میسنری تمام خفیہ تنظیموں میں سب سے قدیم ہے اگرچہ ”خفیہ قوت“ کی بدلی ہوئی دوسری صورت ہے جو بیس صدیوں سے یعنی آغازِ مسیحیت سے اندر ہی اندر اپنا کام کر رہی ہے۔ صیہونیت فری میسنری کو فکری غذا مہیا کرتی ہے اور اس کے ارکان وہ یہود ہیں جو فری میسنری کے مدارج میں سے ۳۰ سے اوپر مدارج طے کر چکے ہیں۔

اس تنظیم نے اپنے ہاتھ پاؤں اتنے پھیلا لیے کہ اب اس تنظیم کے دروازے مسلمانوں، مسیحیوں، مجوس، یہود اور مشرکین کے لیے یکساں کھلے ہوئے ہیں اور اس کی شاخیں دنیا کے تمام ممالک میں قائم ہیں اور وہ سیاست کا مرکز بنی ہوئی ہیں۔ جہاں بڑے اہم امور کے حتمی فیصلے کیے جاتے ہیں جہاں بادشاہوں اور ملکوں کے سربراہوں کے عزل و نصب اور زوال و بقا کے فیصلے ہوتے ہیں۔ جہاں تباہ کن سازشوں اور خفیہ تحریکوں، اجتماعی اور سیاسی انقلابات اور ہنگاموں کے منصوبے

بنائے ءاتے هے۔ لہذا یہ تنظیم سازشیں تیار کرنے اور انقلابات کے منصوبے بنانے کا مطبخ اور اخلاق کا مقبره هے۔

دنیا کے پیچیدہ اور اہم امور طے ہونے کی بدولت اس تنظیم کے ارکان ہر ملک کی خفیہ پولیس

(C. I. D) میں ملازم ہو کر تنظیم کے لیے جاسوسی اور اس کے اغراض و مقاصد کے لیے کام کرتے ہیں۔ اگر یہ تنظیم نہ ہوتی تو تمام دنیا سے دھتکارے ہوئے اور تمام حقیر قوموں سے بھی حقیر یہودی اپنی مقصد براری کے لیے دوسرے ادیان اور اقوام کے لوگوں کے شانہ بہ شانہ آزادی کے ساتھ کبھی بھی کام نہ کر سکتے۔

جب کوئی مسلمان اس تنظیم کے پُر فریب جال میں پھنس کر اس کا رکن بن جاتا ہے تو وہ دانستہ یا نادانستہ کفر کے گڑھے میں اور ارتداد کی دلدل میں گر پڑتا ہے۔ اللہ اس سے بچائے۔ اور پھر کفر و ارتداد کی دلدل میں نیچے ہی نیچے دھنستا چلا جاتا ہے۔

سب سے پہلے ان کے ذہن نشین یہ بات کرائی جاتی ہے کہ دین اللہ کے لیے ہے اور وطن سب کے لیے۔ پھر یہ کہ یہود و نصاریٰ اور مجوس و مسلمان انسانیت، وطنیت اور قومیت کی رُو سے بھائی بھائی ہیں۔ پھر اُن پر یہ انکشاف کیا جاتا ہے کہ اگر انبیاء اور گمراہ کرنے والے رسول نہ ہوتے تو لوگ ایک اُمت ہوتے۔ ان میں دین و مذہب کی کوئی تفریق نہ ہوتی۔ نہ شیخ ہوتے نہ پادری۔ پھر وہ اپنے مقاصد کی صراحت ان الفاظ میں کرتے ہیں ”ہماری غرض و غایت مذہب کا وجود مٹا دینا ہے“۔ اور مذہب سے ان کی مراد یہودی مذہب نہیں ہے۔ پھر یہ سبق پڑھاتے ہیں ”عنقریب اللہ کے سوا مقصود و مطلوب صرف انسانیت ہی ہو جائے گا“ اور ان (ارکان) پر لازم ہے کہ وہ معاشرے میں فساد اور لوگوں کے اخلاق میں بگاڑ پیدا کرنے کی سعی کریں اور ان کے جماعتی نظم کا شیرازہ بکھیر دیں اس ہدایت کے تحت کہ ”لوگوں میں ایسا طبقہ پیدا کیا جائے جو اپنی پوشیدہ باتوں کے افشاء پر بھی نہ شرمائے“ یہ تو تھیں دین و اخلاق کے بارے میں ہدایات سیاست کے میدان میں جو ہدایات

۱۹۱۶ء کی عالمی فری میسنری کانفرنس کی رُوداد - ۲۷ مشرقی فرانس کی عظیم کانفرنس کی رُوداد ۱۹۱۳ء ۳۷ فری میسنری کی حقیقت از ڈاکٹر زعبی -

ہیں ان میں سرفہرست سیاست کو دین سے علیحدہ کرنا ہے۔ مذہب کی مخالفت میں کمال ہم تبھی حاصل کر سکتے ہیں کہ ہم سیاست کو مذہب سے جدا کر دیں۔“ اس مقصود کے حصول کے لیے فری میسنز کے مختلف گروہ، جماعتیں اور خفیہ مجلسیں تشکیل دی گئیں جو دینی تحریکوں کے مقابلے کے لیے سازشیں اور انقلابات کے منصوبے تیار کریں۔ لہذا ۱۹۰۰ء میں پیرس میں منعقدہ عالمی فری میسنری کی کانفرنس میں یہ قرار پایا کہ فری میسنری کا نصب العین عالمی لادینی جمہوری حکومت کا قیام ہے، ”فری میسنری کے وجود کی غرض و غایت ان دینی جمعیتوں کو تہ تیغ کرنا ہے جو ماضی سے روشنی اور رہنمائی حاصل کرتی ہیں اور اس مقصود کے حصول کے لیے فری میسنز صفِ اول میں قتال کرتے ہیں۔“

ان بیانات سے فری میسنری کے اصل اغراض و مقاصد عیاں ہوتے ہیں کہ ان دینی جمعیتوں کی مخالفت جن کے رشتے اپنے تابناک ماضی سے مستحکم ہیں اور ان حکومتوں کی مقاومت جن کی اساس مذہب پر قائم ہے جو راہنمائی کے لیے ماضی کی طرف دیکھتی ہیں اور یہ تبھی ممکن ہے کہ مسلمانوں کو اپنے دین و مذہب سے برگشتہ کر دیا جائے اور انہیں تباہ کن ارتداد کی پستیوں میں گرا دیا جائے۔

ان اغراض و مقاصد کا حصول کئی سالہ مرحلہ وار منصوبے پر عمل کے بغیر ناممکن ہے۔ اسی لیے ۱۸۸۴ء میں منعقدہ فری میسنری کی کانفرنس میں درج ذیل ہدایات جاری کی گئیں :

”فری میسنز کو دینی جماعتوں میں شامل ہو جانا چاہیے بلکہ وقت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ خود ایسی بظاہر دینی جماعتیں تشکیل دیں جو حقیقی دینی رُوح سے عاری ہوں۔“

”اور ان فری میسنز پر جو تنظیم کے کلیدی عہدوں پر فائز ہیں، لازم ہے کہ وہ حکومت کے مراکز میں گھس جائیں اور حکومت کے کلیدی عہدوں پر بکثرت قابض ہونے کی سعی کریں۔“

- ۱- فرى ميسنرى كا ترجمان مءللہ "اكاسيا" ۱۹۰۳ء - ۲- فرى ميسنرى كے اسرار از جنرل ءواء
رفعت - ۳- فرى ميسنرى كے اسرار از جنرل ءواء رفعت - ۴- " " " " "

مشرقی فرانس کی کانفرنس منعقدہ ۱۹۲۳ء میں شرکاء نے کہا :-

”فری میسنری تنظیم سیاسی گروہوں کی سردار ہے خادم نہیں ہے اور اس کے وجود کی غرض و غایت ان دینی جماعتوں کی مخالفت ہے جو اپنے تابناک ماضی سے روشنی اور راہنمائی حاصل کرتی ہیں“

۱۰۷

اس طرح فری میسنری مختلف مسلک اور مشرب کے حامل گروہوں کو ایک نصب العین کے حصول پر متحد کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ ان متدین باقیات السلف کے خلاف اعلان جنگ جن کے تابناک ماضی سے رشتے مستحکم ہیں، اور یہ سیاست کو دین سے جدا کرنے کے بعد ہی ممکن ہے۔

اس نصب العین کے حصول کے لیے فری میسنری زیر زمین کام کرتی رہی اور سلطنت عثمانیہ کے زوال کا باعث بنی جس کے نتیجے میں کرۂ ارض سے نظام خلافت کی بساط لپٹ کر رہ گئی وہ نظام جو اپنے اسلاف کی اقدار کا حامل تھا۔

یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ اسی تنظیم نے ۱۷۸۹ء میں انقلاب فرانس برپا کیا اور ۱۹۱۷ء کا مارکسی انقلاب جس سے کمیونزم کو دنیا میں ثبات حاصل ہو گیا، بھی انہی کے دماغوں کی اُچھ تھی۔

بادی النظر میں یہ بات بڑی عجیب و غریب لگتی ہے لیکن حقائق اس بات کی واضح نشاندہی کر رہے ہیں کہ مستقبل میں اولادِ افاعی نے اس سے بھی زیادہ عجیب و غریب کارنامے سرانجام دیئے۔

تنظیم کے ترجمان مجلہ اکاسیا نے ۱۹۰۳ء میں صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے :

”یہ فری میسنری کی تنظیم ہی تھی جس نے ۱۷۸۹ء کے انقلاب فرانس کے لیے فضا سازگار کی۔ انہی پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ مارکسی انقلاب کے لیے فضا سازگار بنائیں“ ۱۰۸

۱۔ فری میسنری کے اسرار از جنرل جواد رفعت۔

۲۔ " " " " " " " "

اس دعوت پر امریکہ کی وہ پانچ بڑی فری میسنری کی تنظیمیں فوراً حرکت میں آگئیں جو تمام دنیا کی فری میسنری کی تنظیموں کو کنٹرول کرتی ہیں۔ انہوں نے مارکسی انقلاب برپا کرنے کے لیے اربوں ڈالر کی رقم اور لاکھوں یہودیوں کو بھینٹ چڑھا دیا۔ انہوں نے عالمی رائے عامہ کو اس انقلاب کے لیے ہموار کرنے کی غرض سے عالمی صحافت کو خرید لیا اور عالمی رائے عامہ کو شاہی نظام کے خلاف اکسایا اور ایک ہیجان برپا کیا۔ بہت سے یہودی جس کی نذر ہو گئے۔ ان کی سازش کامیاب ہو گئی اور انقلاب نے روسی بادشاہت کا تختہ الٹ دیا جس کے خلاف یہودی ایک طویل تاریخی جنگ لڑ رہے تھے اور نتیجہً یہود زار روس کو تخت سے ہٹا کر مارکسی انقلاب کے ذریعہ خود مسند اقتدار پر براجمان ہو گئے۔

قارئین کرام یہ جان کر مزید حیرت زدہ ہوں گے کہ مارکسی انقلاب کا مفکر کارل مارکس یہودی تھا اور اکتیسویں درجہ کا فری میسن تھا اسی طرح اس کا دست راست اینجلز بھی یہودی اور فری میسن تھا۔ یہ دونوں کمیونسٹ منشور کے مصنف تھے پھر مارکسی انقلاب سے ۴ سال قبل اور مجلہ ”اکاسیا“ میں مارکسی انقلاب کے لیے فضا سازگار کرنے کی دعوت کی اشاعت کے ایک سال بعد ۱۹۰۴ء میں مشرقی فرانس اعظم کی کانفرنس میں یہ بیان صادر ہوا: ”فری میسنری تنظیم کو اشتراکیت کی صورت میں اچھا معاون میسر آگیا ہے لہذا ہمیں بھی اس کی امداد و اعانت کے سوا کوئی چارہ نہیں“ ۱۷

کمیونزم بنت فری میسنری کی طرح سرمایہ داری کی جائے پناہ بھی فری میسنری ہے اور دونوں کا نصب العین ایک ہے صہیونیت۔ اس سلسلے میں یہ یاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ امریکی ڈالر پر یہودی خفیہ فری میسنری حکومت کا نقشہ بنا ہوا ہے کیونکہ حرف (G) صہیونیت کا نشان ہے۔ اور اس کے اطراف میں بریکٹیں ہیکل سلیمان کے ستونوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ۲۷

مندرجه بالا شواهد سے ے ثابت هوتا هے كه ے تنظيم دنيا كے اُمّ انقلاب اور اُمّ احزاب هے ےنى دنيا كے انقلابات اور گروه بنديوں كے خالق هے اور هلاكت خيز زمين تحريكوں اور عالمى جنگوں كے

۱- ماخذ سابق ۲- فرى ميسنرى كے حقيقت از ڈاكٲر ربىعى

محرك اور نگہبان ہے۔ اسی نے یورپ میں دو عظیم انقلاب برپا کیے۔ ایک ۱۷۸۹ء میں اور دوسرا ۱۹۱۷ء اور دنیا میں دو عظیم جنگوں کی آگ بھڑکائی۔ ایک ۱۹۱۴ء اور دوسری ۱۹۳۹ء میں۔ اور تاریخ اسلام کے دو بڑے انقلاب بھی اسی کے مربون منت ہیں۔ ایک ۱۹۰۸ء کا انقلاب جس میں مسلمانوں کا آخری خلیفہ معزول کیا گیا۔ اور دوسرا ۱۹۲۴ء کا جس میں تاریخ میں پہلی مرتبہ نظام خلافت کی بساط لپیٹی گئی۔ مسلمانوں کا اتحاد تسبیح کے دانوں کی طرح بکھر گیا، پارہ پارہ ہو گیا اور اُمتِ مسلمہ کئی چھوٹی چھوٹی کمزور قومیتوں اور وطنوں میں بٹ گئی اور شریعتِ اسلامیہ کی جگہ خود ساختہ قوانین و دساتیر نے لے لی اور لوگ اس کفرِ صریح پر خاموش تماشائی بنے رہے۔ کچھ اس فعل میں ان کے معاون و مددگار بنے نتیجتاً وہ فوج در فوج، گروہ در گروہ ارتداد کے عمیق گڑھے میں گر پڑے لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

فری میسنری دنیا کے ہر شہر اور ہر کونے میں قائم اپنی ذیلی تنظیموں اور ان کے ارکان کے ذریعے اس پر قادر ہو گئی کہ اسلامی حکومت کے سوتے خشک کر دے۔ اس کے چشمے بند کر دے اور مسلمانوں کے مراکزِ حکومت میں کلیدی عہدوں پر ایسے اشخاص کو فائز کرا دے جو اسلامی جمعیتوں اور تحریکوں کے فعال کارکنوں کو ملکی ابلاغِ عامہ کے وسائل کے ذریعے لوگوں میں سب سے گھٹیا، اوباش، خائن، بدمعاش بنا کر پیش کرے۔ ان پر شعائرِ اسلامی کی پابندی کی وجہ سے رجعت پسندی کی تہمت لگائیں، اور خود شعائرِ اسلامی کا مذاق اڑائیں اور قوم کے سلیم الفطرت اور دیندار صالح نوجوانوں کو پس دیوارِ زنداں ڈال کر اُن کی تحریک کو شل کر دیں۔ لوگوں میں فلموں، سینما اور فحش رسائل و اخبارات کے ذریعے فواحشات کی اشاعت کریں اور تعیش پسندی، فسق و فجور، کفر و عصیان کو ان کے لیے مرغوب بنا دیں اس کے برعکس ایمان و یقین، خدا اور رسول اور زہد و تقویٰ سے ان کے دلوں میں نفرت پیدا کریں۔ اور قوم کے علماء و صلحاء کے خلاف

ءهههه الزاماء لءا ءران ءو سب سه اءقر مءلوق اور ناءسندیده عناصر بنا ءران ءهه ءلاف لوءو
میں نفرت ءا ءذبہ پیدا ءریں؁ پهر آءری وار ان ءا یہ ءها ءه انهوں نه ان مسلمانوں پر احءام الہی ءه
بعاءه خود ساءءه احءام (ءیر ما انزل اللہ) نافذ ءر دیتے - لوءو نه اسے شرح صدر

کے ساتھ قبول کر لیا اور اُمتِ اسلامیہ کی آنکھوں پر جہالت کے پردے پڑ گئے بعد اس کے کہ حق ان پر واضح تھا۔

جب فری میسنری کی حقیقی تصویر پر سے پردے اُٹھ گئے تو اُنہوں نے ایک نیا بہروپ بھرا مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے۔ مسلمان ممالک میں جو ان کی اصل عالمی یہودی مزاج کے بالکل منافی ہے نئی تنظیم کا نام اُنہوں نے م م م رکھا ہے یعنی ماسونیہ مسلمہ مسیحیہ یعنی مسلم مسیحی فری میسنری بیروت میں اس کا مرکز ہے اور اس کا صدر اپنے آپ کو مہدی منتظر کہتا ہے لیکن یہ کھلا دھوکہ، صریح فریب اور کمینگی ہے لے

فری میسنری نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے جو قسم قسم کے حیلے اور مکر و فریب کے جو طریقے وضع اور اختیار کیے ہیں ان کی کوئی حد و شمار نہیں صدر اسلام میں یہ باطنی فرقوں مثلاً اسماعیلیہ، قرامطہ اور زنگی انقلاب کی صورت میں ظہور پذیر ہوئی عصر حاضر میں اس نے مختلف مذاہب اور اصلاحی تحریکوں کا روپ دھارا جو قدامت پرستی کو چھوڑ کر تجدد پسندی کی دعوت دیتی تھیں جیسے مصر میں جمال الدین افغانی اور محمد عبده کی تحریک تجدید۔ ایران میں بابی اور بھائی مذاہب، پاک و ہند میں قادیانی مذہب کا ظہور اس کی بین مثالیں ہیں۔ سیاسی میدان میں اس نے لوگوں کو دائیں بازو اور بائیں بازو، سرمایہ داری اور اشتراکیت کے چکر میں ڈال دیا۔ واللہ اعلم پردہ غیب میں اس تنظیم نے کیا کیا تخریب کاری اور دسیسہ کاری کی صورتیں چھپائی ہوئی ہیں۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ استعماری سامراج فری میسنری کا اسی طرح بھائی ہے کہ جو نہ جُدا ہوتے ہیں نہ آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں جس طرح یہ کمیونزم اور مسیحی مشنریوں کا بھائی ہے۔ یہ ان کی خدمت کے لیے مستعد اور وہ اس کی خدمت کے لیے تیار۔ یہ ان کی راہ میں کوشاں اور وہ اس کی راہ ہموار کرنے والی۔ اس لیے نپولین کے عہد میں فرانسیسی استعمار نے جب مصر پر قبضہ

لے فرى مىسنرى كى حقیقت از ڈاكٲر ریعى -

کیا تو وہاں اس تنظیم کی بنیاد رکھنے میں بڑی تیزی دکھائی - درآنحالیکہ نپولین نے دین اسلام قبول کرنے کا دعویٰ کیا تھا - جیسا کہ بعد میں کعب الاحبار کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مصطفیٰ کمال نے کیا یہی عمل انگریزی استعمار نے مصر میں مقدس یوحنا کی مجلس کا افتتاح کر کے ڈھرایا۔ لارڈ کرومر وائسرائے مصر کو مصر کی فری میسنری تنظیم کا پہلا ناظم الامور مقرر کیا گیا تاکہ وہ اس کے مقاصد کی تکمیل کی نگرانی کرے اور اس مقصد براری میں اپنی امداد و اعانت کے لیے اس کی نظر انتخاب اپنے جگری دوست نام نہاد شیخ الاسلام محمد عبدہ پر پڑی -

باب عالی یعنی خلافت عثمانیہ کے دارالخلافت میں مجلس سالونیک اس تنظیم کا کردار ادا کرتی رہی - پھر اس سے مجلس المشرق العثماني نے جنم لیا جس نے سلطان عبدالحمید کے خلاف تحریک انقلاب برپا کی، اس کا صدر حاخام ناحوم نعوم تھا جس نے سلطنت عثمانیہ میں قومیت پرستی کو ہوا دی - مثلاً عربی قومیت اور طورانی قومیت -

فری میسنز نے سلاطین عثمانیہ کے درباروں میں ماہر اطباء کے رُوپ میں رسائی حاصل کی - سب سے پہلے سلطان سلیمان القانونی کے بیٹے کا علاج کر کے ان یہودی فری میسنز طبیوں نے دربار میں ایک خاص مقام حاصل کیا اور بتدریج اپنے پاؤں جما لیے لیکن سلاطین ان کی عیاری اور فریب کاری کو نہ سمجھ سکے کہ یہ خدمت انسانی کے پردے میں جاسوسی کر رہے ہیں - انہوں نے مسلسل اور ہمیشہ سلاطین کا اعتماد حاصل کیا اور اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے اور اُن کے خلاف جاسوسی اور سازش کرتے رہے جن کا کھاتے تھے - یہاں تک کہ اس کو زوال سے ہم کنار کر کے ہی دم لیا - کیا اس کے بعد بھی ہم بیدار نہیں ہوں گے اور بدستور غفلت کو اپنا شعار بنائے رکھیں گے ؟

یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ یہ خبیث سرطان دنیا کے بدن میں کہاں تک سرایت کر چکا ہے ہم یہاں ان کلیدی عہدوں کی تفصیل دے رہے ہیں جو ان یہودی فری میسنز نے اقوام متحدہ جیسی عالمی تنظیم میں سنبھالے ہوئے ہیں :-

اقوام متحدہ کے سیکرٹری

- صدر برائے شعبہ اس
- صدر کمیٹی برائے اقتضا
- مشیر خاص برائے اقتضا
- صدر میزانیہ (بجٹ)
- صدر شعبہ برآمدات اور
- معتمد معاون برائے اق
- صدر شعبہ تبادلہ اشیاء
- صدر کمیٹی برائے انسانی ح
- صدر برائے مراجعت قیو
- اسسٹنٹ سیکرٹری جنر
- صدر کمیٹی برائے افلام و
- نائب معتمد عام شعبہ قا
- صدر شعبہ قانون
- مشیر شعبہ قانون ملکی
- صدر شعبہ مطبوعات

• صدر شعبه مترجمين

• صدر برائے منصوبه بند

• ناظم حسابات عامه

• صدر برائے پيشوا

• ناظم خصوصى

اقوام متحدہ کے سیکرٹریٹ میں :

- — صدر برائے شعبہ اسلحہ جات یہودی
- — صدر کمیٹی برائے اقتصادی امور "
- — مشیر خاص برائے اقتصادی امور "
- — صدر میزانیہ (بجٹ سیکشن) "
- — صدر شعبہ برآمدات اور سٹور "
- — معتمد معاون برائے اجتماعی امور "
- — صدر شعبہ تبادلہ اشیاء "
- — صدر کمیٹی برائے انسانی حقوق "
- — صدر برائے مراجعت غیر مستقل بلاد "
- — اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل برائے اطلاعات عامہ "
- — صدر کمیٹی برائے افلام و وثائق "
- — نائب معتمد عام شعبہ قوانین "
- — صدر شعبہ قانون "
- — مشیر شعبہ قانون ملکی "
- — صدر شعبہ مطبوعات "

- - صدر شعبه مترجمين "
- - صدر برائے منصوبه بندي بيورو "
- - ناظم حسابات عامه "
- - صدر برائے سينٲو امور (CENTO) "
- - ناظم خصوصى "

• — صدر شعبہ مراجعات یہودی

• — صدر اطباء شعبہ عالمی صحت //

اقوام متحدہ کے اطلاعات کے مراکز میں

• — صدر مرکز اطلاعات برائے جنیوا //

• — صدر // // // ہند //

• — صدر // // // چین //

• — صدر // // // وارسا //

شعبہ برائے داخلی امور (I.L.O)

• — صدر برائے عالمی امور داخلہ //

• — صدر داخلی امور برائے خطہ استواء //

• (//) بولیویا میں داخلی امور کے بیورو کا مخبر //

عالمی تنظیم برائے زراعت و خوراک (F.A.O) میں

• — صدر شعبہ خوراک و زراعت //

• — // // // میں ڈنمارک کا نمائندہ //

• — // // // ہالینڈ کا //

- - صدر شعبه تعمير //
- - صدر شعبه معاشرى امور //
- - صدر شعبه مفرقات //
- - فنى مشير برائى شعبه جنگلات //
- - صدر شعبه تحفظ جنگلات //
- - صدر شعبه خوراك //

• — صدر شعبہ انتظامیہ یہودی

یونیسکو یعنی تنظیم برائے علم و فن اور ثقافت میں

• — صدر کمیٹی خارجی تبادلات "

• — صدر کمیٹی برائے تنظیم عالمی ثقافت "

• — صدر شعبہ عالمی ثقافت "

• — صدر شعبہ اطلاعات عامہ "

• — صدر شعبہ میزانیہ اور انتظامیہ "

• — صدر شعبہ سیر و سیاحت اور پناہ گزین "

• — صدر شعبہ اُمور خصوصی "

• — صدر شعبہ تنظیم و تقرری "

• — صدر فنی ادارہ برائے شعبہ صحراء ایشیا "

عالمی بینک برائے آباد کاری

• — ناظم اقتصادیات برائے بینک یہودی

• — نمائندہ مجلس شوریٰ برائے انتظامیہ میں چیکوسلاواکیہ کا نمائندہ "

• — انتظامی کونسل میں شوریٰ کا رُکن نمائندہ "

• — انتظامیہ کی مجلس شوریٰ میں ہالینڈ کا نمائندہ "

• — " " " فرانس " "

• — ایگزیکٹو کونسل کی مجلس شوریٰ میں پیرو کا نمائندہ "

• — " " " " یوگوسلاویہ " "

• — بینک سیکرٹری "

بین الاقوامی مالی فنڈ

- — مجلس انتظامیہ میں چیکوسلوواکیہ کا رکن یہودی
- — " " فرانس کا نمائندہ "
- — ناظم عام یا ناظم عمومی بین الاقوامی فنڈ "
- — نائب ناظم عمومی "
- — ناظم شعبہ عمال "
- — مشیر ادارہ بین الاقوامی فنڈ "

عالمی ادارہ تارکین وطن میں (I.R.1)

- — ناظم عمومی برائے صحت اور علاج معالجہ "
- — ناظم عمومی برائے اعادہ تارکین وطن ۱۰ "

تنظیم عالمی صحت میں (W.H.O)

- — صدر شعبہ فنی "
- — صدر شعبہ طب "
- — ناظم عام شعبہ جراحات "
- — ناظم انتظامیہ و مالیات "

• - ناظم عمومی "

ادارہ عالمی تجارت میں (I.T.O)

• - صدر مجلس برائے داخلی امور "

۱۰ یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ ادارہ فلسطینی تارکین وطن کو ان کے وطن لوٹانے کا کوئی اہتمام یا بندوبست نہیں کرتا جبکہ اس نے روس کے تارکین وطن کو جو اس سُرخ جہنم سے فرار ہو کر آتے تھے بجبر واکراہ رُوس کو واپس لوٹا دیا ۔

— صدر شعبہ اطلاعات عالمی یہودی

یہ سب تو پیدائشی یہودی ہیں لیکن ان کے ساتھ کام کرنے والے بھی بہت سے دیگر ملتوں کے افراد تبعاً یہودی ہیں۔ کیونکہ انہوں نے فری میسنوں کا مذہب قبول کیا ہوا ہے یعنی وہ اس تنظیم کے باقاعدہ رکن ہیں۔ اسی لیے مسلم جنرل جواد رفعت نے فری میسنری کے مآخذ سے یہ قول نقل کیا ہے: ”اگر کوئی فری میسن پیدائشی یہودی نہیں ہے تو وہ شخص متہود (یہودی بنایا گیا) ضرور ہے“ ۱۷

۹۵ کیمونزم ۷۲

یہ واضح ہو چکا ہے کہ کیمونزم فری میسنری کی پیداوار ہے اور فری میسنری صہیونیت کی دختر ہے نیز صہیونیت کی ماں توراۃ اور باپ تالمود ہے۔ لہذا کیمونزم تین نجاستوں کا مجموعہ ہے۔ مزید برآں یہ بھی ثابت ہے کہ کارل مارکس اور اینجلز فری میسنری کے اکتیسویں (۳۱) درجے کے رکن تھے نیز مشرقِ فرانسیسی اعظم نے ۱۹۰۴ء میں فری میسنری مفکرین کے مجلہ ”اکاسیا“ میں شائع شدہ اس دعوے کا جواب دیا تھا جس میں فری میسنر پر مارکسی انقلاب کے لیے فضا سازگار بنانے کے لیے لازم قرار دیا تھا ان الفاظ میں ”فری میسنر نے ہی ۱۷۸۹ء میں فرانسیسی انقلاب کے لیے فضا ہموار کی تھی۔ ان پر لازم ہے کہ اب مارکسی انقلاب کے لیے فضا تیار کریں“ پھر مجلہ ”لاتونیا“ میں مشرقِ فرنسِ اعظم کے ان الفاظ کی گونج سنائی دی تھی ”فری میسنری کو اشتراکیت کی صورت میں بہترین معاون میسر آیا۔ لہذا ہمیں بھی اس کی امداد و اعانت کرنی چاہیے“

ہم اس سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ مارکسی انقلاب کی آگ بھڑکانے کے لیے امریکی فری میسنری تنظیم کے پانچ سرکردہ ارکان نے کیسے لاکھوں ڈالر صرف کیے نیز اس فتنے اور مذبح خانے کی تخلیق

۲۔ ءىمونزم ٲر ءو ءچھ ہم نى لءھا ہى اس ءى لىى ہم ڈاءٹر عمر ءلىق اور اسءاذ محمد الغزالى ءى مشءور ہى ءہ ىہ ءىالات انہى ءى ءتابوں سى ماخوذ ہى۔

کے لیے کیسے لاکھوں یہودیوں کو اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کی دعوت دی۔ اور اس سے پہلے کیسے انہوں نے عالمی صحافت کے ضمیر کو خریدا اور عمال کو پروپیگنڈے کے لیے استعمال کیا۔ ۱۹۱۷ء میں جب انقلاب آگیا اور زار روس کی بادشاہت کا تختہ الٹ دیا گیا تو انقلاب کے سرغنہ یہودیوں نے تمام اقتدار پر قبضہ کر لیا۔ کامنیف سوویت جمہوریہ کا پہلا صدر منتخب ہوا جو یہودی تھا لینن اس کا پہلا وزیر اعظم بنا وہ بھی یہودی تھا۔

ٹالسکی وزیر خارجہ اور وزیر دفاع بنا وہ بھی یہودی تھا۔ پھر پہلی مجلس کمیسرز تشکیل دی گئی جس کے کل ۵۴۷ ارکان میں سے ۴۴۷ ارکان یہودی تھے۔ کمیونسٹ گروہ کی ایک مرکزی مجلس بنائی گئی جس کے ۳۸۸ ارکان میں سے ۳۷۱ ارکان یہودی تھے۔ ابھی لینن کی حکومت کو قائم ہوئے ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ دو اہم احکام نافذ کیے گئے :

۱۔ یہودیوں کی دشمنی قابل تعزیر جرم ہے۔

۲۔ فلسطین میں یہودیوں کے وطن کے قیام کے لیے ان کی مکمل تائید۔

قدیم مجلہ فرنسا نے ۱۹۲۰ء میں اپنی ۱۶۰ویں اشاعت میں ان احکام کو شائع کیا اب بھی کوئی یہ باور کر سکتا ہے کہ کمیونزم بدنام زمانہ یہودیت کی دشمن ہے بلکہ یہ تو اس کا مہربان دوست ہے۔

اللہ تعالیٰ عزوجل نے سچ فرمایا ہے۔ "فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ"

ترجمہ : بے شک ان کی آنکھیں اندھی نہیں ہیں بلکہ ان کے دل اندھے ہو گئے ہیں جو ان کے سینوں میں ہیں۔

مارکسی انقلاب کو برپا ہوئے ابھی ایک ماہ سے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ شرقِ اوسط کے بارے میں اپنی سیاسی حکمت عملی کا تعین کرنے کے لیے منطقہ اسلامیہ قوقاز کے شہر باکو میں سرخ انقلاب کے گرگوں کی کانفرنس بلائی گئی جس میں زیادہ تعداد فری میسن یہودیوں کی تھی۔ ان

مىں ءارل راڈرىك بهى ءها ءو ٱرانے نظام ءو بءل ءر نئے نظام ءءومت ءے قىام مىں لىنن ءا برابر ءا
شرىك ءها اور

وسطی یورپ میں مارکسی انقلاب برپا کرنے والی تحریکوں کا سربراہ تھا۔ بالآخر کانفرنس نے یہ فیصلہ کیا کہ روس اور مشرق کے مسلمانوں کو بھی اس انقلاب کی دعوت دی جائے جس کا عنوان ہو ”روس اور مشرق کے تمام مسلمانوں کے لیے دعوتِ عام“ جس میں ان سے التجا کی گئی تھی کہ وہ انہیں قوت و طاقت پہنچائیں ان کے ہاتھ مضبوط کریں اور انقلاب برپا کرنے میں ان کی مدد کریں جو انہیں غاصب بادشاہت کے مرض سے نجات دے کر حریت و استقلال کی ضمانت دے گا۔ یہ جملہ مسلمانوں پر کارگر ہو گیا اور انہوں نے شاہی استعمار کو ختم کر کے انقلاب کو کامیاب کرنے کے لیے لاکھوں جانوں کی قربانیاں دیں۔

باکو میں منعقدہ کانفرنس کے اختتام پر جو منشور شائع ہوا اس میں مذکور ہے :

”اے روس اور مشرق کے مسلمانو! اے فولگا اور قریم کی چوٹیوں پر بسنے والے تاتاریو! اے کرغیزو اور ترکستان و سائبیریا کے ساکنین! اے ترک اور قوقاز کے پہاڑی باشندو! اے وہ لوگو! جن کی مساجد اور قبور کی بے حرمتی کی گئی! اور جن کے مذہب و عقائد پر دستِ ظلم دراز کیا گیا! ان مستبد لٹیروں کے جوئے سے نجات حاصل کرنے کے لیے ان ظالم بادشاہوں کے شر کے خلاف جنگ میں اپنے حق اور آزادی کے حصول کے لیے جس کی ضمانت ہم آج دیتے ہیں ہمارا ساتھ دو۔

اے روس اور مشرق کے مسلمانو! اس انقلاب کی مدد کرو کہ یہ تمہارا انقلاب ہے۔ یہ مزدوروں، کسانوں، اور سپاہیوں کا انقلاب ہے۔ یہ مظلوموں، مغلوب محنت کشوں کا انقلاب ہے۔ اس کی جائز حکومت کی امداد کرو اور خیردار! شبہات اور استعذار میں اپنا وقت ضائع نہ کرنا یا یہ کہ کوئی دوسرا تمہارا یہ فرض پورا کر دے گا۔ اپنی آزادی کے حصول کے لیے یہ واحد تاریخی موقع ہے تو آؤ اے ساتھیو! ہم مل کر ایک پُر امن عادل جمہوریہ اور ایک نئی آزاد دنیا بنائیں۔“

اس منشور پر لینن اور سٹالن دونوں نے اپنے دستخط ثبت کیے۔ جب انقلاب برپا ہو گیا تو انہوں نے مسلمان ریاستوں پر قبضے پر اصرار کیا اور امام بخاری کی اولاد کی چیخ پکار صدا بصرا ثابت ہوئی۔

اُن کی نجات کے لیے کوئی معتصم اور صلاح الدین نہ آیا۔

سنہ ۱۹۲۰ء میں سوویت کومنٹرون نے جس کے بیشتر ارکان یہودی تھے صہیونی مارکسی کارل راڈیک کی قیادت میں ایک کانفرنس منعقد کی جس کا شمار اسلامی اقوام میں آزادی وطن کی تحریک تھا۔ انہوں نے اپنی دعوت کا رُخ مشرق اسلامی کے قبائل کی طرف یہ کہہ کر پھیر دیا:

”اے مشرق کی اقوام! اے مضبوط جمہوریو! تم دنیا کے بڑے حصے کی مالک ہو جو سب سے زیادہ سرسبز و شاداب اور سب سے زیادہ وسیع ہے۔ یہ باقی بھوکی اقوام کو غذا مہیا کرنے والا علاقہ ہے۔ اے شرقی اقوام! کتنی مرتبہ تمہاری رجعت پسند حکومتوں نے تمہیں جہاد اور مقدس جنگ کی دعوت دی ہے اور تم نے نبی کے سبز پرچم تلے یہ دعوت قبول کی ہے لیکن یہ جنگیں تمہارے لیے ایک خدع و فریب کا جال تھیں جن سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا، ہاں رجعت پسندوں اور جاگیر داروں کو اس کا فائدہ ضرور ہوا۔ یہ جھنڈا جھوٹا تھا کیونکہ نبی خود جھوٹا اور فریبی تھا جو ایسی دعوت لے کر آیا جو رجعت پسندوں اور جاگیر داروں کی خادم تھی۔

سامراجی اور رجعت پسند طاقتیں تمہارے افتراق و انتشار اور زوال کا باعث ہیں۔ برطانوی استعمار نے فلسطین میں کیا کیا۔ انہوں نے یہودیوں کا ساتھ دیا۔ اگر یہ دشمن باقی رہا تو طرفین یعنی عرب اور یہودی کمزور ہو جائیں گے اور برطانوی استعمار اور رجعت پسند عرب اکٹھے ان پر حکومت کریں گے اور عرب اور یہود جمہور کی صفوں میں انتشار پیدا ہو جائے گا“

۱۷ روس کے مسلمان اٹھارہویں صدی کے اوائل سے شاہی استعمار کے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے۔ اب سوویت یونین کی نصف آبادی سے زیادہ ان کی آبادی ہے، ان کی تعداد تمام عرب قبائل کی تعداد کے برابر ہے، ان کے ممالک کا رقبہ پورے یورپ کے کئی گنا زیادہ ہے اور یہ ترکستان،

قرم؁ قوقاز؁ اورال؁ سائبريا؁ اسٲرخان؁ ازبکستان وءيره رياستوں ٲر مشتمل هے اور سوویت ءمهوريه
متءده ميں بڑا حصہ ان ءمهوريتوں کا هے ۔

دستخط روس سے کارل راڈریک یہودی ہنگری سے بیلا کابن "فرانس سے روز مار" امریکہ سے ریڈ "ہالینڈ سے جانسن" بلقان سے چپلین "کانفرنس کی طرف سے زینوجیف" نمسہ سے شائن ہارڈ "

مارکسی یہودیوں نے عالمی فری میسن تنظیم کے بھی خوابوں کے لیے یہ لازم قرار دیا ہے کہ وہ گروہ بندی، جماعت سازی، ہنگامہ آرائی اور انقلابات برپا کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ان جماعتوں کی صدارت انہیں تفویض کی جائے اور ان کی انتظامیہ میں انہیں ید طولیٰ حاصل ہو۔ ان کا یہ قول ہم پہلے بھی نقل کر چکے ہیں ۔

”جب فری میسن غیروں کے اشتراک کے ساتھ کوئی جمعیت تشکیل دیں تو انہیں چاہیے کہ اس جمعیت کا انتظام وانصرام غیروں کے ہاتھ میں نہ چھوڑیں بلکہ اس کے کلیدی عہدوں پر فائز اشخاص ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح ہوں اور وہ ان کی ہدایت کے مطابق کام کریں۔ اور فری میسن یہود کے لیے بروئے دنیا میں ایک ایسا خطہ ارضی حاصل کریں جو ان کارگزاریوں کے لیے بنیاد و اساس کا کام دے“

اسی بنا پر فری میسن یہودی سوویت کنٹرول کی کمیٹیوں کے صدر ہیں نیز ریاستوں ، حکومتوں، جمعیتوں اور انجمنوں کے سربراہ ہیں۔ اور اس کی وہ اس قدر حرص رکھتے ہیں کہ علمی مدارس ہوں یا تحقیق کے مراکز یا اطلاعات کے مراکز، نظریاتی ہوں یا فنی ، کوئی ان کی دست بُرد سے محفوظ نہیں خصوصاً جن کا

تعلق عربی اور اسلامی علوم و آداب سے ہے۔ یہ مجلس کی کرسی صدارت پر براجمان ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوویت یونین میں ایک اکیڈمی ہے برائے علوم اجتماعیہ جس میں کئی سکول ہیں جیسے عالمی اقتصادیات کا سکول یا ریاستی سیاست کا سکول وغیرہ اور یہ سب کے سب یہودیوں کے زیرانتظام ہیں اسی طرح وہاں جمعیت علوم شرقی کے نام سے ایک بڑی جمعیت قائم ہے جو چودہ مراکز پر مشتمل ہے جس کا اہم کام علوم اور تحقیق کا اجرا نیز عرب اور اسلامی ممالک میں انقلابی عمل کے لیے بنیادیں مہیا کرنا اور عرب ممالک، ترکی، ایران، افغانستان، پاکستان اور انڈونیشیا وغیرہ اسلامی ممالک میں آزادی وطن کی تحریکوں کے لیے قواعد و ضوابط وضع کرنا ہے۔ یہ سب مراکز بھی یہودیوں کے تحت کام کر رہے ہیں۔

یہودی لازاروف کے سکول کو سکول برائے تدریس عربی لغات اور عربی لہجہ میں تبدیل کر دیا گیا جہاں مارکسی خیالات کے حامل مدرس مقرر ہیں۔

سوویت یونین میں عام وسائل علم، ثروت اور عزت یہودیوں کے زیر تسلط ہیں، مثلاً نشر و اشاعت کے اداروں پر یہودی مسلط ہیں خصوصاً جن کا تعلق شرقی عرب اور اسلامی امور سے ہے جمعیت علوم شرقیہ کا یہودی صدر مجلہ (الشرق الجديد) شرق جدید کا بھی ایڈیٹر جس کا اصل نام تو لازار فائمین ہے لیکن باتو فومیش اس کا قلمی نام ہے۔ اشتراکی اکیڈمی برائے اجتماعی علوم کے ڈائریکٹر یہودی روز نٹائن کے اضافی فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ تحقیق کے ان موضوعات کا تعین کرے جن کا تعلق سوویت سیاست میں عرب اور مسلمانوں کے نظری اور عملی امور سے ہے۔ یہی وہ مکار یہودی ہے جسے ماسکو کے کمیٹرن کی مرکزی کمیٹی نے ۱۹۲۸ء میں مندوب بنا کر فلسطین کے دورے پر بھیجا جو ان دنوں انگریزوں کے زیر انتداب تھا تاکہ وہ مشرق وسطیٰ میں کمیونزم کی تحریک کو رجعت پسندوں اور استعمار کے مقابلے کے شعار کے تحت منظم کرے۔

سوویت دائرۃ المعارف کبریٰ کے عرب اور مسلمانوں سے متعلق تحریر کا ایڈیٹر بھی ایک یہودی شمیڈت ہے۔

یہودی بارٹولڈ کے ذمے عقائد اس پر کیسے غلبہ پایا جائے اس کا جائزہ لینا ذمہ داری تھی۔ نعرہ کہ ”اسلام اشتراکی یہ فقرہ ایجاد کیا۔

مشرقی نوآبادیات اور قومیتوں ہے جو اس کے ترجمان مجلہ ”مشرقی اقو رئیس التحریر ہے۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرہے۔ یہ وہی شخص ہے جو اسلامی ریاس نوآبادیات میں بدلنے کے لیے معرکہ آ

سوویت روس کی اسلامی جمہو ہولناک قصے اور روایات مشہور ہیں۔ اشتراکی نوآبادیات میں تحویل خلاف سوویت یونین میں ضم کرنا نیز مارکسی مذہب میں داخل کرنا جس کی حما

مادہ کے سوا کوئی خدا نہیں“

”یہ انسان ہی ہے جس نے اللہ ا

”دین اقوام کے لیے افیون

”انبیاء، دجال اور بورژوا ہیں

۱۔ سوویت دستور کی شق ۱۲۴ میں

شیدت ہے۔

یہودی بارٹولڈ کے ذمے عقائد اسلام کا خصوصی مطالعہ اور اشتراکی عقائد علمیہ کو جو چیلنج وہ پیش کرتے ان پر کیسے غلبہ پایا جائے اس کا جائزہ لینا ہے نیز اسلام کی تفسیر اشتراکی فلسفے کے مطابق کرنا بھی اس کی ذمہ داری تھی یہ نعرہ کہ "اسلام اشتراکی مذہب ہے" اسی کے ذہن کی اختراع ہے، سب سے پہلا اسی نے یہ فقرہ ایجاد کیا۔

مشرقی نوآبادیات اور قومیتوں کی دشواریوں کے علوم کی جمعیت کا سربراہ ایک دوسرا یہودی ہے جو اس کے ترجمان مجلوں "مشرقی انقلاب" نیز "مشرقی نوآبادیات اور قومیتوں کے مشاگل" کا بھی رئیس التحریر ہے۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ادارہ برائے ترقی ثقافت کا سربراہ لونا شارسکی ہے۔ یہ وہی شخص ہے جو اسلامی ریاست ازبکستان اور دیگر پڑوسی اسلامی ریاستوں کو اشتراکی نوآبادیات میں بدلنے کے لیے معرکہ کا ناظم تھا جس نے اس علاقے کو لہولہان کر دیا، خون رنگ کر دیا۔

سوویت روس کی اسلامی جمہوریتوں کو اشتراکی نوآبادیات میں بدلنے کے بارے میں ایسے ہولناک قصے اور روایات مشہور ہیں کہ جن سے تاریخ کے اوراق تک سُرخ ہیں اور ناقابل فراموش ہیں۔ اشتراکی نوآبادیات میں تحویل کا مطلب دوسرے الفاظ میں ان اسلامی اقوام کو ان کی مرضی کے خلاف سوویت یونین میں ضم کرنا نیز ان کو ان کے دین و ملت، ماضی، تقالید اور شریعت سے نکال کر اس مارکسی مذہب میں داخل کرنا جس کی عمارت ان لادینی اساس پر قائم ہے جیسے :

"مادہ کے سوا کوئی خدا نہیں"

"یہ انسان ہی ہے جس نے اللہ کو پیدا کیا ہے نہ کہ اللہ نے انسان کو موت کے بعد کوئی حیات نہیں"

"دین اقوام کے لیے افیون ہے"

"انبیاء ، دجال اور بورژوا ہیں" ، وغیرہ جو پاگل کے ہذیان سوا کچھ نہیں اور جو قوموں سے پوشیدہ

۱۔ سوویت دستور کی شق ۱۲۴ میں دین و ملت کے خلاف دعوت کی آزادی کی ضمانت دی گئی

ہے جبکہ قوانین

نہیں رہے۔

اس سُرخ انقلاب نے وہاں کی مسلمان اقوام کو پارہ پارہ کر دیا۔ انہیں اپنے وطن اور مسکن چھوڑ کر نامعلوم دُور دراز مقامات کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا میاں کو بیوی سے، باپ کو بیٹے سے جدا کر دیا۔ عزیز و اقارب کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا تاکہ وہ مل کر ان کی مخالفت نہ کر سکیں اور باہم ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں۔ انہوں نے خونِ شہداء سے پیاسی یہودیت کی پیاس بجھائی۔ اُن کے وطنوں پر قابض ہو گئے جن کی زمینیں سونا اگلتی تھیں اور ان زمینوں کے اوپر بھی خزانے تھے اور زیرِ زمین بھی خزانے مدفون تھے۔

اس جہنمی طریقے اور شیطانی مکر و فریب سے رُوس کے یہودی ان ممالک پر قابض ہو گئے جن کا کُل رقبہ یورپ کے کُل رقبے سے کئی گنا ہے اور وہ جن مدفون خزانوں سے مالا مال ہیں اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ صرف مغربی ترکستان میں جو معدنی ذخائر پائے جاتے ہیں ان کی تفصیل کچھ یوں ہے : سونے کی ۲۵ کانیں۔ چاندی کی ۱۶ کانیں۔ لوہے کی ۴۶ کانیں۔ سیسے کی ۳۲ کانیں۔ پٹرول کے ۴۲ کنوئیں۔ گندھک کی ۸۰ کانیں۔ سوڈیم کی ۶۳ کانیں۔ یورینیم۔ پارے۔ تانبے جست اور پلاٹینیم وغیرہ قیمتی معدنیات کے ذخیرے ابھی شمار نہیں کیے گئے یعنی بے شمار ذخیرے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان اسلامی ممالک کو سُرخ سامراج کے پنجوں سے آزادی اور استقلال عطا فرما دے تو رُوس ایک دس گنا چھوٹا حقیر فقیر، محتاج ملک یعنی موجودہ ملک کا دسواں حصہ رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے۔

تعزیراتی شق نمبر ۵۸ کی رُوس سے دینداری کو جُرم اور جملہ دینداروں کو انقلاب کا دشمن قرار دیا گیا ہے نیز پولیس کو امن کے قیام کے لیے ہر حالات و ظروف میں ان کے گھروں کی تلاشی لینے کا حق ہے۔ اسی قانون کی شق نمبر ۱۲۲ میں تبلیغ دین کو ممنوع قرار دیا ہے۔ رُوسی استعمار میں سُرخ آزادی کے یہی معنی ہیں۔

لہ سوویت یونین اپنے پٹرول کا بڑا حصہ معدنیات اور پٹرول کے ذخائر سے مالا مال اسلامی جمہوریہ آذربائیجان سے حاصل کرتی ہے۔

اشتراکی انقلاب کے دوا پہاڑ ٹوٹے کہ جس کی نظیر تاریخ ہوگا تاریخ کے کسی دور میں کے پہلے اور تیسرے عشرے پر مجبور ہو گئے۔ قحط کی بدولت قوم میں ۵۰ لاکھ کی مسلم آبادی صر کے قلیل عرصے میں پیش آئے لاکھوں مسلمان اس ظل پہاڑوں میں جا چھپے جہاں بعد اختیار کی اس سے چند تہذیب و تمدن، مقدس دکھاتے لیکن اس سیلاب کالج، مدارس، مساجد، خانقا صرف ترکستان مساجد کی اینٹ سے این دفاتر بنالی گئیں۔ ایک طرف تو ا

لہ سوویت یونی دینا تھا تا کہ قوم کو یہودیو

اشتراکی انقلاب کے دوران مسلمانوں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ان پر آلام و مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹے کہ جس کی نظیر تاریخ میں ملنا محال ہے۔ دنیا کی کسی قوم کو ایسے آلام و مصائب سے واسطہ نہ پڑا ہو گا تاریخ کے کسی دور میں کہ جن سے مسلمانوں کو واسطہ پڑا حتیٰ کہ مسلمان بھوک کے ہاتھوں اس صدی کے پہلے اور تیسرے عشرے میں قحط کی وجہ سے اپنی اولاد اور حرام جانوروں کا گوشت تک کھانے پر مجبور ہو گئے۔

قحط کی بدولت قوم میں مسلمانوں کی تعداد حیرت انگیز حد تک گھٹ گئی۔ صرف ربع صدی میں ۵۰ لاکھ کی مسلم آبادی صرف ۵ لاکھ رہ گئی ہے۔ ترکستان میں ۱۹۲۲ء اور ۱۹۳۳ء کے دوران وباء کے قلیل عرصے میں بیس لاکھ سے زائد مسلمان لقمہ اجل بن گئے۔

لاکھوں مسلمان اس سرخ سیلاب بلا سے جان بچانے کے لیے بے آب و گیاہ چٹیل میدانوں اور پہاڑوں میں جا چھپے جہاں وہ بھوک پیاس سے مر گئے۔ یہ فرار کی راہ انہوں نے شدید مخالفت کے بعد اختیار کی اس سے پہلے مسلمان مجاہدوں نے بخارا، سمرقند اور ترمذ جیسے تاریخی اسلامی شہروں میں اپنی تہذیب و تمدن، مقدس مقامات اور دین کے دفاع میں شجاعت و بہادری کے غیر معمولی کارنامے دکھائے لیکن اس سیلاب کی سیاست کے سامنے ان کی ایک پیش نہ گئی۔ خدا معلوم کتنے سکول، کالج، مدارس، مساجد اور کتب خانے ان کی اس وحشیانہ سیاست کی بھینٹ چڑھ گئے۔

صرف ترکستان میں انہوں نے سات ہزار سے زائد دینی مدارس اور ایک ہزار چھ سو زائد مساجد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جن میں سے بہت سی اصطبل، عجائب خانے اور حکومت کے دفاتر بنالی گئیں۔

ایک طرف تو یہ سُرخ عفریتِ رُوس کے اسلامی علاقوں کی ہر رطب و یابس کو ہڑپ کر رہا تھا

۱۔ سوویت یونین کی اس مذموم کوشش کا مقصد غالباً روس میں آباد مسلم قوم کو مکمل طور پر نیست و نابود کر دینا تھا تاکہ قوم کو یہودیوں کا وطن بنایا جاسکے مگر وہ فلسطین کو اپنے بنائے نقشہ کے مطابق وطن بنانے میں ناکام رہے۔

تو دوسری طرف مرکزی حکومت پڑوسی اسلامی ممالک جیسے ترکی، ایران اور افغانستان میں نفوذ بھیج رہی تھی جو ان کے ساتھ دوستی حسن جوار اور ایک دوسرے کے معاملات میں عدم مداخلت کے معاہدے کر رہے تھے جن سے ان کی غرض سرخ احمقوں کی جنت میں ان بخت زدہ مسلمانوں کی امداد اعانت کی ہر راہ مسدود کرنا تھی۔ فری میسنری نے کمیونزم کے لیے ایسی فضا تیار کر دی تھی جس میں وہ مکمل آزادی کے ساتھ بغیر کسی پڑوسی ممالک کی ادنیٰ مداخلت کے اپنی مذموم تحریک کو جاری رکھ سکتا تھا۔ خلافت عثمانیہ ختم ہو چکی تھی بلکہ تتر بتر ہو چکی تھی اور عرب ممالک میں سامراج نے اس کی جگہ لے لی تھی۔ نیز ہر جگہ مسلمان داخلی ہنگامے اور سیاسی دشمنیوں کو ہوا دینے یعنی سیاسی تفرقہ بازی بغض و کینہ کی بناء پر اور قومیت اور وطن پرستی کی عصبیت کو ابھارنے میں مشغول تھے۔ اس حد تک کہ شام کا مسلم ترکی یا ترکستان کے مسلمان کو بھائی سمجھنے پر تیار نہ تھا۔ اب مسلمانوں کا حال زار ان کے اپنے ممالک میں ان عورتوں کی طرح ہو گیا جو کسی حمام میں سخت تاریک رات میں بند ہوں اور پانی کی فراہمی بند کر دی گئی ہو۔ پھر دفعتاً حمام میں ایسا ابلتا ہوا پانی چھوڑ دیا جائے یا ایسا دھواں چھوڑ دیا جائے جس میں کہیں سے ہوا کا جھونکا تک نہ گزرے اور دم گھٹ جائے۔

اس اُمتِ واحد کے بکھرے ہوئے شیرازے کے مجتمع ہونے کی اُمید موبوم اس مکروہ حیلے نے بالکل ختم کر دی جب مصطفیٰ کمال اتاترک نے ۱۹۲۴ء میں مذہب و ملتِ عربیہ اور ماضی سے اس کے دیرینہ تعلق کو بالکل منقطع کر کے حقیقت میں سوویت ثقافتی انقلاب کی حمایت و نصرت کی اور اس کے لیے راہ ہموار کی۔

اس طرح ترکی سوویت یونین کے مسلمانوں اور بلاد عرب کے مسلمانوں کے مابین ایک پردہ حاجز کی صورت اختیار کر گیا۔ ایران اور افغانستان اس وقت انقلاب کے بعد رُونا ہونے والے اپنے داخلی مسائل میں اُلجھے ہوئے تھے اور ہند کا حال بھی ان سے مختلف نہیں تھا۔ وہاں کے مسلمانوں کا

برطانوی استعمار نے بُرا حال کیا ہوا تھا۔ اس طرح روس کی اسلامی ریاستوں کا اشتراکی جمہوریتوں میں بدلنے کا عمل پڑوسی مسلمان ممالک کی ادنیٰ مداخلت یا ان کی طرف سے کسی احتجاج کے بغیر مکمل ہو گیا اور وہاں کے مسلمان

ر اولاد بخاری، اس آگ میں جلتے رہے یہ فساد انگیز روایت اس کلمہ کی یہودی مارکسی لونا شارسکی سوویت کی اٹرائسکی وزیر دفاع کر رہے تھے۔ الا ان کے ذہن سے تابناک ماضی کے تما مٹا رہا تھا۔ مختصراً یہ ذہنی تطہیر، ایک ذریعے انسانی ضمیر کو سلا دینا اور اس ک تادیب کے ذریعے بالجبر اجتماعی بن دشمنی ہے۔

اشتراکی انقلاب کا نظریہ ک مسئلے کا اور ان کے لیے ایک تمدنی تھیوڈور ہرتزل کی رائے یہ تھی کہ فط آماجگاہ ہے۔ ہمیں یہ تو علم ہے کہ جو فری میسنری کے درجوں میں تیار صیہونیت جدید کے بانی ”ہما کے دقت نظر کے حاصل ہونے پر کی وجہ سے وہ میرا پیشوا اور ہیرو ہمیں بخوبی علم ہے کہ شق کے بیچ کس نے ہوئے۔ ۱۹۱۸ء میں انگریز یہودی فوجی افسر تھا، یہود مارکسی فری میسن روز شائن جاند

داؤلادنجاری، اس آگ میں جلتے رہے۔

یہ فساد انگیز روایت اس کلمہ کی عملی تفسیر تھی یعنی اشتراکی انقلاب کی جس کی قیادت اسلامی ریاستوں میں یہودی مارکسی لونا شارسکی سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی برائے ترقی ثقافت کا سربراہ اور یہودی ٹراٹسکی وزیر دفاع کر رہے تھے۔ ان سب پرمستزاد ذہنی تطہیر کا عمل تھا جو ان کے ذہن سے تابناک ماضی کے تمام آثار از قسم مذہب و ملت، عرف و عادت اور اخلاق و عقائد وغیرہ مٹا رہا تھا۔ مختصراً یہ ذہنی تطہیر ایک ایسا عمل ہے جس میں مختلف قسم کی وحشتناک تعذیب و تادیب کے ذریعے انسانی ضمیر کو سلا دینا اور اس کی جگہ اخلاق کا جدید مفہوم جاگزین کرنا ہے۔ دوسرے الفاظ میں تہدید و تادیب کے ذریعے بالجبر اجتماعی ارتداد کا عمل ہے مسلمانوں کے ساتھ کتنا شدید تعصب اور کتنی سخت دشمنی ہے۔

اشتراکی انقلاب کا نظریہ کارل مارکس کے ذہن کی اُچھ ہے جو اس کے نزدیک دنیا میں یہودی مسئلے کا اور ان کے لیے ایک قومی وطن کی ایجاد کے لیے واحد حل ہے۔ جبکہ اس کے صہیونی دوست تھیوڈور ہرٹزل کی رائے یہ تھی کہ فلسطین دنیا کے یہودیوں کے لیے قومی وطن کے طور پر فلسطین واحد آماجگاہ ہے۔ ہمیں یہ تو علم ہے کہ دونوں حضرات کارل مارکس اور تھیوڈور ہرٹزل وہ فری میسنز تھے جو فری میسری کے درجوں میں تیس درجے طے کر کے اکتیسویں میں قدم رکھ چکے تھے۔ اور دونوں نظریہ صہیونیت جدید کے بانی ”موزیس“ کے شاگرد تھے۔ جس کے متعلق کارل مارکس کہتا ہے ”اس عبقری کے دقت نظر کے حاصل ہوتے خیالات میں توارڈ اور میرے عقیدے سے اس کی آراء کے موافق ہونے کی وجہ سے وہ میرا پیشوا اور میرے لیے نمونہ ہے..... وہ بالغ فکر و نظر کا مالک شخص ہے“

ہمیں بخوبی علم ہے کہ مشرق وسطیٰ میں اشتراکیت کی بنیاد کیسے پڑی۔ عربوں کی سرزمین میں اس تحریک کے بیج کس نے بوئے۔ ۱۹۱۹ء میں جب فلسطین انگریزوں کے زیر انتداب تھا اور اس کا

سربراه اىك انكرىز يهوى فوجى افسر تها جس كى ءءمء ماسكو كى كو منئن كى مركزى كمىٲى كے مندوب كے طور پر يهوى ماركسى فرى مين روز شائن ءاضر هوا۔ اس نے وهاں پهلى كمىونسٲ پارٲى رجعت پسندوں اور استعمار كے

خلاف جنگ لڑنے کے لیے قائم کی۔ رجعت پسندوں کے خلاف جنگ سے ان کی مراد تھی، لوگوں کی زندگی سے دین کے عمل دخل کو ختم کر کے اس کی جگہ لادینیت کو رواج دینا۔ اور استعمار کے مقابلے سے ان کی مراد مغربی سرمایہ پرست استعمار کو برے دخل کر کے اس کی جگہ مشرقی اشتراکی استعمار کو مستحکم کرنا تھی۔ مقبوضہ فلسطین سے اشتراکیت کے شعلوں نے اڑ کر پڑوسی عرب ممالک کے مراکز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ تقاریر میں اس طرف اشارہ ہے کہ فلسطین میں یہود کے قومی وطن کے قیام کے نظریہ سے یہ امید پیدا ہوتی ہے کہ عالم عرب عنقریب سوویت یونین کی آغوش میں پناہ لے گا جو مغربی استعمار کے چنگل اور سازشوں سے نجات کا واحد ذریعہ ہے۔

مصر میں پہلی کمیونسٹ پارٹی کا قیام ۱۹۲۱ء میں عمل میں آیا جس کو قاہرہ کے یہودی بنک کویل نے سرمایہ فراہم کیا۔ یہودیوں کی ایک جماعت نے وطن کی آزادی کے لیے ایک جمہوری تحریک کی بنیاد ڈالی اور فوجی افسروں میں اپنا اثر و رسوخ بڑھایا۔ شام میں کمیونسٹ پارٹی کی تاسیس ۱۹۲۴ء تک موخر رہی جب حرکی نام کے ایک یہودی نے جو کمال کے لادینی انقلاب کا ساتھی تھا، شام میں اس کی بنیاد رکھی۔

اس شر کے شعلے اڑ کر عراق بھی پہنچے جہاں کی ہر جماعت نے ماسکو کے کومنٹرون کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے حتی المقدور جدوجہد کر ڈالی اور علاقے میں اس تحریک کے فروغ کے لیے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ شام کے کامریڈ خالد بکداش کا ذکر کافی ہے جس کی سعی مشکور کا کسی طور صلہ نہیں دیا جا سکتا جو بالآخر بڑا سرکردہ کامریڈ بنا۔

یہاں یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ عرب ممالک کی تمام کمیونسٹ پارٹیاں اسرائیل کی کمیونسٹ پارٹی اور فلسطین میں یہودی مسئلے سے گہری ہمدردی کا اظہار کرتی رہی ہیں۔ یہ ان کی پیشانیوں پر کلنک کا ٹیکہ ہے جو تاقیامت نہیں مٹ سکتا۔

۱۹۴۷ء میں جب عرب افواج فلسطین کی جنگ میں کود پڑیں تو عرب ممالک کے کمیونسٹوں نے یہودیوں کے ساتھ عربوں کی جنگ و جدل میں عربوں کا ساتھ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ جو فلسطین

کے جائز حقدار ہیں۔

بائیں بازو کی جمہوریتوں کے مجلہ نے اپنی ۱۴ دسمبر ۱۹۴۸ء کی اشاعت میں وادی نیل کی کمیونسٹ پارٹی کے لیے ذیل کا بیان شائع کیا :-

”فلسطین میں اس وقت تک امن کا قیام محال ہے جب تک وہ سویت یونین کی سیاست کو نہ اپنائے عرب رجعت پسندوں اور مغربی استعمار سے جنگ کے لیے اس سے اسلحہ نہ حاصل کر لے۔ اور فلسطین کو ان کے قومی وطن ہونے کا حق جو انہیں اشتراکیوں نے مہیا کیا ہے تسلیم نہ کیا جائے اور عربوں کو ان کی عربی دینی رجعت پسند قیادت سے نجات دے کر عرب انقلاب پسندوں کو ان کی قیادت نہ سونپی جائے“

لبنان میں اخبار کمیونسٹ پارٹی کی آواز نے اپنی ۱۰ / ۴ / ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں لکھا :

”عرب افواج کی یہود پر یلغار امن کے حق میں جرم ہے“

شام اور لبنان کی کمیونسٹ پارٹی نے اپنے ایک بیان میں عربوں کی اجنبی غازی فوجوں کو فلسطین سے مل جانے کی دعوت دی۔

عراق کے مجلہ کمیونزم کا قانون نے فلسطین میں عرب ریاست کے پہلو میں یہودی ریاست کے قیام کو خوش آمدید کہا اور اسے عربوں کے وطن میں دینی رجعت پسندوں کے خلاف جنگ میں ایک دوسرے کا حلیف ٹھہرایا۔ پھر اسی مجلہ نے رجعت پسندوں اور استعمار کے پیروکاروں کی عربوں اور یہود کو دی گئی تفرقہ کی دعوت کے باوجود عربوں اور یہودیوں میں بڑھتے ہوئے تعاون کو سراہا۔

اسی مجلہ نے ۱۹۵۳ء کی اپنی اشاعت میں لکھا :

”عراقى قوم دوست اسرائىلى قوم كے ساتھ ءنگ سے انكار كرتى هے كىونكه محنت كش عربوں اور يهوءىوں سے لڑنے ميں كوئى مصلحت نهى؁ كوئى فائءه نهى بلكه مكروه عرب بورژوائىت سے لڑنا چاهىے - لهنذا استعمار اور رجعت پسندوں كے اقدامات كو ناكام كرنے كے لىے ءمهورىت پسند عربوں كو يهوءىوں سے دوستى اور تعاون كا هاتھ بڑھانا چاهىے -

اور عرب یہود دوستی کو زندہ کرنا چاہیے“

۱۹۵۸ء میں اردن کی فلسطینی مارکسی تحریک کے ترجمان ”قومیت“ کی مخالفت نے لکھا :

”ہماری یہ کوشش ہے کہ عربوں اور یہود کے مابین اخوت، دوستی اور اشتراکیت کے رشتے اُستوار کرنے کے لیے اسرائیلی کمیونسٹ پارٹی کی زیر قیادت تمام قوموں کے ترقی پسند عوام کی تائید و حمایت کریں۔“

مصر میں سوویت یونین ۱۹۵۶ء میں ناصر کی حمایت خریدنے میں کامیاب ہو گئی اور اس نے مصری حکومت کے ہاتھ اسلحے کی فروخت کی پیشکش کی اس شرط کے ساتھ کہ وہ اسلحہ مذہبی رجعت پسندوں کے خاتمے اور استیصال کے لیے استعمال کیا جائے مصر نے جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا لیکن سوویت یونین نے وعدہ کی خلاف ورزی کی انہوں نے وہ اسلحہ مصر کو نہیں دیا جو داخلی ہنگاموں اور متوقع انقلابات اور آئے دن کی بغاوتوں کو کچلنے کے لیے کام آتا۔ ناصر کی حکومت اس خسارے پر نادم ہوئی جو طاقتور مومنین کے گروہ کو اُٹھانا پڑا اور وہ سوویت یونین سے پیاسے کی طرح روز مطالبہ کرتی اور سوویت یونین اسے بہلا پھسلا کر دھوکہ دیتی ۔ یہاں تک کہ اُس نے قوم کی خوراک خرید لی حقیر سی مقدار اسلحہ کے بدلے میں۔

یہ ہر ملک میں اشتراکیت کی نشوونما کی تاریخ کا ایک مختصر سا جائزہ ہے جو اس کی حقیقت کو واضح کرنے کے لیے کافی ہے۔ جو اس پر یقین کرنا چاہے کر لے اور جو اس حقیقت کو نہ ماننا چاہے تو نہ مانے۔

آخر میں ہم اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہیں کہ ہماری اُمت کی اس قوم کو حق کی راہ سُجھائے جو کافی عرصے تک دھوکے میں رہے اور انہوں نے گمراہی کی راہ اختیار کی ۔ ان میں سے بعض نے اپنا قبلہ ماسکو کو بنایا اور بعض نے واشنگٹن، لندن اور پیرس کو۔ اور ان کا خیال تھا کہ دائیں یا بائیں بازو

میں سے ایک راستہ اختیار کرنے کے سوا چارہ نہیں اے اللہ انہیں سیدھی راہ دکھائے جس پر ہمارے قائد اور زعیم اور سردار دو جہاں محمد بن عبداللہ علیہ وسلم چلے۔ آمین ثم آمین۔

۹۶ - عیسائی مشنریاں

عیسائی مشنریوں استعمار یاد آجاتا ہے کیونکہ جو اس کا محتاج ہے اس ہے اور اس کے لئے استشراق اسلامی غیر مسلح جنگجو ہیں جو فکر و قلم ہیں جن کے آگے اونچے عیسائی مشن یا عیسائی اور کثرت سے اللہ کے کے تابع ہو جائیں تو ال مستشرقین اور مسیحی عادات و اطوار، اقوام اور سیاست سے بخوبی روزگوشاں ہیں جس علمی انہیں عبور حاصل ہوتا ہے وغیرہ جیسے معمولی امور تک ہے کہ وہ استعمار کے لیے

لے عیسائی مشنری اور استعمار ڈاکٹر مصطفیٰ سباعی شریعت کال

۹۶۔ عیسائی مشنریاں ۱۷

عیسائی مشنریوں کے ذکر کے ساتھ استشرق کا ذکر بھی لازمی ہے اور جب استشرق کا ذکر ہو تو استعمار یاد آ جاتا ہے کیونکہ یہ سب ایک دوسرے کے لیے چرواہے کے عصا کی حیثیت رکھتے ہیں جو اس کا محتاج ہے اس پر ٹیک لگاتا ہے، اپنے ریوڑ کے لیے پتے جھاڑتا ہے اور اس سے ہانکتا ہے اور اس سے اسے دیگر کئی فائدے ہیں۔

استشرق اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے خلاف غیر مسلح صلیبی جنگ ہے اور مستشرقین غیر مسلح جنگجو ہیں جو فکر و قلم اور ان کے پس پردہ بغض و عناد اور مکروفریب جیسے ہتھیاروں سے لیس ہیں جن کے آگے اونچے اونچے پہاڑ بھی رائی کا دانہ بن جاتے ہیں۔

عیسائی مشن یا عیسائیت کا پرچار موسیقی کا عمدہ کلمہ ہے جس کا مطلوب و مقصود لوگوں کو آسانی اور کثرت سے اللہ کے دین سے ارتداد کی دعوت دینا ہے۔ اگر لوگ چاہیں کہ وہ ان پرچارکوں کے تابع ہو جائیں تو ان کے مذہب میں داخل ہو جائیں۔ یہ ان کا کیا ہی اچھا فعل ہوگا۔

مستشرقین اور مسیحی مشنریوں کی اکثریت متعصب علماء کی ہے وہ مشرق کے حالات، مذاہب، عادات و اطوار، اقوام، ان کے علوم و فنون، ان کی تاریخ جغرافیہ ان کے آداب، طبائع اقتصادیات اور سیاست سے بخوبی واقف ہیں، نیز اپنے نصب العین کے حصول کے لیے جس کے وہ شب و روز کوشاں ہیں جس علم کی ضرورت پڑتی ہے اس سے بہرہ ور ہیں حتیٰ کہ ان کی مادری زبانوں پر بھی انہیں عبور حاصل ہوتا ہے وہ ان کے قلبی احوال، طعام و شراب کی انواع و اقسام، ان کی پسند و ناپسند وغیرہ جیسے معمولی امور تک سے آگاہ ہیں۔ یہ تو تصویر کا ایک رخ ہے دوسری طرف ان پر یہ لازم ہے کہ وہ استعمار کے لیے ان ممالک میں بہتر خطوط پر راہ ہموار کریں اور انہیں غلام بنانے کے لیے

۱۵ عيسائى مشنرى اداروں اور استشرق كے متعلق ءو كچھ ميں ضبط تحرير ميں لايا هوں اس كے ليے ميں اسلام كے داعى كبير ڈاكٲر مصطفى سباعى شريعت كالج ءامعه دمشق كے سابق پرنسپل اور استاذ محب الدين الخطيب رحمهم الله كا مشكور هوں۔

فضا سازگار بنائیں۔ خصوصاً اگر ان مبلغین کی استطاعت ہو تو انہیں ایثار و قربانیوں کے لیے تیار کریں جو ظاہر ہے کلیسا کے لیے ہوتی ہیں اور اس بات کی ضمانت ہوتی ہیں کہ وہ طویل عرصے تک عبودیت اور پیروی کریں۔

اس مقصد کے لیے عیسائی مبلغین گرجا، مذہبی انجمنوں اور مذہبی کانفرنسوں کی خدمت مخبروں کے طور پر کرتے ہیں جن میں اپنے اول شکاروں (نومسیح) سے متعلق تجربات و تحقیقات کا تبادلہ کرتے ہیں تاکہ وہ ان کے لیے جوتے تسمے بنتے ہیں، شکاری کتوں کی طرح جاسوسی کریں۔ ان کی قوم جو کل تک ان کے بھائی تھے کڑی نظر رکھتے ہیں۔

لہذا عیسائیت کی تبلیغ کا مطلب تنصیر ہے، تکفیر کا مطلب مبلغ اور کافر بنانے والے کے وسیلے سے مسلمانوں کا اپنے دین سے پھر جانا ہے۔

ارتداد غلامی کا پیش خیمہ (مقدمہ) ہے۔ اسی لیے غیر سامراجی طاقتوں کی نسبت سامراجی ممالک عیسائیت کی تبلیغ اور استشرق کو بڑی اہمیت دیتی ہیں۔ اس کی روشنی میں عیسائی مشنریوں، مستشرقین اور عیسائی سامراجی ممالک کی وزارتِ خارجہ کے مابین گہرے روابط کا اندازہ لگانا آسان ہے۔ کیونکہ سامراج عیسائی مبلغوں کو بلی کے پنجوں کی طرح استعمال کرتے ہیں جس سے وہ شکار کرتے ہیں۔ ان کے لیے عیسائی مبلغ استعمار کو گڈریے کے عصا کی طرح استعمال کرتے ہیں جس سے وہ اپنے ریوڑ کو ہنکاتے ہیں دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں جو ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہوسکتے۔

مستشرقین ہی نے مسلمان ممالک کے ساتھ صلیبی جنگوں کی راہ اس طرح ہموار کی جس طرح علمی تحریک کے ذریعہ سے ان کے علوم و فنون اور معارف پر بزور قبضہ سے پہلے اثر انداز ہوتے تھے۔

ان سامراجیوں نے ہماری سر زمین پر قدم رکھتے ہی ترقی یافتہ ممالک اور سرکردہ لوگوں پر اپنی یلغار کر دی اور انہیں مالِ غنیمت سمجھ لیا جس میں مقدم مختلف علوم و فنون اور آداب پر لکھے ہوئے نادر و نایاب قلمی نسخے اسلام کا عظیم ورثہ تھے۔ جو ترجمہ کے بعد استشرافی علوم کے مرجع کا کام دیتے، ان تراجم سے بعض پر ہمارے ابنائے وطن تربیت لے کر ماہر بن بیٹھے، پھر جو کوئی ان کی طرف دیکھتا ہے وہ

اسے اپنی ڈاکٹریٹ کی ڈگری دکھاتے ہیں یا گفتگو سے انہیں مرعوب کرتے ہیں۔ وہ کھوکھلے ڈھول ہیں جو کھڑکتے بہت ہیں جیسے تھوٹھا چنا باجے گھنا۔ اور طوطوں کی طرح جہل مرکب کی رٹ لگاتے ہیں جسے وہ علم کہتے ہیں جو قوم کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کے اہل نہیں ہیں۔

انیسویں صدی عیسوی میں جب مغربی استعمار کو استحکام حاصل ہو گیا تو عیسائی مبلغوں کی کوششیں بھی تیز تر ہو گئیں۔ اور سب سے نمایاں کارنامہ ان کا وہ تبلیغی کانفرنس تھی جو انہوں نے پیرس میں ۱۹۰۲ء میں منعقد کی تھی جس کی بازگشت کافی دیر تک سنائی دیتی رہی۔ پھر تو مشرقی علوم اور مشرق کے حالات کی مزید معرفت حاصل کرنے اور ان سے پہلے جو وسائل اور معلومات جمع کی گئی تھیں ان کو جاننے کے لیے مسیحی کانفرنسوں کا تانتا بندھ گیا۔ ان مبلغین کے جملہ مصارف، کانفرنسوں کے اخراجات، دُور دراز مقامات کے دوروں اور دیگر ضروریات کے مصارف ان کی سامراجی حکومتیں برداشت کرتی ہیں۔

مندرجہ بالا امور کی بنیاد پر ہر شخص کے لیے ان غیر مسلح صلیبی جنگوں جو مسیحی تبلیغی مشن اور استشراق کے نام سے موسوم ہیں، کے حقیقی مقاصد کا سراغ لگانا آسان ہے۔ نیز اس ہلاکت خیز تحریک کے قریب اور بعید کے اہداف (اغراض و مقاصد) اور ان کے عواقب و نتائج کسی سے ڈھکے چھپے نہیں رہے۔ اس تحریک کے متعلق اگر یہ کہا جائے تو کم ہے کہ: یہ ایک عقیدے کی جنگ ہے جس کے مقتول مُرتدّین ہیں اور اس کے مجروحین وہ حیران و پریشان لوگ ہیں جن کے دلوں میں شکوک و شبہات اور وسوسے گھر کر گئے ہیں ان کے عقیدے کے متعلق۔

مسیحی مشنوں اور استشراق کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں :

۰ — دینی اغراض: مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل کرنا اور ہر ممکن طریقے سے انہیں اپنے دین سے

برگشتہ

کرنا۔ طعن و تشنیع کے ذریعے۔ ترغیب و تحریص کے ذریعے۔ مکر و فریب سے۔ بہتان لگا کر۔
تحریف و تصحیف کے ذریعے۔

۰ - اقتصادی اغراض: زمین کے اوپر اور زمین کے پیٹ میں جو خزانے مدفون ہیں ان کا انکشاف
کرنا۔

خام مال، خوراک، لباس اور صنعت کے مصادر پر قبضہ کرنا۔ منڈیوں پر چھا جانا اور کم سے کم

اُجرت پر مزدور حاصل کرنا۔

• — علمی مقاصد :- باہم متخاصم عقائد کے تضادات سے آگاہی حاصل کرنا اور ان پر غلبے کے

وسائل معلوم کرنا۔ ان کی میراث سے استفادہ کرنا اور ان کے قلمی نسخوں پر متصرف ہونا ۔

• — سیاسی اغراض : سیاسی میلانات اور سیاسی اختلافات سے بہرہ ور ہونا اُس قوم پر مکمل

اقتدار حاصل کرنے کے لیے ان کے اعلیٰ عہدیداروں کے ضمیر خریدنے کی کوشش کرنا جاسوسوں

اور مخبروں کو بھیجنا ، اپنے حمایتی جماعتیں اور گروہ پیدا کرنا ، ان کی صفوں میں فتنوں اور

سازشوں کے بیج بونا ، انہیں ایک دوسرے سے لڑانا ۔

• — استعماری مقاصد : یہ اصل مقصد ہے کہ ان کے ممالک پر قبضہ کرنا اور ان کے باشندوں کو

مزاحمت کرنے والی شخصیتوں سے توڑ کر ان کے اسباب بقا اور طاقت کو ختم کر کے ان کو غلامی

کی زنجیروں میں جکڑ دینا۔

صداقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ، اس کی دعوت اور اس کی کتاب میں تشکیک ، قرآن کے

منجانب اللہ ہونے اور اس کے اعجاز میں صحاح ستہ کی صحت اور اہمیت ، سنت مطہرہ میں

تشکیک ، اُمت اسلامیہ کی وحدت ، شریعت اسلامیہ کے قابل عمل اور حکومت کے اہل ہونے ،

تاریخ اسلامی کی عظمت اور اجداد کی تہذیب قیمہ میں تشکیک ، اپنی کھوئی ہوئی مجد و بزرگی

کے دوبارہ حصول کے امکان اور جادہ حق وغیرہ کی طرف رجوع میں تشکیک ان سب اہم امور میں

شک و شبہ ، مستشرقین اور مسیحی مبلغین کے مکائد ہیں تاکہ وہ مسلمانوں کے عقائد متزلزل کر

کے اگر ہو سکے تو ان کے اپنے دین سے پھیر دیں تاکہ وہ اس کے اپنے پشت پناہ سامراج کی امن

وسلامتی کے ساتھ خدمت سرانجام دے سکیں ۔ مسیح کی رضا حاصل کرنے کے لیے نہیں ،

کیونکہ مسیح ان سے بری ہے اور وہ مسیح سے بری ہیں ۔

اڤنے اغراض ومقاصء ءے ءصول ءے لےے مسےءى مبلعےن اور مستشرقےن ءو وسائل اور ءلے استعمال ءرتے هےن وه ءرء ذلل هےن :-

- — مقامی اور عالمی رسائل کی نشر و اشاعت وغیرہ ۔
- — اطباء کی شکل میں عیسائی مبلغین کے وفود بھیجنا ۔
- — انسانی اور فنی خدمات کی شکل میں عیسائی مبلغین کے وفد بھیجنا ۔
- — آفت زدگی کے ایام میں ان سے نجات کے لیے معاون کی شکل میں مبلغین کو بھیجنا ۔
- — ترقی و خوشحالی کے لیے اجتماعی خدمات بجالانے کی شکل میں مبلغین بھیجنا ۔
- — کانفرنسیں اور جلسے منعقد کرنا اور ان میں تقریریں کرنا اور مقالے پڑھنا ۔
- — ایسی مؤلفات شائع کرنا ، جو بظاہر علوم انسانی کی ترویج کے لیے ہوں، تہذیب و ترقی کے لیے ہوں ۔
- — اخبارات و رسائل کی اشاعت، مقالات لکھنے، شرح لکھنے، اور تحقیقات میں تعاون و اشتراک ۔
- — قرآن کریم اور اہم اسلامی کتب کے غلط تراجم شائع کرنا ۔
- — فری میسن کے نقطہ نظر کی حامل تاریخ اسلام لکھنا ۔
- — اسلام اور مشاہیر اسلام کے متعلق جھوٹے قصے گھڑنا ۔
- — جدید و قدیم مشاہیر اسلام کی سیرت کو بگاڑ کے پیش کرنا ۔
- — اسلام سے باغی فرقے اور مذاہب کی تخلیق کے لیے عمل کرنا ۔

۰ - لہو و لعب کے مراکز کھول کر اور فحش رسالے شائع کر کے، جنسی کہانیاں شائع کر کے،
جنس اور

منشیات کی تجارت کو رواج دے کر اُمتِ مسلمہ میں فواحشات کی اشاعت کرنا، اور اس طرح اسے
کمزور کرنا۔ لے

لے اس طرح کی ایک اہم شخصیت سے میں خود واقف ہوں، جس کا عرب ملک میں ایک مسیحی
تبلیغی مدرسہ ہے اور نائٹ کلب بھی۔ وہ جنس اور منشیات کی تجارت بھی کرتا ہے اور لوگوں کا
خیال ہے کہ وہ جاسوس ہے۔ کون اس کی تحقیق کرے اور کون جواب دے؟

۰۔ لادینی مسیحی تبلیغی سکول اور کالج قائم کرنا۔

یہ تو وہ حربے تھے جو عیسائی مبلغین نے انیسویں صدی میں اختیار کیے۔ بیسویں صدی میں ان کا طریقہ کار بدل گیا ہے اور ان کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے عرب اور اسلامی ممالک کے مرکزی شہروں میں اپنے مراکز بنا لیے ہیں۔ قاہرہ، اسکندریہ، بیروت، حلب، عمان یا بحرین کا تو ذکر ہی کیا کہ مبلغین کی کوششوں سے ان شہروں کے لوگوں کے ذہن پر خوفناک تیزی سے چھا گئے ہیں بلکہ ہندو پاک، انڈونیشیا، ترکی، ایران حتیٰ کہ تمام افریقہ کیا شمالی، کیا وسطی اور کیا شرقی اور غربی تک ان کی ترکتازیوں سے محفوظ نہیں عیسائی مبلغین نے عالم عرب اور عالم اسلام میں بعض مقامات کو اپنا مرکز بنا لیا ہے جو ان کی فوجوں کے لیے چھاؤنیوں کا کام دیتے ہیں۔ جہاں سے نکل کر حملے کرتے ہیں اور قتال کرتے ہیں جب حملے سے فارغ ہو جاتے ہیں تو پھر اپنی ان چھاؤنیوں کی طرف لوٹ آتے ہیں تا کہ تازہ دم ہو کر نیا حملہ کریں۔

قاہرہ میں مورخہ ۴/۴/۱۹۰۶ء کو عربی پاشا کے گھر میں ایک اہم مسیحی تبلیغی کانفرنس منعقد ہوئی جو پادری سیموئیل زویمر کی مساعی کا نتیجہ تھی، پھر وہی اس کا صدر بھی منتخب ہوا۔ اس نے صدارتی خطبے میں کہا :

"اسلامی ممالک میں مبلغین بھیجنے کے دو فائدے ہیں۔ ایک مسلمانوں کو دائرہ نصرانیت میں داخل کرنا۔ دوسرا اگر وہ نصرانی نہ بنیں تو ان کو ان کے دین سے پھیر دینا"

سب سے اہم موضوع جو کانفرنس کے شرکاء (نام نہاد شیوخ الاسلام اور علماء جو تمام رات لارڈ کرومر کے ساتھ جاگتے رہے جو مسیحی تبلیغ کا حامی اور فری میسنری استعمار کا سرغنہ تھا، بھی اس میں شریک ہوئے) کے زیر بحث آیا وہ تھا 'ارتداد' کانفرنس کے شرکاء نے مسلمانوں کی صفوں میں ارتداد اور نصرانیت کو فروغ دینے کے لیے تجاویز پیش کیں اور اس کے اسباب و وسائل اور نتائج

و عواقب اور اس كے مستقبل اور اُمت پر اس كے سىاسى و اقءصاءى اثرات كا جائزه لىا. كانفرنس كے اىءنڈے (ءءول) مىں ءو ءوسرے موضوعات شامل تھے وه يه هیں:

• - ءنیا مىں مسلمانوں كے اءءاء و شمار كا ءلاصه.

• - افریقہ میں اسلام کو پھیلنے سے روکنا۔

• - سلطنت عثمانیہ میں " " " "

• - ہند میں " " " "

• - ایران میں " " " "

• - ملایا میں " " " "

• - چین میں " " " "

• - ترقی پسند اور روشن خیال مسلمانوں میں جن نظریات کا پھیلاؤ ضروری ہے

• - عامة المسلمين میں " " " "

• - مسلمان عورتوں کے حالات ۔

• - نصرانیت قبول کرنے والوں کی امداد کے وسائل ۔

• - مبلغین سے متعلق موضوعات ۔

کانفرنس کے شرکاء کی رائے یہ تھی کہ عوام کو اپنی طرف راغب کرنے کے لیے موسیقی کے آلات سے مدد لینا مفید ہے۔ اور ان کا قرب حاصل کرنے کے لیے ان پر احسان و مہربانی کرنا ضروری ہے، خصوصاً جس قدر ممکن ہو مخلوط مجالس منعقد کرنا۔ اور ان کی مادری زبانیں اور قرآن کی چند سورتیں سیکھنا ضروری ہے۔

ترقی پسندوں کے متعلق انہوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ان کی توجہ اسلام اور قرآن و سنت پر اہم اعتراضات کی طرف منعطف کرائی جائے، خصوصاً طلاق، تعدد ازدواج، پردہ پر آزادی نسوان کے

نام سه عورت كه حقوق از قسم پردے سه آزادی و غيره جي سه اعتراضات اٹھانا۔ بيرون ممالك ميں ان كي اعلىٰ تعليم كا اهتمام كرنا، مجالس اور جماعتين قائم كرنا، سينما اور مقامى فن كي حوصلہ افزائى كرنا۔ سركرده مغربى مستشرقين كي كتب اور مقالات كي ان ميں نشر و اشاعت و غيره جي سه مفيد وسائل سه كام لینا، ليكن ان كه زياده اهم شبهات ايك طرف مسيحيت اور مغربى تهذيب كه مابين

تعلق پر، دوسری طرف اسلام اور شرقیین کے تاثر کے مابین تھے۔ کانفرنس کے اہم فیصلوں میں سے ایک جامعہ ازہر کو خورد بین کے تحت رکھنا۔ اور ایک طرف تو اس کے مقابلے کے دریے ہونا اور دوسری طرف اس کے اثرات کو زائل کرنا تھا۔ لہذا انہوں نے اصلاح ازہر اور اس کی تجدید کا مطالبہ اٹھایا۔ اس کام کا بیڑہ شیخ الاسلام (شیخ الاطاعت) اور قابض طاقتوں کے مفتی لارڈ کرومر کے گہرے دوست شیخ محمد عبدہ نے اٹھایا جو دنیا کو اٹھاتا اور بٹھاتا تھا حتیٰ کہ وہ اپنے ارادوں یعنی اسے قدیم اصولوں سے منحرف کرنے اور نئے اصولوں کے مطابق چلانے اور اس میں عصر حاضر کے اسلوب یعنی جدید علوم داخل کرنے میں کامیاب ہو گیا یہاں تک کہ وہ نہ ازہر شریعت باقی رہی اور نہ جدید علوم کی یونیورسٹی بن سکی۔ قدیم ازہر کے ختم ہونے کے ساتھ ہی وہ طاقت بھی ختم ہو گئی جو مصر، افریقہ اور عرب ممالک کو فاضل اور اجل علماء، حفاظ اور مبلغین فراہم کیا کرتی تھی اب اس سے نیم ملا ادھورے متعلم نکلنے لگے۔ نوبت یہ آئی جا رسید کہ لوگ اس کے متعلق کہنے لگے کہ ازہر میں ۱۴ برس اسلام پڑھا لیکن اسلام کو سمجھا نہیں۔ جی ہاں اسلام کا فہم تو یورپ میں مستشرقین اساتذہ کی تعلیم و تدریس سے حاصل ہوتا ہے جہاں پر شیخ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرتا ہے اور پھر وہ استاد محترم ڈیش فلاں فلاں کہلاتا ہے۔ انہوں نے حرف ش (مشیخت کی علامت) کو چھوڑ کر اس کی جگہ حرف د پر اکتفا کر لیا، غالباً یہ شیخ تو استغفر اللہ بھول گیا لیکن اس ڈاکٹر یعنی پوپ ہربرٹ نے جو ایک فرانسیسی راہب تھا اندلس کے اسلامی مدارس میں علوم حاصل کیے جب ان سے سند فراغت حاصل کر کے واپس لوٹا تو ۱۹۹۹ء میں روم کے گرجا کا پوپ منتخب ہوا لیکن بیسویں صدی میں معاملہ اس کے برعکس ہو گیا۔ اب اسلامی علوم میں مہارت حاصل کرنے کے لیے لوگ غیر اسلامی ممالک کا رخ کرتے ہیں جہاں وہ ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کرتے ہیں۔

یہ بیسویں صدی کے ترقی پسندوں کی فکری غلامی کا کمال ہے۔

ان فءرى غلاموں اور مغرب كى فءرى غلامى كى دعوت دىنئى والوں مىں سب سئى زيادہ مشهور ڈاكٲر
طہ حسين ازہر كا تربيت يافتہ ہى - اس فءرى غلامى كى روش پر اس نئى علماء كى بڑى

بھاری جماعت فارغ ہو کر نکلی جو روش شیخ الاسلام محمد عبدہ نے ازہر کے لیے اور بیسویں صدی کے نصف اول میں اس سے سند فراغت پانے والوں کے لیے پسند کی تھی لیکن اللہ سے یہ امید وابستہ ہے کہ وہ ازہر میں ایمان کا نور پھیلائے تاکہ اس کی بزرگی اور اس کا وہ فعال دور پھر لوٹ آئے جس میں یہاں علماء، عاملین، مبلغین اور مجاہدین تیار ہوا کرتے تھے۔

ہندوستان میں عیسائیت کی تبلیغ اس وقت عروج پر پہنچ گئی جب مبلغین جن کا مرکز لاہور تھا، قبل از تقسیم مسلمانوں کے چند سرکردہ اشخاص کو عیسائی بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ مثلاً مولوی صفدر علی، مولوی عماد الدین، سید عبداللہ آتھم، محمد حنیف اور ڈاکٹر برخدار خاں وغیرہ ہم بعض متنصرین (عیسائی یا نصرانی بنائے گئے لوگ) پادری بن گئے جنہوں نے پشاور اور لاہور کو اپنا مرکز بنا کر عیسائیت اور تثلیث کے عقائد کی تعلیم دینا شروع کر دی۔ نوبت یہ آئی جا رسید کہ متنصر جو پہلے امیر زادہ محمد شکری تھا، نصرانیت قبول کرنے کے بعد پادری اقداتیوس کہلایا۔ مجلہ ”مشرق میں عیسائیت کی تبلیغ“ میں اسلام کے موضوع پر لکھنے لگا، اس میں اس نے ”بلادِ اسلامیہ میں عیسائیت کی تبلیغ میں ترقی“ کے موضوع پر ایک مقالہ لکھا جس میں اس نے یہ ذکر کیا کہ اڈنبرگ میں منعقدہ عیسائی مشن کی کانفرنس میں مختلف ممالک سے ۱۲۰۰ مندوب شریک ہوئے جن میں ۵۰۰ سے زائد امریکی تھے اور ان میں امریکہ کے سابق صدر روزویلٹ بھی شامل تھے۔ پروٹسٹنٹ عیسائی مبلغوں کا لشکر اس وقت تقریباً ایک لاکھ تک پہنچ گیا اور اس میں لاکھوں عیسائی ان کے مددگار تھے جو اناجیل کی نشر و اشاعت میں مدد کرتے تھے بیسویں صدی کے پہلے دہے میں انہیں عیسائیت کی تبلیغ کے بہت سے وسائل اور طریقے حاصل تھے جیسے کتب خانے، لائبریریاں، دواخانے، شفا خانے مسیحی یا مشن ہسپتال، نسخے تجویز کرنے والے اطباء، تیمار داری کے ادارے، یتیم خانے اور بے آسرا لوگوں کے ٹھکانے، ہزاروں کی تعداد میں سکول، اور کالج اور باغات وغیرہ۔

ہند و پاکستان کے موجودہ حالات بھی پہلے سے بہتر نہیں ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
لے

لے بھٹو کی حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد عوام اور حکومت شریعت اسلامیہ کے نفاذ کی کوشش
کر رہے ہیں، ہم اللہ سے اس پُر عظمت مشن کے انجام کی دعا کرتے ہیں۔

وہی ہے چال ہے ڈھنگی

جو پہلے تھی سواب بھی ہے

درج ذیل اہم اسباق کے ہولناک نتائج ان افکار و مسائل پر روشنی ڈالتے ہیں جو ہم نے گزشتہ صفحات میں عیسائی مشنریوں اور استعمار کے ساتھ ان کے تعلقات کے متعلق بیان کیے ہیں :-

مسیحی تبلیغی استعماری المانی کانفرنس جو بیسویں صدی کے اوائل میں منعقد ہوئی، کے مندوبین نے درج ذیل فیصلے کیے :-

۱۔ کانفرنس اس امر پر متفق ہے کہ جرمن سامراج کی سیاست میں سیاسی مقاصد اور اقتصادی مقاصد کو دینی

اعمال کے ساتھ ضم کرنا لازم ہے۔

۲۔ اقتصادی میدان میں مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے نوآباد ممالک میں دین مسیحی پھیلانا ضروری ہے۔

۳۔ مقامی مسلمانوں کو جب تک وہ مسیحی مدارس سے نفرت کرتے رہیں گے لادینی مدارس میں تعلیم دینے

کے سوا چارہ نہیں۔

۴۔ ان لوگوں پر جو مقبوضہ نوآبادیات میں صاحب اقتدار ہیں واجب ہے کہ وہ اسلامی تحریکوں

اور جماعتوں اور ہر اس سبب کی مقاومت کریں جو اسلام کی طاقت میں توسیع کا سبب ہو۔ مسلمانوں میں ضبط ولادت اور آبادی کی منصوبہ بندی کی حوصلہ افزائی کریں۔ اور انہیں تعدد ازواج سے روکیں۔

آخر میں کانفرنس نے اس بات پر زور دیا کہ دنیا کے مسیحی ہر طرف سے عالم اسلام پر غارتگری کے لیے یلغار کر دیں۔

پادری مبلغ لیسوس جرمن عیسائی مشن کا بانی کہتا ہے :

”مشرق مغرب کو پکار رہا ہے تاکہ وہ مسیح کے ذریعے اسے طاقت پہنچائے اور اسے آزاد کرائے۔ آؤ عالم اسلام کے قلب کی طرف آؤ تاکہ ہم صلیب کو ہلال پر غالب کریں“

”صلیب اور ہلال کے درمیان جنگ کی آگ صرف دور دراز ممالک میں ہی

نہیں بھڑک رہی بلکہ عنقریب یہ ان مراکز میں بھی بھڑکنے والی ہے جہاں سے اسلام اپنی حمایت و نصرت طلب کرتا ہے، نیز جب تک مسلم اقوام دارالخلافت آستانہ کی طرف متوجہ ہیں، ہماری تمام کوششیں رائیگاں ہیں بے فائدہ ہیں اگر ہم اسے (خلافت) کو ختم کرنے کی کوئی راہ نہیں نکالتے“

ایک اور حاسد اور آنکھوں کا اندھا مبلغ کہتا ہے :

”جب تک ہم عرب ممالک کی نظروں سے قرآن اور مکہ مکرمہ کو اوجھل نہ کر دیں تب تک یہ ممکن نہیں کہ ہم عربوں کو بتدریج اس عیسائیت کی تہذیب کی طرف لے جائیں جس سے صرف محمد ﷺ کی ذاتِ گرامی قدر اور اس کی کتاب نے انہیں بچایا تھا“

۱۹۱۱ء کے سال کا عیسائی مبلغین کا آخری اجتماع جو اس سے ۵ سال قبل قاہرہ میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں مندوبین نے لکھنؤ میں اپنی کانفرنس کے انعقاد پر زور دیا تھا عرب اور اسلامی ممالک میں اس وقت تک بڑے بڑے حوادث و واقعات رُونما ہو چکے تھے مثلاً

۱۰۔ عثمانی انقلاب جس میں عبدالحمید خلیفہ عثمانی کو معزول کر کے لادینی اتحادیوں نے حکومت

سنبھال لی۔

۲۰۔ ایرانی انقلاب جس میں قاجار خاندان کی بادشاہت ختم کر کے پہلوی خاندان

تخت نشین ہوا۔

۳۰۔ مصریوں کی بیداری جس کے ذمہ دار شیخ محمد عبدہ اور اس کا اُستاد جمال الدین ایرانی جو

افغانی

کے لقب سے مشہور ہے لے

لے مؤلف عنقریب ایک کتاب شائع کرے گا جس کا عنوان ”افغانی اور محمد عبدہ کی سیاست اور عقائد کے اسرار“ ہوگا۔

لکھنؤ کی کانفرنس میں درج ذیل امور زیر غور آئے :

۱۰ - عالم اسلام رونما ہونے والے یا جن کا وقوع متوقع ہے سیاسی انقلابات کا جائزہ لینا اور ان کے

اسلام اور مبلغین پر اثرات -

۲۰ - طاقت اسلام کی توسیع کو روکنے کے طریقے -

۳۰ - مذہبی اور معاشرتی اصلاح کی تحریکیں -

۴۰ - تحریک نسواں -

پادری زویمر نے کھڑے ہو کر عالم اسلامی میں اہم سیاسی انقلابات واقع ہونے پر اللہ کا شکر ادا کیا اور حمیدی عہد کے خاتمے اور دور آزادی کے قیام پر مسرت کا اظہار کیا، کیونکہ عبدالحمید کے سلانیکا میں قید ہو جانے کے بعد مبلغین کے لیے سلطنت عثمانیہ اور ایران میں داخلہ آسان ہو گیا۔ اسی طرح اس نے اسلامی ممالک پر انگریزوں، فرانسیسیوں، روس اور ہالینڈ کے قابض ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کہا -

”عنقریب واقع ہونے والے انقلابات کے بعد عیسائی حکومتوں کے تحت مسلمانوں کی تعداد بڑھ جائے گی“

پھر قاہرہ کی مسیحی کانفرنس کا حوالہ دیتے ہوئے کہا :

”قاہرہ کانفرنس مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے عصر جدید کا آغاز تھی“

پادری اسلیٹین نے ایران کے سیاسی انقلاب پر اظہار خیال کیا جس نے حریت مذاہب کے حصول کی راہ ہموار کر دی تھی -

”مذہبی آزادی کے دور میں باب کا مذہب ماننے والوں اور بہائیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گا اور ہزاروں ایرانی اسلام کو چھوڑ کر دوسرے مذاہب اختیار کر لیں گے یا کسی مذہب پر بھی ان کا ایمان باقی نہیں رہے گا یعنی وہ لا مذہب اور لادین ہو جائیں گے“

اس کے بعد پادری ول ”مغربی تعلیم و تربیت لکھنؤ کانفرنس کے اخت کے سیاسی حالات نے اس کے براعظم افریقہ کی طرف زیاد کی بنیاد رکھنا ضروری تھا جہاں اور تاریخ اسلامی سیکھتے اور۔ میں موجود عیسائی مشنوں کو۔ ہم یہاں ایک عجیب و پکڑیں۔“ واشنگٹن کے ایک ہوتے اور انہوں نے تنقید میں جدوجہد کرنے والے مبلغین کی ت عالم کو ۲۵ سال کی مدت میں ضروری مالی اعانت کے ل اے اللہ ہمیں ص

۱۔ اسی سال قاہرہ کی کا۔ ۲۔ میں عالم عرب اور خ خلیج عربی کے خصوصاً) سے اتد کانفرنس بلائیں جو عیسائی مشن ک

اس کے بعد پادری وٹسن نے ہندوستان کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:-

"مغربی تعلیم و تربیت ایسی طاقت ہے جو نمایاں اسلامی روابط کو کمزور کر دے گی"

لکھنؤ کانفرنس کے اختتام پر یہ فیصلہ ہوا کہ اگلی کانفرنس ۱۹۱۶ء میں قاہرہ میں منعقد ہو گی ۱۹۰۷ء۔ اگر وہاں کے سیاسی حالات نے اس کانفرنس کی اجازت نہ دی تو پھر لندن میں منعقد کی جائے گی۔ کانفرنس نے براعظم افریقہ کی طرف زیادہ توجہ دینے پر زور دیا اور اس کے لیے مصر میں مسیحی مشن کے ایک خاص مدرسہ کی بنیاد رکھنا ضروری تھا جہاں سے مبلغین افریقہ بھیجے جائیں۔ اسی طرح کانفرنس نے مبلغین کو عربی زبان اور تاریخ اسلامی سیکھنے اور ان سے متعلق اہم کتب پڑھنے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔ آخر میں کانفرنس نے ہند میں موجود عیسائی مشنوں کو اپنے مبلغین افریقہ بھیجنے پر اکسایا۔

ہم یہاں ایک عجیب حادثے کا ذکر کرتے ہیں، شاید کہ عالم اسلام کے اہل ثروت اس سے عبرت پکڑیں:-

واشنگٹن کے ایک مالدار تاجر کی دعوت پر امریکہ کے اہل ثروت ۱۹۱۰ء میں واشنگٹن میں جمع ہوئے اور انہوں نے مبلغین کے بھیجنے اور اس کی اہمیت پر تبادلہ خیال کیا۔ لہذا انہوں نے اس سلسلے میں جدوجہد کرنے اور مبلغین کی تربیت کے مصارف برداشت کرنے کا عہد کیا۔ اور اس عمل کے ذریعے تمام عالم کو ۲۵ سال کی مدت میں عیسائی بنانے کا عہد کیا۔ اس غرض کے لیے اور اس تخریبی تحریک کی سال بسال ضروری مالی اعانت کے لیے انہوں نے ایک کمیٹی بھی تشکیل دی۔

اے اللہ میں نے قارئین اور سامعین کو پیغام پہنچا دیا ہے۔ اے اللہ پس تو گواہ رہ ۲۷

۱۹۰۷ء اسی سال قاہرہ کی مسیحی کانفرنس منعقد ہوئی۔

۲۔ میں عالم عرب اور عالم اسلام کے عموماً مخلص اور با مروت مفکرین اور مؤلفین اور عاملین فی سبیل اللہ اور اہل ثروت و خلیج عربی کے خصوصاً سے التماس کرتا ہوں کہ وہ عیسائی مشنریوں اور ہلاکت خیز تحریکوں کے مقابلہ کے لیے ایک اسلامی بین الاقوامی کانفرنس بلائیں جو عیسائی مشن کے مقابلہ میں مسلم مشن کا کام دے مسلمان مبلغین کی تربیت کے لیے مدارس قائم کریں اور خاص

۹۷۔ ہلاکت خیز تحریکوں (فری میسن، کمیونزم اور مسیحی

مشن) کے

عالم اسلام کے معاشروں اور نظامہائے حکومت پر اثرات

عالم اسلام کے معاشروں اور نظامہائے حکومت پر ان تین مہلک تحریکوں کے اثرات سے آگاہی کے لیے یہ بہتر ہوگا کہ قارئین کرام کرہ (گیند) کو دوبارہ نہ گھمائیں، بلکہ گذشتہ اوراق کی طرف پلٹیں اور عنوانات نمبر ۹۴، ۹۵، ۹۶ کا دوبارہ مطالعہ فرمائیں حیران کن حقائق کی اہمیت سے بہرہ ور ہونے کے لیے ہم درج ذیل سطور میں ان کا خلاصہ پیش کرتے ہیں :

۱۔ فری میسنری کی حقیقت ایک خاکہ

• - فری میسنری یہودی بنانے کی ایک عالمی تحریک ہے ۱۷

• - "یہودیوں کی عالمی جاسوسی تنظیم ہے۔"

• - "اندوہناک تالمودی خفیہ قوت ہے جو ایام مسیح میں تالمودی خفیہ قوت کے نام

سے قائم ہوئی ۲۷

فری میسنری وہ سرطان ہے جو حکومت کے اہم اور اعلیٰ عہدوں پر قابض ہے اور تنظیموں اور اقوام

متحدہ میں سرایت کیے ہوئے ہے ۳۷

فری میسنری سامراجی صہیونی تحریک ہے جو اقوام عالم کو نگل کر ایک عالمی حکومت (عظیم تر

اسرائیل) بنانا چاہتی ہے جس کے منتظم وہ خود ہوں گے ۴۷

جماعتیں اور جمعیتیں تشکیل دیں جو عیسائی مبلغین کا تعاقب کریں اور عالم عرب اور عالم اسلام میں زیر زمین کام کرنے والی خطرناک تحریکوں اور خفیہ جمعیتوں کی سازشوں کا توڑ کریں یہ قلیل عرصے میں ممکن ہے اور اللہ رب العالمین ساتھ ہے اور اب ہم مذکورہ بالا تین

۱۔ اس کتاب کا مضمون نمبر ۹۴ کا آخری جملہ ملاحظہ ہو۔

۲۔ "خفیہ قوت" کے نام سے یہ تنظیم عہد مسیح اور صدر اسلام میں کارفرما تھی۔

۳۔ اقوام متحدہ اور ایسی ہی دیگر تنظیموں میں یہود کا اثر و نفوذ ملاحظہ ہو۔

۴۔ ۱۹۴۷ء میں پیرس میں منعقدہ عالمی فری میسنری کانفرنس کی قرارداد دیکھیے۔

- - فری میسنری عالمی جنگوں، انقلابات، ہنگاموں اور فتنوں کی ذمہ دار ہے۔
- - فری میسنری کمیونزم کی ماں اور عیسائی مشن کی دایہ اور استعمار کی نگہبان و محافظ ہے۔
- - فری میسنری آزادی اور جمہوریت کے نام سے آمریت اور سیاسی استبداد کا مظہر ہے بقول اقبالؒ

۱۔ دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب

تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری (مترجم)

- - فری میسنری ہر زمان و مکان میں نظام شریعتِ اسلامیہ کے خلاف جنگ کا دوسرا نام ہے۔
- - فری میسنری کا کام اسلامی تنظیموں اور تحریکوں پر اکبریت اور رجعت پسندی کا الزام لگا کر انہیں بدنام

کرنا ہے۔

- - فری میسنری سیاست کو دین سے جدا کرنے کی علمبردار ہے۔

(بقول اقبالؒ: جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔ مترجم)

- - فری میسنری ماضی، ماضی کی قیود اور آثار اور اسلاف کے طریقوں سے آزادی کی دعوت کی علمبردار ہے۔

- - فری میسنری بیسویں صدی کے اوائل سے اُمتِ اسلامیہ کے ضیاع، اس کی حکومت کے خاتمے اور

اور اسے امامتِ عظمیٰ کے منصب سے محروم کرنے کی ذمہ دار ہے۔

- ۰ - فری میسنری عصرِ حاضر میں عالمِ اسلام میں استعمار کی حکومت کا سبب ہے۔
- ۰ - فری میسنری عہدِ قدیم و جدید میں باطنی فرقوں اور خانہ ساز مذاہب کی خالق ہے۔
- ۰ - فری میسنری وطنیت اور قومیت پرستی کی دعوت دینے والی لادینی سیاسی جماعتوں کی خالق ہے۔

۰ - فری میسنری عالمِ اسلام میں آزادیِ نسواں کی تحریکوں، نام نہاد سیاسی، اجتماعی اور دینی اصلاح کی

۱۔ مضمون نمبر ۹۵ دیکھیے۔

۲۔ کتاب کا مضمون نمبر ۹۶ ملاحظہ کیجیے۔

کی تحریکوں اور خفیہ جمعیتوں کی خالق ہے۔

- - فری میسری کسانوں اور مزدوروں کی سیاسی اور اجتماعی و معاشرتی حریت و آزادی کی خالق ہے
- - فری میسری سیاست کے میدان میں مکر و فریب، ابن الوقتی اور غاصبانہ اسالیب کی خالق ہے
- - فری میسری عالمی علم و ثقافت کے وسائل پر قابض ہے۔
- - فری میسن کافر، ملحد اور مرتد ہیں۔

ب - کمیونزم کی حقیقت ایک خاکہ

- - کمیونزم عالمی صہیونیت () کا دوسرا رُخ ہے۔
- - کمیونسٹ فلسطین پر یہودیوں کے حق کی تائید میں مغربی استعمار پر سبقت لے گئے ہیں۔
- - کمیونزم بھی فری میسری کی طرح سیاست کے میدان میں مکر و حیلہ ، ابن الوقتی اور غاصبانہ اسلوب

کے جواز کا قائل ہے۔

- - کمیونزم استعمار اعظم ہے (سب استعماروں سے بڑا ہے)۔
- - کمیونزم محنت کشوں کی حمایت کے توسل سے دُنیا پر اپنا غلبہ چاہتا ہے۔
- - کمیونزم مشرقی یورپ چین اور سوویت یونین میں عالم اسلام کے بہت سے علاقوں پر غاصبانہ قابض ہے اور وہاں کے کروڑوں مسلمانوں کو اپنا غلام بنایا ہوا ہے ۱۷
- - کمیونزم اشتراکی انقلاب کے پردے میں مغلوب عوام کو ہلاک اور دین کے اصولوں کا استحصال

کرتا ہے۔

۰ - کمیونزم عالمی مارکسی مذہب ہے جو دیگر مذاہب کی جگہ لینا چاہتا ہے۔

۱۷ کمیونسٹ مارکسی نظام کے علمبردار ملک رُوس اور چین میں آباد مسلمانوں کی تعداد عرب قوم سے کہیں زیادہ ہے۔ اور ان کے شہروں کا رقبہ براعظم یورپ سے کئی گنا زیادہ ہے۔ یہ علاقہ اور خطہ جہاں مسلمانوں کی آبادی ہے، دُنیا کے دیگر ممالک سے کہیں زیادہ معدنیات اور دوسری دولت سے مالا مال ہے۔

• کمیونزم انفرادی اور اجتماعی ذہنی تطہیر سے کام لے کر اپنا الو سیدھا کرتا ہے۔

• کمیونزم حریت پر یقین رکھتا ہے لیکن سرخ حریت پر جیسے وہ ہولناک جمہوریت پر یقین رکھتا ہے

اور گرے ہوئے لوگوں پر مسلح حملے پر ایمان رکھتا ہے۔

• کمیونزم خونی سامراجی تحریک ہے جو بے کار لوگوں، مہمل باتوں، منہدم شدہ بنیادوں، غداری،

مکرو

فریب اور خیانت پر قائم ہے۔

• کمیونزم بھی فری میسنری کی طرح دنیا میں اسلامی تحریکوں کا مخالف ہے۔

• کمیونزم فری میسنری کی طرح ہے جس کی ماں توراۃ اور باپ تالمود ہے۔

• کمیونزم کی درانتی () قوم کے چنیدہ لوگوں کی فصل کاٹنے سے عبارت ہے اور اس کا ہتھوڑا

اس بات کی علامت ہے کہ آزادی اور حریت کی ہر کوشش کو کچلا جائے۔ اور سرخ رنگ سے

عبارت ہے اپنے مخالفین اور باغیوں کے خلاف جلی ہوئی زمین کی سیاست کا اطلاق کرنا۔

• کمیونسٹ ولاء اور ماتحت ہونے کی وجہ سے سوویٹ کے جاسوس اور نگران و نگہبان ہیں۔

• کمیونسٹ کافر ملحد اور مرتد ہیں۔

ج - عیسائی مشنری کی حقیقت ایک خاکہ

• مسیحی تبلیغی مشن کا مطلب ہے کفر۔ یہ مسلمانوں کے خلاف غیر مسلح جنگ ہے۔

• مسیحی مشن مسلمان ممالک میں مادیت پرست سامراج کا پیش خیمہ ہے۔

• مسیحی مشن مغربی تعلیم پھیلاتے ہیں تاکہ مسلمانوں میں آزادہ روی کو رواج دیں۔

• مسیحی مشن کا کام فری میسنری کی طرح دسیسہ کاری، ریب و تشکیک، تحریف، تاریخ اور حقائق کو

توڑ مروڑ کر پیش کرنا اور جھوٹے قصے اسرائیلیات گھڑنا تاکہ مسلمانوں کے عقیدہ پر زبان طعن دراز کریں اور ان کے دین کو ختم کریں۔

• مسیحی مشن اپنے اغراض کے لیے اہل غرض سے مدد مانگتے ہیں۔

• مسیحی مشن اپنے مقاصد کے حصول کے لیے علمی اور انسانی خدمات کی پیش کش کرتے ہیں۔

مسیحی مشن لادینی مدارس قائم کرتے ہیں اور بچوں کے لیے باغات لگاتے ہیں۔

مسیحی مشن بہائی اور قادیانیت جیسی مہلک تحریکیں چلاتے ہیں۔

مسیحی مشن اپنے شکار کو دو راستوں میں سے ایک کو اختیار کرنے پر مجبور کرتے ہیں، نصرانیت قبول کرنا یا دائرہ اسلام سے خارج ہو جانا، میں تجھے قتل کروں گا یا تم اپنے آپ کو خود قتل کرو گے کے مصداق۔

مسیحی مشن اسلامی میراث اور ثقافت کو تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

مسیحی مشن ضبط ولادت کا داعی ہے اور تعدد ازدواج کا مخالف۔

مسیحی مشن ایسا دیو ہے جس کے ہاتھ تمام عالم اسلام کے کونوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔

مسیحی مشن احکام شریعت ناپسند کرتے ہیں اور انہیں رجعت پسندی سے تعبیر کرتے ہیں۔

مسیحی مشن نے سب سے پہلے ازہر کے خلاف تجدید کے پردے میں تحریک چلائی۔

مسیحی مشن دنیا کے عیسائیوں کو عالم اسلام کو غارت کرنے اور اس کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

مسیحی مبلغین عالم اسلام میں مغربی ممالک کے جاسوس ہیں۔

مسیحی مبلغین کے شرکاء، ایجنٹ کافر، ملحد اور مرتد ہیں۔

۹۸۔ مسلمان مبلغوں پر ارتداد کے محرکات اور سرچشموں کا

مقابلہ واجب ہے

عصر حاضر میں ارتداد کی تحریک ہم سے جن فرائض کی متقاضی ہے ان کا تعین کرنے کے لیے ہمیں اس تحریک کے منبع اور سرچشمے کا سراغ لگانا ضروری ہے پھر ہم پر اس کے منبع اور سرچشموں کو خشک کرنا اور اس کے مچھروں اور حشرات کا مقابلہ کرنا لازم ہے پھر اس مصیبت بلکہ آفت کی تکرار کو روکنے کے لیے عملدرآمد کرنا لازم ہے۔

سیلاب ارتداد کے منبع اور سرچشمے دس عظیم امور پر منحصر ہیں جو درج ذیل ہیں :

۱۔ فری میسنری ۲۔ کمیونزم ۳۔ مسیحی مشنریاں

۴۰۔ سامراج

۷۰۔ خانہ ساز مذاہب نی

۱۰۰۔ اذیت ناک فقر

اگر ہم ان سرچشموں اور ک کریں تو وہ اسباب ہیں :

۱۰۔ دعوت اسلامیہ کی ف

۰ ب۔ اس کی مخالفت کی

۰ ج۔ بیسویں صدی کے

کا زوال ۔

ان مہلک تحریکوں کے ارتداد کے سیلاب بلا کا سبب حاصل کرنے کے سوا چارہ نہیں مسیحی مشن کے مقابلے میں سے پہلے اور بعد سلطنت اسلا کے مسلمانوں کے لیے بحال کر کوئی مشکل

ءام نهى اور نه امرى ءب ءك ءمىونزم ءس ركهى اور ءاصب اسراىلى ءكوم وه ءتاىى ءن مىں
ءعائىں ءهىں اسے ءنء ءى اور ءمىونزم ءنفا ءى ءو ءعوت مءارزت ءىءى هے لىء

۴۰- سامراج

۵۰- لادینیت

۶۰- باطنی فرقے

۷۰- خانہ ساز مذاہب

۸۰- اباحت

۹۰- دیریہ تجرّد

۱۰۰- اذیت ناک فقر

اگر ہم ان سرچشموں اور کیڑے مکوڑوں سے پھیلنے والی گندگی کے اسباب کا کھوج لگانے کی سعی کریں تو وہ اسباب ہیں:

۱۰- دعوتِ اسلامیہ کی نشر و اشاعت کو ترک کر دینا۔

ب۔ اس کی مخالفت کی دعوت سے اغماض برتنا۔

ج۔ بیسویں صدی کے اوائل سے منصبِ امامتِ عظمیٰ سے محرومی کے بعد سلطنتِ اسلامیہ

کا زوال۔

ان مہلک تحریکوں کے خطروں کا مقابلہ کرنے کے لیے جو تمام عالمِ اسلامی میں متنوع اور بے پناہ ارتداد کے سیلاب بلا کا سبب ہیں دعوتِ اسلامیہ سے اغماض و غفلت اور لاپرواہی سے نجات حاصل کرنے کے سوا چارہ نہیں۔

مسیحی مشن کے مقابلے میں مسلم مشن کی تحریک چلانے کے سوا بھی چارہ نہیں جیسا کہ ان سب باتوں سے پہلے اور بعد سلطنتِ اسلامیہ کے قیام اور منصبِ خلافت اور امامتِ عظمیٰ کے تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کے لیے بحال کرنے کے لیے تند و تیز جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اللہ عزوجل کے لیے یہ کوئی مشکل کام نہیں اور نہ امر بعید ہے۔

جب تک کمیونزم جس کا بانی کارل مارکس ہے اور صہیونیت جدید جس کی بنیاد موشہ ہس نے رکھی اور غاصب اسرائیلی حکومت جسے تھیوڈور ہرٹزل نے قائم کیا اور ہزاروں مسیحی مبلغین جنہوں نے وہ کتابیں جن میں دعائیں تھیں لکھیں اور صدقہ و خیرات جمع کیا پھر بے پناہ لشکر کے ساتھ عالم اسلام سے جنگ کی اور کمیونزم دنیا کی سب سے بڑی سلطنت بن گیا اور اسرائیلی حکومت عربوں اور مسلمانوں کو دعوتِ مبارزت دیتی ہے لیکن ہماری تاریخِ اسلامی ہمارے لیے بہترین گواہ ہے اس بات کی

کہ سب سے بڑا انقلاب حُریت صرف بندوق کی نالی سے پیدا ہوتا ہے۔ فلسطینی انقلاب کوئی دُور کی بات نہیں۔ اس کی یاد ذہن میں تازہ ہے لہذا ہمیں بھی آج ہی عمل شروع کر دینا چاہیے۔ آج نہ کہ کل اور اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

نمائی سے پیدا ہوتا ہے فلسطینی انقلاب کو نئی روح میں بھی آج ہی عمل شروع کر دینا چاہیے۔ آج نہ

تیسرا باب

حاکم اور رعایا کا ارتداد

پہلی فصل: - حاکم کے ارتداد کا مقابلہ رعایا پر واجب ہے۔ دوسری فصل: - حاکم اور رعایا کے ارتداد کی صورت میں مومن اقلیت کونسی راہ اختیار کرے۔ تیسری فصل: - برائے نام مسلمانوں اور منافق مسلمانوں کے درمیان غریب مومنین کا مقام۔ ضمیمہ: - کتاب میں مستعملہ فقہی الفاظ اور اصطلاحات کی تشریح

لہ کتاب کے مقررہ حجم سے بڑھ جانے کے خدشے کے پیش نظر اور اس کی طباعت کے اخراجات کی استطاعت نہ ہونے کی وجہ سے ہم ضمیمہ کی طباعت سے قاصر ہیں۔ اگر خدا نے چاہا تو دوسری طباعت میں شامل کریں گے۔

فصل اوّل

حاکم کے ارتداد کی صورت میں رعایا پر کیا لازم ہے؟

۹۹۰ - تمہید - امام اعظم کے ارتداد کی صورتیں - قریشیت کی شرط -

۱۰۰۰ - جب امام اعظم ارتداد صغریٰ کا مرتکب ہو -

۱۰۱۰ - جب امام اعظم ارتداد کبریٰ کا ارتکاب کرے -

۱۰۲۰ - زمین پر ضعیف لوگ -

۱۰۳۰ - اگر مرتدین کا ایک گروہ اپنی سرکشی اور آزادی کا اعلان کر دے تو

کیا کیا جائے -



۹۹۔ تمہید

اولی الامر یا امام اعظم تین قسم کے ہو سکتے ہیں :

- وہ خود صالح ہو اور لوگوں پر اللہ اور اس کے رسول کے احکام نافذ کرے۔
- یا نافرمان ہو لیکن مرتد نہ ہو اور لوگوں پر اللہ کے احکام کے مطابق حکومت کرے۔
- مرتد ہو اور لوگوں پر احکام الہی بھی نافذ نہ کرے۔

پہلی صورت : پہلی صورت میں اولی الامر کی اطاعت واجب ہے کیونکہ اس کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے موجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ " ۱۔ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ اور تم میں سے جو اولی الامر ہوں ان کی اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ رسول اللہ جب مسلمانوں کے خلیفہ کی حیثیت سے منبر پر چڑھے تو لوگوں سے ان الفاظ میں خطاب فرمایا : جب تک میں اللہ کی اطاعت کرتا رہوں تم میری اطاعت کرتے رہو اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں ہے۔ یعنی حاکم کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مترادف قرار دیا خواہ خوشی سے ہو یا مجبوراً۔ اگر اولی الامر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو رعیت پر اس کی اطاعت واجب ہے۔ اگر وہ اللہ کی نافرمانی کرے تو اس کی اطاعت رعیت پر لازم نہیں۔

جہاں تک اولی الامر کے لیے قریشیت کی شرط کا تعلق ہے تو اسلام نے یہ شرط نظام حکومت کی حفاظت، ہیبت اور استقرار کے لیے عائد کی ہے۔ کیونکہ قریش عربوں میں طاقتور غالب اکثریت والی پارٹی کی حیثیت رکھتے تھے۔ اگر ان میں سے کوئی خلیفہ ہوتا تو دوسرے قبائل میں سے کوئی اس

كى نافرمانى يا ملك مىن امن و امان كى صورءِ ءالات مىن بگاڑ پىءا كرنے كى ءراءُ نهىں كر سكا
ءها كىونكه

عرب قریش سے اور اُن کی سطوت سے ڈرتے تھے اور اُن سے مرعوب تھے۔ اگر خلیفہ اُن کے علاوہ کسی قبیلے میں سے ہوتا تو قریش کے چند افراد اُٹھ کر بآسانی اس کی نافرمانی کر سکتے تھے اور امن و امان کی صورتِ حال میں بگاڑ پیدا کر سکتے تھے۔ اس کے برعکس خلیفہ ان کو سزا دینے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا تھا یا کوئی قبیلہ اس نافرمان گروہ کے مقابلے کی جسارت نہیں کر سکتا تھا۔ یہ ایسا امر ہے جس سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے جو عرب قبائل کے اطوار سے واقف ہے ان کے اُمور سے نمٹنے کے طریقے اور ان کے قبائل کے داخلی اور خارجی نظام کی حفاظت کے طریقے، کمزور پر طاقتور کا تسلط اور کمزور کا طاقتور سے خائف ہونے کو جانتا ہے جس کے زندہ ثبوت آج تک جزیرہ عرب اور خلیج عربی کی ریاستوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

لہذا قرشیت یہاں بذاتہ مقصود نہیں ہے بلکہ علت اور غرض کے طور پر یہ شرط عائد کی گئی ہے اور علم فقہ اور اصول فقہ سے شغل رکھنے والے یہ جانتے ہیں کہ حکم علت کے وجود یا عدم کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ اگر قرشیت بذاتہ مقصود ہوتی جیسا کہ بعض جلیل القدر علماء کا خیال ہے تو اسلام دین قریش ہوتا، دین عرب نہ ہوتا یا محض عربوں کا دین ہوتا اور دو عالم کا دین نہ ہوتا۔

مزید برآں سقیفہ بنی ساعدہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد خلیفہ اوّل کے انتخاب کے لیے سقیفہ بنی ساعدہ کا اجتماع اور خلیفہ اکبر کی نامزدگی میں مہاجرین اور انصار رضی اللہ عنہم اجمعین کا اختلاف اس بات کی دلیل ہے کہ قرشیت کی شرط ان مقبول معنوں میں فرض نہیں تھی جو آج کے علماء سمجھتے ہیں جب انصار (جن کے سردار سعد بن عبادہ تھے) نے مہاجرین (جن کی قیادت حضرات ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کر رہے تھے) سے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان الفاظ میں خطاب نہ فرماتے :-

”ہم مہاجرین سابقین فی الاسلام ہیں (لوگوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے ہیں) عرب میں سب سے زیادہ اچھے نسب کے مالک ہیں ان سے زیادہ اچھے شہر والے ہیں اور ان سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے حامل ہیں“۔۔۔ الخ (یعنی مہاجرین کے اوصاف گنائے)۔

”اور اے انصار! تم ہمارے مسلم بھائی ہو، دین میں ہمارے ساتھی ہو، تم نے ہماری حمایت و نصرت کی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے ... الخ پس ہم امیر ہوں گے اور تم ہمارے وزیر اور عرب قریش کے سوا کسی قبیلے کی اطاعت نہیں کریں گے“ ... الخ۔ ”اور میں تمہارے امیر کے طور پر ان دو اصحاب میں سے ایک کو پسند کرتا ہوں عمر بن الخطاب اور ابو عبیدہ بن الجراح ...“ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور فرمایا ’ آپ کے زندہ ہوتے ہوئے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ آئیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دست مبارک اپنے ہاتھوں میں لیا اور خلافت کی بیعت فرمائی پھر تو لوگ آپکی تقلید میں خلافت کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے لگے۔

لہذا اگر قریشیت کی شرط فرض مفروض ہوتی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس خطاب کی حاجت نہ ہوتی اور انصار کے ساتھ اس امر کا فیصلہ دو لفظوں میں ہو جاتا ”الائمة من القریش“ امام قریش میں سے ہوں گے۔ اور اللہ مومنین کو جنگ وجدل سے روک دیتا۔ اس پر نہ سعد کو اور نہ جملہ انصار کو یہ مجال ہوتی کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اعتراض کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی کریں۔ اس مفروضے پر کہ انہیں مذکورہ حدیث کا علم نہیں تھا یہ دلیل اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حدیث ”الائمة من القریش“ صدر اول میں فرضیت، شرط اور لزوم کے معنی کی حامل نہیں تھی کیونکہ خبر صداقت نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل ہوتی ہے جبکہ آپ نے یہ خبر دی تھی کہ ائمہ قریش میں سے ہوں گے تو کیا عملاً وہ سقوط خلافت عباسیہ تک تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

انصار کے لیے حضرت ابوبکر کا مقولہ دلیل و برہان کے میدان میں خلافت کے لیے استحقاق قریش ثابت نہیں کرتا۔ جب آپ نے یہ فرمایا ”ولا تدین العرب الا لهذا الحي من قریش“ یعنی قبائل عرب کسی کے تابع فرمان نہیں ہوں گے اور اولی الامر میں سے کسی کی اطاعت قبول نہیں کریں گے،

جب تک وہ قریش کے قبیلے میں سے نہ ہو، حضرت ابوبکرؓ نے حدیث مذکورہ سے استدلال نہیں کیا۔ اگر قریشیت بذاتہ مطلوب ہوتی تو قبائلی عصبیت یا خاندانی تعصب، یا قومیت کا تعصب یا جنس کی عصبیت شریعت میں پسندیدہ ہوتی ہے لیکن امر واقعہ اس کے خلاف ہے اور کتنے ہی شواہد اسلام میں عصبیت کی مذمت کرتے ہیں، جنس اور وطنی عصبیت مکروہ اور جہالت کا فعل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذرؓ کو کیا خوب فرمایا جب ابوذرؓ نے ایک آدمی کو اس کی ماں کے ساتھ قومیت پر عار دلایا تھا کہ اس کا ایک فقیر وحقیر خاندان سے تعلق ہے جسے کوئی عز و جاہ حاصل نہیں، فرمایا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم غریب نہیں تھے؟ کیا تم نے ان کی قومیت پر ان کو عار دلایا؟ تم میں سے ابھی جاہلیت کے طریقے نہیں گئے یعنی تمہارے اندر ابھی تک جاہلیت کی بُرائیاں ہیں جو حسب نسب پر فخر کرنا سکھاتی ہے، پھر آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو بغیر عمل صالح کے اپنے آپ کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے سے منع فرمایا کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے: **إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ** ۱۔ ”تم میں سے اللہ کے نزدیک سب سے مکرم وہ ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہو“

بلکہ آپ (صلوات اللہ علیہ) نے تو ہمیں اس بات کی ترغیب دی ہے کہ ہم پر اگر ایک حبشی غلام بھی حاکم بنا دیا جائے تو اس کی بھی اطاعت کریں۔

اگر امر واقعہ ایسے ہی ہوتا اور اسلام ہر قسم کی عصبیت خواہ وہ کسی شکل و صورت کی ہو، کا دشمن ہے تو عقل سلیم یہ کیسے باور کر سکتی ہے کہ اسلام نے مسلمانوں پر تاقیامت خواہ کوئی عہد ہو اور کوئی مقام ہو اور احوال و ظروف کیسے ہی ہوں لاکھوں کروڑوں مسلمانوں میں سے صرف ایک معینہ قبیلے کی اطاعت فرض کی ہے اور کسی کی نہیں اور وہ قریش ہے؟

اور ایک متوازن مزاج اور معتدل طبیعت کا مالک مسلمان یہ کیسے گمان کر سکتا ہے کہ اسلام قریشی عصبیت کی دعوت دیتا ہے خواہ مرور زمانہ کے ساتھ یہ ظاہر ہو جائے کہ قریشی کے علاوہ ایک

شخص منصب امامت عظمیٰ کے زیادہ اہل ہے وہ اس سے زیادہ عالم اور عوام میں مقبول ہے۔ قرشیت کی شرط علت کے طور پر عائد کی گئی ہے اگر یہ علت غیر قرشی میں موجود ہو تو لازم ہے کہ خلیفہ قریش کے سوا ہو جس میں وہ علت پائی جاتی ہو جس کے ساتھ حکم بدل جاتا ہے اور ہم پر حرام ہے کہ ہم اس سے فرو تر شخص کی بیعت کریں اور صاحب حق اور امارت کے حقدار کو محض خاندان، قبیلے اور کے تعصب کی وجہ سے نظر انداز کر دیں۔

اگر مجرد قرشیت بذاتہ مقدس ہوتی ، اللہ عزوجل کی کتاب شریف میں قرشی (ابو لہب) کا اس بُرے انداز میں ذکر نہ کیا جاتا مسلمان اس کی مذمت بیان کرتے رہتے ہیں جب سے سورۃ ابی لہب نازل ہوئی اور تا قیامت کرتے رہیں گے۔ جبکہ اس کے سوا مشرکین میں سے کسی کا نام ذکر نہیں کیا گیا۔

قدیم و جدید تاریخ اسلام سے یہ بات واضح ہے کہ قوم کے سرکردہ لوگ جو اس نسب شریف کا دعویٰ کرتے تھے وہ اکثر بُری راہوں پر چل کر اپنے ساتھ برائی کرتے تھے کہ جس کا وہم و گمان بھی نہیں کیا جا سکتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کے لوگوں کو فرمایا تھا ”خدا کی قسم میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا اللہ کے ہاں“

ہم اس بات کی بھی تاکید کرتے ہیں کہ اگر یہ علت آج کسی قرشی میں پائی جائے تو حسد کی وجہ سے اس کے سوا کسی کو چن لینا جائز نہیں۔ اللہ ہمیں اس سے بچائے کہ ہم ایسا کر کے جاہلین میں سے ہو جائیں کاش کہ آج بھی ہم ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ یا معاویہؓ اور عمرؓ بن عبدالعزیز جیسے قرشی امام کی سعادت حاصل کر سکتے۔

قرشیت آج عبارت ہے اس جماعت ، مجموعہ اور طاقتور گروہ سے جس کی طرف ولایت امر منسوب کی جاتی یا پیش کی جاتی ہے یا انہیں حکمران مقرر کیا جاتا ہے اور لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں

اور اس كى مدد كرتے هیں ، اس كى حمايت و نصرت كرتے هیں اور يهى لوگ امن اور نظام كى درست حالت ميں ءارى رهنے اور ممالك ميں قرار و اطمينان كا سبب هیں اور قيام حدود اور احترام شريعت اور عدل و انصاف قائم كرنے ميں حاكم كى مدد كرتے هیں بغير اس كے كه حاكم الله كے سوا كسى سے ڈرے يا اپنے اعوان و انصار اور پارٹى و پيرو كاروں كى قلت يا اپنے حمايتى اور پشت پناهوں كى كمزورى كى وجه سے

اللہ کی نافرمانی کرنے والے کو محبوب رکھے۔ لہذا قرشیت اسلامی نظام حکومت میں نقص ڈالنے والی نہیں، نہ ہی ناپسندیدہ اور محل نظر ہے کیونکہ یہ قریش کی ذات کے لیے نہیں ہے بلکہ یہ قابلِ فخر اور مدح و ستائش ہے اس دین کے لیے جو ہر زمان و مکان اور اقوام تک پھیل گیا ہے اور یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے... کیونکہ یہ اس اللہ کا دین ہے جس نے ہر چیز کی تخلیق بہترین اور مضبوط طریقے سے کی ہے۔ اگر اس میں کوئی عیب، نقص یا خلل ہے بھی جیسے کہ اکثر وہمیوں کا وہم ہے تو وہ ہمارا اپنا ہے اپنا نقص اور خلل ہے جو ہمارے دلوں میں پوشیدہ ہے جو بعض اوقات ہماری عمیق فہم اور دقیق ادراک سے نصوص اور احکام کے متعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اوجھل کر دیتا ہے۔

قبیلہ قریش نے—قبیلے کی حیثیت سے—اس روز حق قرشیت ادا کیا۔ جیسا کہ اس کے معنی ہیں، جس روز کہ لوگ دائرہ اسلام سے نکلنے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اور پھر جاہلیت کی طرف پلٹنے لگے اور سوائے اہل مکہ اور طائف کے عرب کا کوئی قبیلہ اپنے دین پر قائم نہیں رہا تو ابوبکر قریشی خلیفہ اول نے مرتدین کے مقابلہ، ارکان سلطنت کے ثبات اور حکومت کی بقا کے تحفظ کے لیے اقدام کیا اور تمام قریش نے اس اقدام میں اپنے گھوڑوں اور شہ سواروں کے ساتھ آپ کا ساتھ دیا، سب کے سب نکل کھڑے ہوئے اور ان میں سے کوئی پیچھے نہ رہا۔ اس طرح گیارہ لشکر تیار ہو گئے جو ہولناک صحرا میں پھیل گئے۔ انہوں نے مرتدین کے ساتھ جہاد کیا حتیٰ کہ ان کا قلع قمع کر دیا۔ ان کے فتنے کی آگ کو بجھا دیا اور اس نوزائیدہ سلطنت میں دوبارہ امن و امان اور نظام حکومت برقرار کر دیا اور خلیفہ اول نے زمام اقتدار کو ایسی مضبوطی سے سنبھال لیا جیسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ یہ اس قول کی تفسیر ہے ”اگر قریش نہ ہوتے تو عرب ہلاک ہو جاتے لیکن قبل اس کے کہ ان کی حکومت اپنے پاؤں پر کھڑی ہوتی اکثر احوال و ظروف میں کہ ان کی حکومت کو زوال آنا تھا اور تمام مسلمانوں نے ہلاک ہونا تھا۔

ؒالباً بلىؑ معءزاة رسل صلى الله علىه وسلم مىں سے اىك ىه هے كه آٱؑ نه فرشىة سے

اس معنی کی طرف اشارہ کیا جو ہم نے قرشیت کا معنی سمجھا ہے تاکہ یہ نقطہ خالص ہو جائے جو ہر میدان میں اپنا مطلب ادا کرے خصوصاً صدر اسلام میں اس حیثیت سے کہ اگر اس وقت خلیفہ غیر قریش میں سے ہوتا تو اسلام ایک قصہ پارینہ بن کر رہ جاتا پس اللہ آپ پر یا رسول اللہ رحمتیں فرمائے۔

قریش حکومت اور ولایت عظمیٰ کے سلسلے میں صدیوں حق قرشیت ادا کرتے رہے اور فتوحات اسلامیہ میں انہوں نے عظیم کردار ادا کیا جو وسعت، سرعت اور عظمت کے لحاظ سے اس حد تک پہنچ گئیں کہ آج تک مسلمان مؤرخین کے علاوہ غیر مسلم مؤرخین تک ہکا بکا رہ گئے۔

قریش ایک مدت تک مختلف ظروف اور کٹھن حالات میں امامت عظمیٰ اور ملت اسلامیہ کے اعیان و انصار اور پشتیبان بنے رہے حتیٰ کہ فتنہ تاتار میں مبتلا ہو گئے اور ۶۵۶ھ میں خلافت عباسیہ کی مسند خلافت پلٹ دی گئی جس کے بعد قریش بحیثیت قبیلہ کے حق قرشیت ادا کرنے پر قادر نہیں رہے اس وقت سے مسلمانوں پر یہ واجب ہو گیا کہ وہ غیر قریش میں معناً قرشیت کی تلاش کریں تاکہ یہ ایک مضبوط کلیہ قاعدہ بن جائے جس کے سہارے ان کا امام اعظم یا اولی الامر (حاکم) پُر امن فضا میں اطمینان اور شان و شوکت کے ساتھ امور سلطنت انجام دے اور باسانی فرائض حکومت ادا کرے جیسا کہ یہ ساتویں ہجری کے نصف تک خلیفہ کے لیے قاعدہ کلیہ کا کام دیتی رہی۔

خلیفہ، اولی الامر (حاکم) یا رئیس مملکت کے قریشی ہونے کا اصول عصرِ جدید میں اہم اصولوں میں شمار ہوتا ہے۔ نیز یہ جمہوری یا غیر جمہوری حکومتوں اور ممالک میں برابر حاکم کی کامیابی اور تقویت کی اہم شروط میں سے ایک شرط ہے۔ مشرق و مغرب میں کتنی حکومتیں زوال پذیر ہو گئیں اور ان کے عہد میں امن و امان برقرار نہیں رہا۔ کیونکہ ان میں قرشیت کا عنصر مفقود تھا اور ان کی پشت پر کوئی جماعت کوئی گروہ کوئی قوم نہیں تھی جو اس کی حکومت کے بقاء و استحکام کی ضمانت دیتی اور امور سلطنت کو سدھارتی۔

آخر میں؁ اگر قرشیت - معناً - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی غیر قریش میں بہ کثرت موجود ہوتی تو واجباً خلیفہ غیر قریش میں سے ہوتا۔ آپ کے یہ شایانِ شان نہیں کہ آپ قریش

کے لیے محض اپنے آباؤ اجداد کا قبیلہ ہونے کے ناطے تعصب فرماتے حاشا وکلا کہ آپ قریش کے لیے عصبیت جاہلیت سے کام لیتے حاشا کہ آپ قریش، عنصری قبائلی اور قومی عصبیت کے لیے کوشش فرماتے بلکہ آپ نے تو ہمیں ان سب باتوں سے منع فرمایا اور قومی عصبیت کی دعوت کو مکروہ اور جاہلیت کی باقیات میں سے قرار دیا ہے۔

— دوسری صورت :- یہ ہے کہ امام اعظم یا رئیس مملکت اللہ کا نافرمان تو ہو لیکن ارتداد کے درجے کو نہ پہنچا ہو اور لوگوں پر جزئاً یا تفصیلاً احکام الہی کے مطابق حکومت کرتا ہو۔ اس حالت میں اس کا یہ حق ہے کہ مسلمان اس کی اطاعت، حمایت اور نصرت کریں، اس پر خروج، اس کے خلاف بغاوت یا اس کے احکام کی نافرمانی کرنا ان اسباب کی وجہ سے جائز نہیں جو یہ ہیں : اگر مسلمانوں کو اس سے زیادہ صاحب کمال اور باصلاحیت فرد اُمت میں نہ ملتا ہو جو ہر عیب سے پاک ہو لیکن اصحاب حل و عقد اہل علم اور فقیہ حضرات اسے برابر اس کے معاصی اور خطاؤں سے توبہ کی ترغیب دیتے رہیں اور اسے وعظ و نصیحت کرتے رہیں نیز خلیفہ راشد حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اس بلیغ اور مشہور خطبے کو مشعل راہ بنائیں جس کے ساتھ تاریخ میں پہلی مرتبہ انہوں نے نیابت رسول اللہ کے عہد کا افتتاح ان الفاظ میں فرمایا ”اگر میں اچھے کام کروں تو میری اعانت کرو اور اگر میں غلط کام کروں تو مجھے راہ راست پر لاؤ“ اور غلطی کو درست کرنا اور شرے ہے، حکومت کے خلاف خروج چیزے دگر۔ جن کو قدرت ہو تو ان کا رئیس مملکت کی خطاؤں پر اس کی سلطانی کی ہیبت کی وجہ سے یا اس کی رضا جوئی کی طمع میں خاموش تماشائی بنے رہنا حرام ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سکھایا ہے کہ ”دین نصیحت ہے“ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کن لوگوں کے لیے؟ آپ نے فرمایا ”اللہ، اس کے رسول اور جو تم میں سے اولی الامر ہوں اُن کے لیے“

اگر صدر مملکت کی نافرمانیاں اس قدر بڑھ جائیں کہ اس کی صفتِ عدالت پر اثر انداز ہو رہی ہوں یا حکومت اور اُمت کی شہرت کو داغدار کر رہی ہوں تو اگر وہ وعظ و نصیحت اور ترغیب و تہییب کے علی الرغم توبہ سے انکار کرے تو اس کو معزول کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

تیسری صورت :- یہ ہے کہ اگرچہ وہ فی نفسہ صالح ہو اور لوگوں حل و عقد یا ان لوگوں پر جو اس کو ہر طریقے سے جس کا انہیں موقع ملے ہی حرام ہے جیسے میت کا گھر میں حرام ہے۔

نیز اُولی الامر کے ارتداد کی بھی

۱۰۰۔ حاکم کے ارتدادِ صغریٰ کی

اگر اُولی الامر یعنی صدر مملکت وہ مُرتد ہو جائے ، جیسے وہ ترکِ اعتقاد یہ ہو کہ آج کی توراۃ اور انجیل ق ہو۔۔۔ الخ وغیرہ۔ تو ایسی حالت ثانیاً ، اس پر ارتداد کا فتویٰ لگایا جائے منصب صدارت نہ سونپا جائے۔ لیا جائے کہ اگر لوگوں میں اس کے شر بامشقت کی سزا دی جائے۔ اگر وہ طرح زندگی بسر کرے۔

۱۰۱۔ اگر حاکم ارتدادِ کبریٰ کا مرتکب

اگر صدر مملکت اللہ اور اس کے

تیسری صورت : یہ ہے کہ حاکم مرتد ہو یا لوگوں پر احکامِ الہی کے مطابق حکومت نہ کرے، اگرچہ وہ فی نفسہ صالح ہو اور لوگوں کے ساتھ اس کا برتاؤ بھی اچھا ہو۔ تو اس حالت میں اُمت یا اصحابِ حل و عقد یا ان لوگوں پر جو اس کو معزول کرنے پر قادر ہوں، کا فرضِ اوّلین ہے کہ وہ اسے فی الفور اور ہر طریقے سے جس کا انہیں موقع ملے ایسے حاکم کو معزول کر دیں اور اس میں بلاعذر تاخیر نہ کریں۔ تاخیر ایسے ہی حرام ہے جیسے میت کا گھر میں رہنا اور اس کو دفن کرنے میں عجلت نہ کرنا، بلکہ اس سے بھی زیادہ حرام ہے۔

نیز اُولی الامر کے ارتداد کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ارتدادِ صغریٰ اور ارتدادِ کبریٰ ۱۔

۱۔ حاکم کے ارتدادِ صغریٰ کی صورت میں :-

اگر اُولی الامر یعنی صدرِ مملکت ایسی معصیت میں مبتلا ہو کہ جس کے باعث وہ وہ مُرتد ہو جائے، جیسے وہ ترکِ صلوٰۃ پر مُصر ہو، یا اللہ کو گالیاں دے یا اُس کا اعتقاد یہ ہو کہ آج کی توراۃ اور انجیل قرآن کی مانند مقدس ہے، یا حشر و نشر کے بارے میں شک کرتا ہو..... الخ وغیرہ۔ تو ایسی حالت میں سب سے پہلے تو اسے اس کے منصب سے معزول کر دیا جائے۔ ثانیاً، اس پر ارتداد کا فتویٰ لگایا جائے۔ اگر تو تائب ہو جائے تو اسے چھوڑ دیا جائے لیکن اسے کبھی بھی منصبِ صدارت نہ سونپا جائے۔ اگر توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے جب وہ توبہ کرے تو یہ دیکھ لیا جائے کہ اگر لوگوں میں اس کے شر کے پھیلنے کا خدشہ ہے (اس کی آزادی کی صورت میں) تو اسے قید بامشقت کی سزا دی جائے۔ اگر وہ صالح ہو جائے تو اسے رہا کر دیا جائے تاکہ وہ ایک عام آدمی کی طرح زندگی بسر کرے۔

۲۔ اگر حاکم ارتدادِ کبریٰ کا مرتکب ہو۔

اگر صدرِ مملکت اللہ اور اُس کے رسول کے احکام یعنی شرعی قانون کی جگہ خانہ ساز قوانین نافذ

صفءه ۲۳۳ - ءارى هے

۱۰ اس ءتاب ءا عنوان نمبر ۲۳ ملاحظه هو۔

کر دے اور دلیل یہ دے کہ حالات و ظروف کا تقاضا یہی ہے یا شرعی حدود میں سے کسی حد کو منسوخ کرنے اور اس کی جگہ خود ساختہ سزا (قابلِ تعزیر جرم کے ارتکاب پر) دینے کا حکم دے یا مسلمان عورتوں کو بے حجابی پر مجبور کرے (جیسے ترکی اور افغانستان میں کیا گیا) یا سُود کو حلال قرار دے دے، یا یہ عقیدہ رکھے کہ اشتراکیت زکوٰۃ سے بے نیاز کرتی ہے، یا کمیونزم یا لادینیت کو مستحسن جانے یا کافر دشمن کے ساتھ خفیہ ساز باز کرے یا اس کے ساتھ مودّت و محبت سے پیش آئے یا اسی طرح کے دیگر کافر بنانے والے اُمور کا مرتکب ہو تو وہ اپنے منصب (صدارت) سے معزول کر دیا جائے۔ اور اس کے نائب کی وساطت سے بغیر اسے توبہ کی مہلت دیئے اس پر فوراً سزائے موت کا حکم نافذ کر دیا جائے (قتل کر دیا جائے) کیونکہ اس کا جُرم خطرناک ہے اور مسلمانوں میں اس کے ارتداد کی بیماری کے پھیلنے کا خطرہ ہے۔ عام حالات میں توبہ کی جو مہلت دی جاتی ہے اس صورت میں نہیں دی جائے گی، کیونکہ یہ طے شدہ ہے کہ عاقل بالغ کو توبہ کی مہلت دینا واجب نہیں ہے۔ اگر اس کا قتل فرض ہو جانے پر کسی نے اسے قتل کر دیا تو اس پر اجماع ہے کہ قاتل قصاص کے طور پر قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے بچایا جائے گا۔ کیونکہ مرتد کا خون اس کے ارتداد کے وقت سے حلال ہو جاتا ہے بخلاف اس کے اگر وہ توبہ کرے، پھر توبہ کے بعد قتل کر دیا گیا۔ غور کا مقام ہے۔

اگر اس کے نائب کے لیے اس کی موت کے حکم کا نفاذ دشوار ہو تو ہر شخص پر یہ واجب کہ اسے قتل کر دے، اللہ اسے اس نیک کام کا اجر دے گا۔ اگر لوگ مرتد حاکم کے قتل سے ڈریں تو سب کے سب گنہگار ہوں گے جب تک وہ قتل نہ کر دیا جائے۔ اگر وہ ناقابلِ تسخیر قلعے بنا کر اس میں پناہ گزین ہو گیا تو اُمت کو چاہیے کہ اس کے خلاف مسلح بغاوت کرے۔ اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ جنگ کرے یہاں تک کہ ان پر اللہ کا حکم نافذ کر دیں۔ اگر انہوں نے جہاد سے منہ موڑا یا اس کی حکومت

صفحہ ۲۳۴ - جاری ہے

۵۱ اس کتاب کا عنوان ۳۵ ملاحظہ ہو۔ ۵۲ " " " ۴۵ " " "

کے زیر نگیں رہے اور اس کی ذرہ بھر پروا نہ کی تو اُن کے لیے برابر ہے کہ وہ ایمان لائیں یا کافروں میں سے ہو جائیں وہ مرتد حاکم کی طرح مرتد ہیں۔ اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس سے۔

اگر وہ ایسے ملک میں چلا جائے جہاں کے لوگ اس کے مددگار ہوں اور وہ لوگوں کے مقابلے میں اس کی مدافعت کریں تو اس ملک کے تمام باشندے حربی ہو جائیں گے اور ان پر دارالحرب سے متعلق احکام جاری ہوں گے ۱۰۱

۱۰۲ - دُنیا کی کمزور اور مجبور قوم

اگر اہل ملک ارتداد پر اتفاق کر لیں یا سب مرتد ہو جائیں سوائے چند مسلمانوں کے جو ایمان پر قائم رہیں اپنے عقیدے کی حفاظت کریں اور اسلام کے شیدائی ہوں لیکن ارتداد اور مرتدین کے بحرِ زخار میں اُن کی کوئی حیثیت نہ ہو، کوئی مقام اور کوئی آواز نہ ہو اور ان کے دین سے فرار کی استطاعت نہ رکھتے ہوں اور نہ خروج کی کوئی راہ ہو تو وہ زمین کے بے بس ولاچار لوگ ہیں جن کی طرف کتاب اللہ کی سُورۃ نساء میں اشارہ موجود ہے ۱۰۲۔

ایسے کمزور مومنین کے لیے خاص احکام ہیں جو ان کے ظروف و حالات کی مناسبت سے مختلف قسم کے ہیں طبائع میں اختلاف کی وجہ سے ہر شخص کے لیے اور ہر وقت کے لیے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں۔ اور مجبوری کی جیسی جیسی حالتیں ہیں، دائمی مجبوری ہے یا وقتی وغیرہ۔ اسی طرح کے حالات مقامات اور مناسبت کے لحاظ سے احکام بھی مختلف ہیں۔

عہدِ حاضر میں (جس میں ہم رہے ہیں) کمزور لوگ وہ تمام مسلمان ہیں جو ایسے ممالک میں بستے ہیں جہاں خانہ ساز قوانین کی حکمرانی ہے جہاں احکام الہی نافذ نہیں ہیں اور انہیں اس کی قدرت نہیں کہ ان خود ساختہ قوانین کو بدل دیں جبر واکراہ، سزائے موت، اذیت ناک تعذیب

۱۰۱ اس کتاب کا عنوان ۲۳۲ دیکھیے۔ ۱۰۲ صفحہ ۲۳۴ کے آخر پر دی گئی آیات ملاحظہ ہوں۔

یا قید تنہائی اور ہر جگہ پھیلے ہوئے جاسوسوں کے خوف سے، نیز ہر ممکن کوشش اور جدوجہد کے باوجود کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ تمام عالم اسلامی کے مسلمانوں کی آج بعینہ یہی حالت ہے لیکن اس کثرت کے باوجود وہ آزاد اسلامی ممالک میں شریعت الہیہ یعنی اسلامی نظام قائم کرنے سے قاصر ہیں۔ روس، چین، مشرقی یورپ اور مقبوضہ فلسطین کے مسلمانوں کا تو کیا رونا کہ ان ممالک کے سربراہ غیر مسلم ہیں لیکن افسوس تو عرب ممالک اور دوسرے اسلامی ممالک پر ہوتا ہے جن کے سربراہ خیر سے مسلمان کہلاتے ہیں لیکن وہ ان پر احکام الہی کے مطابق حکومت نہیں کرتے بلکہ خود ساختہ قوانین ان پر ٹھونستے ہیں۔

دنیا کے کمزور اور ضعیف لوگ جن پر ضعف کی شرائط کا اطلاق ہوتا ہے اور وہ مسلمان ہی رہ سکتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک منظم طور پر خفیہ نہ کہ علانیہ کوشش کرتے رہیں اور علم و عمل اور قوت و طاقت مجتمع کرتے رہیں اور جب ان اللہ کے باغیوں کے خلاف بغاوت کا وقت آجائے تو ان کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیں، جہاد کریں، مقاتلہ کریں حتیٰ کہ فتح و نصرت یا شہادت سے ہمکنار ہو جائیں۔

کمزوری کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ کمزور لوگ اس بلاء پر قابو پانے اور دل سے اس سے نفرت کرنے کا کوئی لمحہ ضائع نہ کریں جس روز انہوں نے ان وضعی قوانین کو شرح صدر کے ساتھ قبول کر لیا، ان سے الفت کرنے لگے اُسی روز وہ بھی مرتد ہو جائیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : **مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ بَعْدَ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ ، وَلٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ لِّ**

نيز مءبورى كى شرائط ميں سه يه بهى هے كه مءبور لوگ كسى ايسه ملك كى طرف هءرت كى طاقء نه ركهءه هوں ءهاں واقعى امن و امان قائم هو- اءروه اس كى قءءرء ركهءه هوں ءو ان ٱر هءرت فرض هے

لے النءل : ۱۰۶

لازم ہے۔ اگر وہ اپنے مال و منال، اپنے وطن، تجارت یا خاندان کی قربت و محبت کی وجہ سے ایسا نہ کریں تو پھر وہ بھی انہی کافروں کی طرح ہیں۔ اگر وہ ہجرت کر جائیں تو بھی ان پر سے یہ فرض ساقط نہیں ہو جاتا کہ وہ اس مرتد ملک کو جس سے انہوں نے ہجرت کی ہو مسلح طاقت و قوت کے بل پر فتح کرنے کی تیاری نہ کریں۔ اگر وہ قدرت کے باوجود سہل انگاری سے کام لیں تو سب کے سب قصور وار ہوں گے کیونکہ مرتدین کے ساتھ جہاد اور ملک کو گمراہی کے گڑھے سے نکالنے کے لیے تیاری ہر اُس مسلمان پر فرض عین ہے جو اسلحہ اٹھانے اور چلانے کی صلاحیت رکھتا ہو، خواہ مرد ہو یا عورت۔ اور جو اسی سہل انگاری کی حالت میں مرجائے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اللہ ہمیں اس سے بچائے۔

۱۰۳۔ اگر مرتدین کا ایک گروہ اپنی سرکشی اور آزادی کا اعلان کر دے تو کیا کیا جائے

اگر اسلامی ممالک میں سے کسی ملک کے رہنے والے مسلمان حکومت بغیر ما انزل اللہ پر متفق ہو جائیں اور اپنے لیے خانہ ساز دساتیر میں سے کوئی دستور منتخب کر لیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے علانیہ ارتدادِ کبریٰ کا ارتکاب کیا ہے اور ان کا وطن دارالحرب قرار پائے گا۔ اس صورت میں امام اعظم پر واجب ہے کہ اگر وہ رجوع نہ کریں اور تائب نہ ہوں تو ہر ممکن وسائل سے ان کے خلاف قتال اور ان کے قتل کی فکر کرے جتنا بھی جلد ممکن ہو۔ نیز سوائے توبہ یا قتال کے ان کا کوئی عذر قبول نہ کرے۔ خواہ ان کا آخری آدمی یہ پیش کش کرے۔ نیز اُن کے مقتولوں، قیدیوں، زخمیوں اور اموال کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو ایک حربی کے ساتھ کیا جاتا ہے اور قتال میں بھی وہی طریقہ ملحوظ رکھا جائے جو طریقہ ایک حربی کے ساتھ قتال میں کیا جاتا ہے ۱۷

ءنء ساقط (بند) هونے سے قبل اءر ان مے سے كوئى نءاء كى هر راھ مسءوء هو ءانے كى وءه سے مءبوراً اطاعء قبول كر لے ءو وه كافر مرءء هے - ءو ءنء اور فرار ٱر قاءر هونے كے باوءوء اءر راھ فرار
۱- مرءءن اور باءىوں (سىاسى مءرم) كے ساآھ قءال مے فرق كے لےے عنواء نمبر ۵۷ ملاحظه هو -

اختیار نہ کرے یا جنگ نہ کرے اور ہتھیار ڈال دے تو اس کے اس فعل کا توبہ کرے شبہ کی وجہ سے جائزہ لیا جائے۔ اگر وہ توبہ کرے تو اس سے کوئی تعرض نہ کیا جائے ورنہ بصورت دیگر قتل کر دیا جائے مرتدین میں سے تائب ہونے والے پر نہ کوئی تعزیر ہے نہ جرمانہ کیا جائے، نہ تکلیف مالا یطاق دی جائے کیونکہ توبہ ماقبل فعل کو مٹا دیتی ہے اور یہ حسنِ اسلام اور راہِ ثواب کی طرف لوٹنے کی دعوت دیتی ہے اگر امام کی رائے میں امن کی خاطر اس کا لوگوں سے دُور رکھنا ضروری ہو تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا - إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا - فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَفُورًا غَفُورًا - وَمَنْ يُهَاجِرْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاعِمًا كَثِيرًا وَسَعَةً وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكُهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا - (النساء: ۹۷-۱۰۰)

ترجمہ : جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے اُن کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو اُن سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے۔ فرشتوں نے کہا کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرجاتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ ہاں جو مرد، عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے، بعید نہیں کہ اللہ انہیں معاف کر دے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔ جو کوئی اللہ کی راہ میں ہجرت کرے گا وہ زمین میں پناہ کے لیے بہت جگہ اور بسر اوقات کے لیے بڑی گنجائش پائے گا، اور جو اپنے گھر سے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت

كے لےے نكلے ٲهر راسته هے مےں اسے موت آءائے اس كا اجر الله كے ذمے واجب هو ءىا ! الله بهت
بخشنے والا اور رحيم هے -

دوسری فصل

حاکم اور رعایا کے ارتداد کی صورت میں

مُسلم اقلیت کونسی راہ اختیار کرے؟

تمہید (جہاد کے لیے تیاری) — ۱۰۴

اپنے نفس اور ماحول کے لوگوں کے ساتھ مومن کا طرزِ عمل یا معاملہ۔

— ۱۰۵

مرتدین میں گھری ہوئی مسلم اقلیت کا سلوک - — ۱۰۶

مسلم اقلیت کا مرتد معاشرے کے ساتھ معاملہ - — ۱۰۷

مرتد حزبِ اقتدار کے ساتھ مسلم اقلیت کا معاملہ - — ۱۰۸

۱۰۴ - تمہید

اگر حاکم مرتد ہو جائے اور رعایا خاموش رہے تو اس کا مطلب ہے کہ تمام اُمت اس بلاءِ عظیم میں مبتلا ہو گئی ہے اُس وقت مسلم اقلیت کا یہ فرض عین ہو جاتا ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے ہر ممکن وسائل اور طریقوں سے اُمت کو جادۂ حق کی طرف رجوع کرنے پر مجبور کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ وَمَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا ط

”اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے ان لوگوں کو جو آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی کو فروخت کر دیں پھر جو اللہ کی راہ میں لڑے گا اور مارا جائے گا یا غالب رہے گا اسے ضرور ہم اجرِ عظیم عطا کریں گے“ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلم اقلیت بغیر کسی تیاری اور صلاحیت کے جنگ چھیڑ دے بلکہ اسے جنگ کے لیے پوری تیاری کرنا چاہیے اور اپنے اندر جنگ کی صلاحیت پیدا کرنی چاہیے خواہ اس پر کچھ وقت لگ جائے لیکن اتنا وقت نہ لگایا جائے کہ جس سے فائدہ اٹھا کر دشمن مستحکم ہو جائے اور مسلمان عیش و نوش میں مصروف رہیں جب مطلوبہ طاقت اور قوت حاصل ہو جائے اور تیاری مکمل ہو جائے تو پھر فتح و نصرت، فوز و فلاح اور کامیابی اللہ پر چھوڑ دی جائے۔ اللہ پر توکل کر کے اقدام کیا جائے۔ کیونکہ اللہ نے ہمیں اپنی استطاعت کے بقدر دشمن کے مقابلے کے لیے ساز و سامان تیار کرنے کا مکلف کیا ہے : وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ - اور اپنی وسعت بھر تم ان کے مقابلے کے لیے ساز و سامان (قوت) تیار کرو۔ اور ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم تعداد اور تیاری کے لحاظ سے دشمن کے مساوی ہوں کیونکہ اُمتِ مسلمہ کے لیے یہ امر (مساوات) دعوت کی مدت کے دوران

تو کیا حکومتِ اسلامیہ کے تمدّن اور طاقت و قوّت کے عروج و کمال کے عہد میں بھی ممکن نہیں رہی ، درحقیقت کافر دشمن تعداد اور تیاری کے لحاظ سے ہم سے ہمیشہ آگے بڑھے رہے ہیں اور ہم ان سے ایمان کی دولت کے لحاظ سے ممتاز رہے ہیں اور اکثر غلبہ مومنوں کا مقدّر رہا ہے ۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فتح و نصرت کے پیمانے (قوانین) لوگوں یعنی مخلوق کے اندازوں سے مختلف ہیں) ۔

جب مسلمان ہی فتح و نصرت کے لیے ضروری ساز و سامانِ جنگ کی تیاری میں کوتاہی برتیں تو قدرت ایسے تساہل پسند ، غبی اور کمزور لوگوں کی مدد سے تواضع نہیں کرتی کیونکہ ساز و سامانِ جنگ کی تیاری مطلوبہ فتح و نصرت کے لیے فرض ہے ۔ اگر مسلمان ہی اس شرط کا پورا حق ادا نہ کریں تو قدرت بدلہ دینے کی پابند نہیں ہے ۔ یہ اللہ کا طریقہ ہے اور تم اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے ۔ بقول اقبالؒ : ع

ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

اگر ساز و سامانِ حرب کی تیاری کا ترک کرنا درست ہوتا یا توکل کے مترادف ہوتا جیسا کہ وہمی لوگوں کا خیال ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعوت کی تمام مدت (۲۳ برس) کا نصف سے زیادہ وقت مومنوں کی ایک ایسی مضبوط اور طاقتور فوج تیار کرنے اور بڑے صبر و تحمل کے ساتھ اس کی تربیت کرنے میں صرف نہ فرماتے ۔ پھر اس کے ساتھ حریت و امن کے گہوارہ (یثرب) کی طرف ہجرت نہ فرماتے پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنگ و جدل اور دفاع اور جہاد کی اجازت مرحمت فرمادی تو آپ کے مقدّر میں فتح و نصرت بھی لکھ دی ۔

عصرِ حاضر کی مسلم اقلیت پر لازم ہے کہ وہ اپنی تحریکوں کی تعداد میں اضافہ کرے ، نظم و نسق ، صبر و استقامت اور جہاد میں احکامِ الہی اور سنتِ نبویؐ کی پیروی کرے ، نیز اپنے نفس کے

مءابءى اٱنى ارد ءرد پھىلى ہئى مرءء معاشرى؁ اللہ اور اس ءى رسول؁ اور مومنین ءى مخالف ہیئء
مقءءره (ءءومء) ءى مقابلى ءى لىى اىء ءاص راہ عمل اءءیار ءرى ۔

یہ امر ملحوظ ءاطر رہى ءہ اکثر ممالء اٱنى ءمزور موقف؁ اٱنى مضبوط وضع ءى لحاظ سى اس

ارتدادِ کبریٰ کی بدولت جس میں تمام اُمت مبتلا ہو جائے، شریعتِ اسلامیہ نہ ہونے اور امامِ اعظم کا منصب ختم کر دینے کی وجہ سے دارالحرب شمار ہوں گے۔ اس صورتِ حال میں بعض احکام کا اہتمام کرنا ہوگا جو ایسے حالات کے لیے خاص ہیں جن میں سے چند یہ ہیں :-

• — حکومتِ اسلامیہ کے عدم قیام کی صورت میں کمزور مومنین اور اہل کتاب کے مابین کوئی عہد نہیں اور کوئی ذمہ نہیں خصوصاً جبکہ وہ اس کمزور موقف کا سبب ہوں یا انہوں نے اسقاطِ شریعت میں اشتراک کیا ہو (ساتھ دیا ہو) یا مرتدین کی حکومت کی مدد کی ہو۔

• — امامِ اعظم کا منصب خالی ہونے کی صورت میں مرتد کا یہ حق نہیں کہ قتل سے پہلے اسے توبہ کی مہلت دی جائے یا اسے آرام دہ طریقے سے قتل کیا جائے اور اس طرح کے دیگر اسباب تخفیف کا حقدار نہیں۔

بسا اوقات چند اسباب کی وجہ سے جو فقہاء سے مخفی نہیں ہیں ان (اسبابِ تخفیف) کا مہیا کرنا دشوار اور محال ہوتا ہے۔

• — دشمنِ مرتد کا قتل ہر اُس شخص پر فرض ہے جو اُس کے قتل پر قادر ہو، ہر ممکن طریقے سے اور جیسے قاتل چاہے، نیز بغیر کسی معقول وجہ کے اس کے قتل میں تاخیر، التواء اور کسی ڈر کی وجہ سے باز رہنے سے تمام مسلمان گنہگار ٹھہرتے ہیں۔

۱۰۵۔ اپنے نفس کے مقابلے اور ماحول کے لوگوں کے مقابلے میں مومن کا طرزِ عمل

جب بے بس مومن دین کی خاطر ہجرت کے لیے پوری طاقت لگانے کے باوجود کامیاب نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کی نصرت پر یقین، ایمان اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے بلکہ مضبوطی سے تھام لے خواہ اُس پر کافی مدت گزر جائے جاہلیت کے سرچشموں اور اُس کے جھوٹے تمدن پر قابو پانے اور ہر قسم کی ملاوٹ اور میل کچیل سے پاک عقائد کی بنیاد پر اور اس نہج پر جس پر صدرِ اول کے مسلمانوں کی تربیت ہوئی، منظم اور مسلسل عمل کی سعی کرے۔ اور اپنے آپ کو تاریخ، دعوت اور بے بس مومنین کے ہراول دستے کی سیرت کے مطالعہ کا پابند بنائے جن کو بعد میں اللہ تعالیٰ نے شہادت و فتح و نصرت

عطا فرمائی۔

اگر وہ اپنے وطن میں آرام سے بیٹھا ہے، اپنے دل میں تمنائوں اور آرزوؤں کو پالتا رہے اور یہ سمجھتا رہے کہ وہ ایک بے بس ولاچار اور ضعیف شخص ہے، بجائے اس کے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کی طرف ہجرت کرے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے جو کسی ایسی جگہ رہتے ہوں جو ارتداد سے مامون و محفوظ ہو تو نیز بجائے اس کے کہ وہ اپنے دل و دماغ کو تربیت کا پابند کرے یا اپنے ماحول میں پھیلی ہوئی جاہلیت سے شعوری طور پر اپنے آپ کو جدا رکھے اور اس پر اس طرح غلبہ پائے جیسے زمین پر آسمان، تو سمجھو اس کے نفس نے اس کو گمراہ کر دیا ہے اور اس کی باگ ڈور شیطان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے آپ کو معذور شخص سمجھ رہا ہے۔

قرآن میں مستضعفین کی دو قسمیں ہیں، تیسری کوئی قسم نہیں ہے :-

• وہ صنف جس نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور کفر اختیار کیا وہ دنیا و آخرت میں خسارے میں ہیں۔

• دوسری صنف مؤمن کی جس نے کوشش ترک نہیں کی عنقریب اللہ ان کے گناہ

فرما دے گا یا ان کے لیے کشادگی کا حکم فرمائے گا۔ قرآن میں اس کی دلیل سورۃ نساء میں مذکور ہے ۔ ارشادِ ربانی ہے :-

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ، قَالُوا : فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا : أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا - إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ، فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفُو عَنْهُمْ وَلَا كَانَ اللَّهُ غَفُورًا غَفُورًا

صفءه ۲۴۳ - ءارى هے

(۹۹ - ۹۸ - ۹۷)

۱ - ءرءمه صفءه نمبر ۲۴۴ ٱر ملاءظه هو-

سُورَةُ اَعْرَافِ میں اللہ عزوجل قوم صالح کی ایک حکایت بیان فرماتے ہیں :

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِينَ اسْتَضَعُّوا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُونَ اَنَّ صَالِحًا مَّرْسَلٌ مِّنْ رَبِّهِ “ (۷۵)

ترجمہ : ”اُس کی قوم کے سرداروں نے جو بڑے بنے ہوئے تھے کمزور طبقہ کے ان لوگوں سے جو ایمان لے آئے تھے ، کہا ”کیا تم واقعی یہ جانتے ہو کہ صالح اپنے رب کا پیغمبر ہے ؟“

سُورَةُ غَافِرِ میں اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے :

وَ اِذْ يَتَحَاوُّونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضُّعْفُو لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُونَ عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ
قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعٰبَادِ - (۴۷-۴۸)

ترجمہ : ”پھر ذرا خیال کرو اس وقت کا جب یہ لوگ دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہوں گے۔ دُنیا میں جو لوگ کمزور تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ ”ہم تمہارے تابع تھے ، اب کیا یہاں تم نارِ جہنم کے کچھ حصے سے ہم کو بچا لو گے ؟“ وہ جواب دیں گے ”ہم سب یہاں ایک حال میں ہیں اور اللہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا ہے ۔“

آیاتِ کریمہ صراحتاً اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ محض کمزور ہونا یا کمزور خیال کرنا کوئی حُجّت نہیں ہے جو کمزور کی اللہ کے ہاں شفاعت کرے گی یا اس کی عاجزی و فروتنی یا زمین میں سرکشی اختیار کرنے والوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کا جواز بنے جیسا کہ اپنے دین اور عقیدہ کی حفاظت کے لیے ہجرت کا وجوب ۱؎ بھی صریحاً ثابت ہے۔ اگرچہ ہجرت سے اسے مال اولاد اور وطن میں خسارہ ہو۔ اللہ کے ہاں اس سے بہتر اجر ہے ۔

۱؎ اگر کوئی محفوظ و مامون ٹھکانا ہو تو ، ورنہ ہجرت واجب نہیں ۔

عبدالقادر عودہ شہید اللہ ان کی قبر پر رحمتیں برسائے، فرماتے ہیں: ”اگر صاحب عقیدہ اپنی حفاظت سے عاجز آجائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس ملک سے جہاں اس کے عقیدے کا احترام نہیں کیا جاتا، اس ملک کی طرف ہجرت کر جائے جس کے باشندے اس کے عقیدے کا احترام کرتے ہوں۔۔۔۔۔ اور اگر وہ قدرت کے باوجود ہجرت نہیں کرے گا تو گویا اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا اور گناہ عظیم کا ارتکاب کیا اور اپنے آپ کو عذاب کا حقدار بنایا۔“

اگر وہ ہجرت کرنے سے عاجز ہو تو اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کیا ہے: إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ - الآية - ہر کمزور (مستضعف) جو اپنے جان، مال، اولاد، مکان، دکان یا تجارت یا جو کچھ بھی کم و بیش اس کی متاع حیات ہے اس کے بارے میں بزدلی اور بخل سے کام لے، ان کو اللہ کی راہ میں اپنے عقیدے اور اسلام کی سلامتی و تحفظ کے لیے ہجرت پر ترجیح دے۔ اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے والوں کے ساتھ بیٹھ رہے تو وہ کافر و خاسر ہے اگرچہ وہ دل میں کتنی تمنائیں کرے، اسلام کی واپسی کی خواہش کرے، بڑھاپے کا بہانہ بنائے، بناوٹی آنسو بہائے اور عذر بیان کرے، یا عاجزین جیسی بہت سی باتیں بنائے کہ قسمت میں یہی لکھا ہے، ہمارا مقدر یہی ہے، صبر کے سوا چارہ نہیں۔ بجائے اس کے اس صورت حال سے نجات کے لیے اپنے نفس کو جہاد کا مکلف نہ ٹھہرائے یعنی جہاد نہ کرے۔

ہم میں سے کتنے اس قابل ہیں کہ وہ اتنی تکلیف گوارا کریں کہ تمام عالم اسلامی کے ہر گوشے سے ان مؤمن مستضعفین کے حالات تلاش کریں جو ہم سے پہلے اپنے رب سے جاملے ہیں اور ان کو ایسے حالات سے واسطہ پڑا جیسے ہمیں اپنے ماحول میں جہالت سے سامنا ہے تاکہ ہم ان کے طریقے کی پیروی کریں اس طریق پر چلیں جو ان کے رب کی خوشنودی کی طرف لے جاتے۔ جو یا تو شہادت پاگئے یا فتح و نصرت سے ہمکنار ہوئے۔

درج ذیل اس موقف کی چند صورتیں ہیں جن پر زمین کے کمزور مومنین ڈٹے رہے ، ان پر جو افتاد پڑی اس سے نہ وہ کمزور پڑے اور نہ ہی سر تسلیم خم کیا۔ لیکن صبر اور بہادری سے برداشت کرتے رہے اور صبر میں غالب آئے حتیٰ کہ ان کو یقین حاصل ہو گیا۔

• — آل فرعون کے مومن :-

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ
وَإِنْ يَكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِيبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ
كَذَّابٌ - يَا قَوْمِ لَكُمْ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا قَالَ فِرْعَوْنُ مَا
أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَى وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ - وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ الْآخِزَابِ
مِثْلَ دَابِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِلْعِبَادِ - وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ
التَّنَادِ يَوْمَ تُوَلُّونَ مُدْبِرِينَ مَا لَكُمْ مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ - وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ
قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَاءَكُمْ بِهِ حَتَّى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَلِكَ
يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ
الَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُّتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ - وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَّعَلِّي أَبْلُغُ
الْأَسْبَابَ - أَسْبَابَ السَّمَوَاتِ فَأَطَّلَعَ إِلَى إِلَهِ مُوسَى وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ كَاذِبًا وَكَذَلِكَ زَيَّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوءَ عَمَلِهِ وَصَدَّ
عَنِ السَّبِيلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ - وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُونِ أَهْدِيكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ - يَا قَوْمِ إِنَّمَا
هَذِهِ

الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ مِّنْ ذِكْرِ أَوْ أَنْتَلَى أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ لَّيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي أَصْحَابِ النَّارِ -
فَلَمَّا بِالْعِبَادِ - فَوَقَّهَ اللَّهُ النَّارُ يُعَرِّضُونَ الْعَذَابِ الْخ -

ءرءمه :- اس موقع ٱر بول اءها: ءفا ءم افء الله هے ؟ ءالانءه اءر وه ءهوءا هے ءو ءن هولناء نءاءء ءسى افسے شءص ءو هلاء ءے لوءو! آء ءمهفں هم ٱر آءفا ءو ٱهر ءون فرءون نے ءها

له سورة مؤمن : ۲۸ ءا ۴۵

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ أَنشَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ، وَيَقَوْمٌ مَّالِيٍّ أَدْعُوْكُمْ إِلَى النَّجْوَةِ وَتَدْعُوْنِي إِلَى النَّارِ تَدْعُوْنِي لَأَكْفُرَ بِاللّٰهِ، وَأَشْرِكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوْكُمْ إِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُوْنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنْ مَّرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ - فَسْتَذَكِّرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَفَوَّضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ -

فَوَقَّهُ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِالْإِلَهِ فِرْعَوْنُ سُوءُ الْعَذَابِ - النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ لِي

ترجمہ :- اس موقع پر آل فرعون میں سے ایک شخص، جو اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھا بول اٹھا، ”کیا تم ایک شخص کو صرف اس بنا پر قتل کر دو گے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس بینات لے آیا، اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ خود اسی پر پلٹ پڑے گا، لیکن اگر وہ سچا ہے تو جن بولناک نتائج کا وہ تم کو خوف دلاتا ہے ان میں سے کچھ تو تم پر ضرور ہی آجائیں گے، اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو حد سے گزر جانے والا اور کذاب ہو۔ اے میری قوم کے لوگو! آج تمہیں بادشاہی حاصل ہے اور زمین میں تم غالب ہو، لیکن اگر خدا کا عذاب ہم پر آگیا تو پھر کون ہے جو ہماری مدد کر سکے گا۔“ فرعون نے کہا ”میں تم لوگوں کو وہی راستے دے رہا ہوں جو مجھے مناسب نظر

لے سورة مومن : ۲۸ تا ۴۶ - ان آیات کی تفسیر ”فی ظلال القرآن“ میں دیکھی جائے تو بہتر ہے۔

آتی ہے اور میں اسی راستے کی طرف تمہاری رہنمائی کرتا ہوں جو ٹھیک ہے“

وہ شخص جو ایمان لایا تھا اس نے کہا ”اے میری قوم کے لوگو! مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پر بھی وہ دن نہ آجائے جو اس سے پہلے بہت سے جتھوں پر آچکا ہے جیسا دن قوم نوح اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والی قوموں پر آیا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ اپنے بندوں پر ظلم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا۔

اے قوم مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم پر فریاد و فغاں کا دن نہ آجائے جب تم ایک دوسرے کو پکارو گے اور بھاگے بھاگے پھرو گے، مگر اس وقت اللہ سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا۔ سچ یہ ہے کہ جسے اللہ بھٹکا دے اسے پھر کوئی راستہ دکھانے والا نہیں ہوتا۔ اس سے پہلے یوسف تمہارے پاس بینات لے کر آئے تھے مگر تم ان کی لائی ہوئی تعلیم کی طرف سے شک ہی میں پڑے رہے۔ پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو تم نے کہا اب ان کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی رسول ہرگز نہ بھیجے گا“ اسی طرح اللہ ان سب لوگوں کو گمراہی میں ڈال دیتا ہے جو حد سے گزرنے والے اور شکی ہوتے ہیں اور اللہ کی آیات میں جھگڑے کرتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی سند یا دلیل آئی ہو، یہ رویہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے نزدیک سخت مبغوض ہے اسی طرح اللہ ہر متکبر و جابر کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

فرعون نے کہا ”اے ہامان! میرے لیے بلند عمارت بنا، تاکہ میں راستوں تک پہنچ سکوں، آسمانوں کے راستوں تک، اور موسیٰ کے خدا کو جھانک کر دیکھوں مجھے تو یہ موسیٰ جھوٹا ہی معلوم ہوتا ہے“ اس طرح فرعون کے لیے اس کی بدعملی خوشنما بنا دی گئی اور وہ راہ راست سے روک دیا گیا۔ فرعون کی ساری چالبازی اس کی اپنی تباہی کے راستہ ہی میں صرف ہوئی“

(تفہیم القرآن)

کمزور مومنین کے سلوک کے اس نمونے پر غور کرنے والا فرط اعجاب کی بدولت اپنے آپ پر

قابو نہیں رکھ سکتا کہ وہ اس مدرسہ سے درج ذیل اسباق سیکھے :-

• — کہ کتمان ایمان (ایمان کو چھپانے) کے معنی بزدلی یا ظالمین کا خوف یا ہر حال میں ان کی سختی کا

ڈر نہیں ہے بلکہ کتمان امن کی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت ہے۔ سرکش جاہلیت کے ساتھ معرکے کا یہ تقاضا ہے کہ ایمان خفیہ رکھا جائے۔

• — معرکے کی صورت و مزاج ، اور کمزور لوگوں کو درپیش حالات ان کے موقف اور سلوک کا

تعیین کرتے ہیں کہ وہ اپنے کو چھپائیں یا اس کا اعلان کریں۔ درحقیقت حکمت بار بار کتمان کا تقاضا کرتی ہے۔ اس کتمان پر صبر کرنا شجاعت اور دلیری ہے جب حکمت کا تقاضا یہ ہو کہ کلمہ حق علانیہ اور بالجہر ادا کیا جائے تو ایسا ہی کرنا چاہیے۔ مومن بڑا ذہین و فطین (وہ حالات کے تقاضے سمجھتا ہے) ہوتا ہے بظاہر معرکوں سے جو نتائج برآمد ہوتے ہیں اکثر اوقات اس سے زیادہ کتمان سے بہتر نتائج ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جسے دانائی بخشی گئی ہے شک اسے خیر کثیر دی گئی۔

• — یہ کہ جب خطرہ اس حد تک بڑھ جائے کہ مومنین کی زندگی تک معرض خطر میں پڑ جائے تو ہونے والے خطرے کو اس خطرے سے ہٹائے جو وہ برداشت کر رہا ہے۔

• — مومن اقلیت کی آڑے وقت میں مدد کرنا یا تصدیق کرنا ہر جمعیت پر فرض عین ہے۔

• — نیز یہ کہ جب کمزور مجبور لوگوں کے پاس کلمہ حق کے سوا کوئی دفاعی ہتھیار نہ ہو تو وہ اس حق

کا برملا اظہار کرتے ہیں اور کسی کی مخالفت کو خاطر میں نہیں لاتے یا کوئی پروا نہیں کرتے۔

• — مومن اپنے دشمنوں تک سے مناظرے میں تہذیب کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔

• - مخاصمت میں مومن کا ہتھیار عقل و دانش، منطقی دلائل، تاریخی مثالیں، وعظ و نصیحت اور اللہ

کی اس سزا سے ڈرانا جو ظالم قوم کو مل کر رہے گی اور کافر کے ہتھیار محض باتیں، دجل و فریب اللہ عزوجل کے مقام و مرتبہ کو گھٹانا، بے بنیاد اتہام تراشی اور ظلم ہیں۔

• - جب وقت کا تقاضا اظہار حق ہو تو مومن کی کمزوری ایک زبردست قوت میں بدل جاتی ہے

جس کے سامنے شر اور سرکشی کی کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی اور سلطان و سلاح کی بیت اُسے نہیں ڈرا سکتی۔

• - شجاعت موت سے قریب نہیں کر دیتی اور بزدلی سے موت ٹل نہیں جاتی۔

• - کمزوری کی حالت میں شریروں کے شر سے بچنے اور اغیار کے ظلم سے اپنی جان بچانے کے لیے

کتمانِ ایمان جائز ہے لیکن تقیہ بمعنی بچاؤ نیز کامیابی کے لیے اور خطرہ سے بچنے کے لیے جھوٹ کے معنوں میں تقیہ کے مابین کسی قدر بُعد ہے۔

• - نیز اس تقاة (بچاؤ) کے جو محض ایمان کے جذبے سے مسلح تھی اور سلطنت کی شان و شوکت سے

پوری طرح مسلح باطل کے درمیان صریح اور کھلم کھلا معرکے میں بدل جاتا ہے اور اس تقیہ کے مابین کس قدر بُعد ہے جو امامِ منتظر کے ظہور تک شدائد و مصائب میں کذب و کتمان کو جائز قرار دیتا ہے۔

• - مومن تنگی اور آسودگی میں مومن کا بھائی ہے نہ اسے ظلم کے حوالے کرتا ہے اور نہ خود ظلم کرتا

ہے جیسے بھی ظروف و حالات ہوں۔

• - نیز جب بھائی کو موت کی حد تک خطرہ درپیش ہو تو کوئی تقاة (بچاؤ) یعنی کتمان نہیں (اگر اظہارِ مصیبت اور ناگوار امر کا باعث ہو۔)

• - نیز بڑے جھوٹ کو بڑے سچ کا لبادہ پہنانا ایسا ہے جیسے بھیڑیے کو بکری کی کھال پہنا دینا۔

• جب فرعون ٹھیک راستے کی طرف رہنمائی کرنے لگیں تو سرکشوں کے لیے بندوں پر جھوٹ کے لیے کیا باقی رہ جاتا ہے۔

• جب سرکشوں کے جبروت اور بیوقوفی کی حد ہو جائے تو ان پر اللہ کا عذاب نازل ہونے سے برگز نہیں رُک سکتا۔

• جو مومن اللہ سے ڈرتا ہو وہ اُس کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا اور اپنے اُمور تنگی و خوشحالی میں اُس

کے سپرد کر دیتا ہے۔

- — نیز عاقبت متقین کے لیے ہے اور مصیبت ظالموں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔
- — جب اللہ تعالیٰ کمزوروں کے لیے نجات مقرر کر دیتا ہے تو انہیں کسی حیلہ ساز کے حیلے اور مکاروں کے مکر و فریب کوئی گزند ہرگز نہیں پہنچا سکتے۔
- — ظالموں کا ٹھکانا جہنم ہے اور کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

— سُورۃ توبہ کے اسباق

”الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ - يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ - خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ - وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ - قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ - وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ“

(سورة توبہ: ۲۰-۲۴)

ترجمہ: اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کا درجہ بڑا ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جان و مال سے جہاد کیا، وہی کامیاب ہیں۔ ان کا رب انہیں اپنی رحمت اور خوشنودی اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں ان کے لیے پائیدار عیش کے سامان ہیں، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یقیناً اللہ کے پاس خدمات کا صلہ دینے کو بہت کچھ ہے۔

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے باپوں اور بھائیوں کو بھی اپنا رفیق نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں، تم میں سے جو ان کو رفیق بنائیں گے وہی ظالم ہوں گے۔

اے نبی کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی ، تمہاری بیویاں ، تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے ، اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں ، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا “

(تفہیم القرآن)

یہ ایسے اسباق ہیں جو واضح ہیں اور تحریک انگیز ہیں لیکن کسی تشریح کے محتاج نہیں ہاں غور و فکر اور فہم و فراست کے محتاج ہیں ، نیز یہ اسباق فقراء، اغنیاء اور اُمراء کے لیے برابر مفید ہیں

— نوجوان ابراہیم سے جو اسباق حاصل ہوئے

”وَ اذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِبْرَاهِيْمَ ، اِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا . اِذْ قَالَ لِاٰيِيهِ يٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا . يٰاَبَتِ اِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ ، فَاتَّبِعْنِيْ اِهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا . يٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ، اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا . يٰاَبَتِ اِنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّمْسَكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا . قَالَ : اَرَاغِبُ اَنْتَ عَنِ الْهَيْتِ يَا اِبْرَاهِيْمُ ؟ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَا رَجْمَتَكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا . قَالَ : سَلَامٌ عَلَيْكَ ، سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ اِنَّهُ كَانَ بِيْ حَفِيًّا . وَاعْتَزِلْكُمْ وَ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَادْعُوْ رَبِّيْ عَسٰى اَلَّا اَكُوْنَ بِدُعَاۤءِ رَبِّيْ شَقِيًّا . (مریم : ۴۱-۴۸)

ترجمہ : اور اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ بیان کرو ، بے شک وہ ایک راست باز انسان اور ایک نبی تھا (انہیں ذرا اس موقع کی یاد دلاؤ) جبکہ اس نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان ، آپ کیوں ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتی ہیں نہ دیکھتی

ہیں اور نہ آپ کا کوئی کام بنا سکتی ہیں ؟ ابا جان میرے پاس ایک ایسا علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا ، آپ میرے پیچھے چلیں ، میں آپ کو سیدھا راستہ بتاؤں گا ابا جان آپ شیطان کی بندگی نہ کریں ، شیطان تو رحمن کا نافرمان ہے ۔ ابا جان مجھے ڈر ہے کہ کہیں آپ رحمن کے عذاب میں نہ مبتلا ہو جائیں اور شیطان کے ساتھی بن کر رہیں ۔ ” باپ نے کہا : ” ابراہیم ! کیا تو میرے معبودوں سے پھر گیا ہے ؟ اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا بس تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے الگ ہو جا ۔ ” ابراہیم نے کہا ” سلام ہے آپ کو ، میں اپنے رب سے دعا کروں گا کہ آپ کو معاف کر دے ، میرا رب مجھ پر بڑا ہی مہربان ہے ۔ میں آپ لوگوں کو بھی چھوڑتا ہوں اور ان لوگوں کو بھی جنہیں آپ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارا کرتے ہیں ۔ میں تو اپنے رب ہی کو پکاروں گا ، امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر نامراد نہ رہوں گا “ (تفہیم القرآن)

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ (التوبہ : ۱۱۴)

ترجمہ : ” ابراہیم کا اپنے باپ کے بارے میں استغفار اس وعدے کی بنا پر تھا جو انہوں نے اپنے باپ سے پہلے کیا تھا ۔ جب ان پر یہ واضح ہو گیا کہ وہ تو دشمنِ خدا ہے تو اُس سے اظہارِ براءت کر دیا ۔ ابراہیم بلاشبہ بُردبار اور حلیم تھا “

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءُؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ (۴)

ترجمہ : تم لوگوں کے لیے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا ” ہم تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہو قطعی بیزار ہیں ۔ ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے

اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہو گئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔

(الممتحنہ)

ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں کے مسلک میں بہت سے سبق ہیں اور بہت بڑی عبرت کی باتیں ہیں۔ یہ اس مسلم اقلیت کے لیے زندہ اور عملی مثالیں ہیں جو جاہلیت کے بحرِ ذخار میں ہر چہار طرف سے گھری ہوئی ہو۔ گھر میں خاندان اور وہ ساتھی جو اس کے ساتھ کھیتوں، بازاروں، مدرسوں، کارخانوں، محکموں اور سڑکوں پر کام کرتے ہیں، بیوی بچے، خاندان، عزیز واقارب اور دوست احباب اور اس مسلم اکثریت کے ساتھ جو بھی جاہلیت میں شریک ہیں جاہل ہیں۔ تو پھر کیا راہِ عمل اختیار کی جائے۔ اس کا جواب آسمان سے نازل ہوا ہے کہ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ہمیں چاہیے کہ ہم ابراہیمؑ اور اس کے اصحاب کی متابعت کریں اور ان کے سلوک یعنی طرزِ عمل سے اسباق اور عبرتیں حاصل کریں جو تہ بہ تہ تاریکیوں میں روشنی کے مینار کا کام دیں۔ ایسی تاریکیاں جن میں انسان حیران و پریشان رہ جائے اور اسے کوئی راہ نہ سجھائی دے اور دوست دشمن کی کوئی تمیز نہ کر سکے۔

ذیل میں مسلم اقلیت یا زمین کے کمزور و مجبور مومن کے لیے وہ بنیادی اصول دیئے جاتے ہیں جو ہم نے نوجوان ابراہیمؑ اور اس کے اصحاب جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر زمان و مکان کے مومنین کے لیے نمونہ بنایا ہے، کے طرزِ عمل سے اخذ کیا ہے :-

• یہ ممکن ہے کہ بیٹا مومن راضی بہ رضا ہو اور والد کافر شقی ہو۔

• دین اس بات سے منع نہیں کرتا کہ بیٹا والد کو نصیحت کرے یا اسے علم سکھائے یا اسے نیکی

کی ترغیب دے اور بُرائی سے روکے۔

• عقل سلیم اس بات سے نہیں روکتی کہ والد بیٹے کی اتباع کرے جسے وہ علم عطا ہوا ہو جو

والء كو نه ءيا ءيا هو-

- ءب كوئى كم سن اهنے سے سن ميں بڑے كو هءايت كى طرف بلائے تو اس ٲر لازم هے كه وه نصيحت كرنے ميں هوشارى سے كام لے اور اس طرء اءب كے ساآه ءفتءو كرے ءس طرء

• - ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے ادب کے ساتھ اپنی حیرانی کی وضاحت چاہی تھی کہ وہ کیوں

بتوں کی پوجا کرتا ہے جو اسے کوئی نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ پھر اس نے اس فضیلت سے اسے آگاہ کیا تھا جو اللہ نے اسے دی تھی تاکہ وہ ابراہیمؑ کی دعوت کو قبول کرے اور اس کی ہدایت پر مطمئن ہو پھر اسے صراطِ مستقیم یعنی حق کے اتباع کی ترغیب دی جو نہ شرقی ہے نہ غربی۔ پھر اسے شیطان کی عبادت سے روکا۔ شیطان اور جن و انس اور خواہش کے شیطانوں میں کوئی فرق نہیں۔ پھر اسے اس کے گناہ اور اپنے رب کے عذاب سے ڈرایا یا رحمن کے بجائے شیطان کی پیروی سے ڈرایا۔

• - ہمدرد اور بردبار ابراہیمؑ کے مسلک اور اس کے بدکار کمینے والد کے مسلک میں بُعدالمشرقین

ہے (کتنا فرق ہے)

• - مومن ابراہیمؑ کی طرف سے استغفار کا وعدہ ہے اور اس کے کافر والد کی جانب سے دھتکارنا

ہے اور سنگساری کی وعید ہے۔

• - جب مومن اپنے والدین کو نصیحت کرنے میں پوری کوشش صرف کر چکے اور وہ اسے

قبول نہ کریں تو ان دونوں سے ادب سے اور ان چیزوں سے ادب سے علیحدہ ہو جائے جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں۔ مثلاً شہوۃ، مال و جاہ و سلطنت، عادت، تقلید خواہش نفس یا شیطان ان کے لیے نہ دعا کرے نہ بددعا کرے۔

• - کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے ماں باپ میں سے کسی کے لیے استغفار کرے،

جب اس پر یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ اللہ کا دشمن اور انکار کرنے والا ہے۔

• - جب مومن کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے ان والدین کے لیے جو حالت کفر میں ہوں استغفار

کرے تو اس کے لیے کیسے جائز ہے کہ ان والدین کے لیے جو کفر سے بھی کئی قدم آگے ہیں
استغفار کرے اور ان کا اس پر حق بھی کیا ہے؟

• - ظاہر باہر کفار خواہ وہ عزیز واقارب ہی ہوں، کے ساتھ محبت یا قطع رحمی میں سے کوئی ایک

راہ چننے کا مومن کو اختیار نہیں ہے یعنی وہ ایک ہی راہ اختیار کر سکتا ہے اور وہ ہے قطع رحمی کی راہ۔

• - کتاب اللہ مومن سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ وہ ہر اُس شے سے برأت کا اظہار کرے جسے لوگ

لوگوں کے رب کے سوا پوجتے ہوں، وہ مومن جو اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا کسی موڑ، کسی موقع پر بہ صراحت اس بات کا اعلان کرے کہ وہ ان لوگوں کا اور ان کے خداؤں کا انکار کرتا ہے نہ ان کی تواضع کرتا ہے نہ ان کے ساتھ منافقت کرتا ہے، بلکہ وہ عملاً ان کا مقابلہ کرتا ہے اور قولاً ان سے اپنے بغض و عناد کا اعلان کرتا ہے تا قیامت جب تک کہ وہ اس جاہلیت سے توبہ نہیں کرتے جس کا اُٹھتے بیٹھتے وہ اظہار کرتے ہیں اور اس اللہ پر ایمان نہیں لے آتے جو ایک ہے اور جس کی الوہیت اور ربوبیت میں کوئی شریک نہیں کیونکہ اس کے سوا نہ کوئی معطی ہے نہ مانع ہے۔ نہ کوئی فتح و شکست دینے والا ہے نہ کوئی جوڑنے والا اور کاٹنے والا ہے، نہ حکومت کرنے والا اور قانون بنانے والا ہے۔ ہم اسی پاک ذات کی اس کے دین کے لیے خلوص کے ساتھ عبادت کرتے ہیں ہم حنفاء ہیں اطاعت کرنے والے ہیں، خواہ یہ بات کافروں کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔

• - محبت بھی اللہ کے لیے اور نفرت بھی اسی کے لیے۔ یہی طریقہ اس نے اپنے بندوں پر فرض

کیا ہے جو کافرین سے محبت رکھے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔

• - جب کوئی مومن اپنے والدین کو کفر کی بناء پر چھوڑ دے، جب کوئی مرد مومن اپنے کافر

والدین، اہل و عیال اور خاندان کو چھوڑ دے تو مسلم اخوت میں جو اس کے بھائی ہیں ان پر لازم ہے کہ اس کی حاجات پوری کریں، اس کی ضروریات کے کفیل بنیں، اس کے ضامن بنیں اور اخلاص سے اس کا ساتھ دیں اور نیکی اور تقویٰ میں اس سے تعاون کریں۔

اسے وہى كهنا چاہیے ءو مومن كهتے ہىں۔ مومنوں كو كیا ہو كیا ہے؟ وہ ہمیشہ اپنے پروردگار كى ضمانت میں؁ ربّ الناس كى مرضى اور تمنا كے سایہ میں اور خالق مخلوقات اور ربّ العالمین

کے جوار میں رہیں گے۔

• کسی مومن کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے والدین کی بزرگی کا انکار کرے یا ان کی کسی بات پر اُف بھی کرے اگرچہ وہ دونوں کافرین میں سے ہوں۔

• اور مومن کا اس وقت تک اپنے والدین کو چھوڑنا جائز نہیں جب تک اس پر یہ واضح نہ

ہو جائے کہ وہ دونوں اللہ کے دشمن ہیں۔ ان کو وعظ و نصیحت کا کوئی فائدہ نہیں، نہ وعدہ وعید کا نہ ترغیب و ترہیب کا کوئی فائدہ ہے۔ اور اس کی نصیحت سے وہ کفر اور بڑھاپے کی وجہ سے ناسمجھی، عناد اور تکبر میں بڑھتے ہی جاتے ہیں۔

یہاں اعتزال سے مقصود، جیسا کہ نص قرآنی سے واضح ہے، یہ نہیں ہے کہ مومن پہاڑ کی چوٹی یا غار کے اندر جا رہے اور اُمور کو ان کی مرضی کے مطابق چلنے دے۔ بلکہ اس سے مقصود وہ شعوری علیحدگی ہے جو انکار و کراہت اور قوت و اقتدار پر مبنی ہو۔ انکار جاہلیت کا، اس کی قیادت کا، اس کی تقالید اور قوانین کا، اس حق کی قید سے، آزادی سے ابا جس پر وہ ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی قوت و جبروت پر فخر کرنا اور نفس کی سرکشی گھر والوں کی نافرمانی اور معاشرے کی سرکشی پر قابو پانا اللہ کی نصرت و حمایت کے ساتھ۔

جب مومن پر مرتد کا ارتداد واضح ہو جائے تو وہ مرتد کا ذبیحہ نہ کھائے نہ مرتد عورت سے شادی کرے نہ مرتد مرد کو عورت دے، نہ اسے حاکم بنائے، نہ اس سے فیصلہ کرائے نہ اس کی شہادت و گواہی قبول کرے بلکہ اس کے ساتھ حربی جیسا معاملہ کرے اگر وہ توبہ نہ کرے اور اپنے رب کی طرف مسلمان حنیف ہو کر رجوع نہ کرے۔

اور اس بات سے مومن اءتراز كرى كه قلت تعداد كى وءه سے مسلم اقليت كو مرتدين كى كثرء
ءهبراءٹ ميں ڈال دے كيونكه الله كى اپنے مومن بندوں كے ساآه يه رءمت هے كه اُس نے اپنى عظيم
كآاب ميں مسلم اقليت كى تعريف اور كفار كى كثرء كى مءمء كى هے -

ذیل میں ”اقلیت“ اور ”اکثریت“ سے متعلق قرآنی آیات دی جاتی ہیں جو مومن کے مطالعے اور فہم و تدبر کی طالب ہیں :-

اقلیت کی مدح میں قرآنی آیات

• كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ -

(البقرة : ۲۴۹)

ترجمہ : بارہا ایسا ہوا ہے کہ ایک قلیل گروہ اللہ کے اذن سے ایک بڑے گروہ پر غالب آگیا ہے۔

• وَمَا أَمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ -

(ہود : ۴۰)

ترجمہ : اور تھوڑے ہی لوگ تھے جو نوح کے ساتھ ایمان لائے۔

• وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ -

(سبا : ۱۳)

ترجمہ : میرے بندوں میں کم ہی شکر گزار ہیں۔

• إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ

(ص : ۲۴)

ترجمہ : بس وہی لوگ اس سے بچے ہوئے ہیں جو ایمان رکھتے اور عمل صالح کرتے ہیں اور ایسے

لوگ کم ہی ہیں۔

• وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ - ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ وَقَلِيلٌ

مِّنَ الْآخِرِينَ -

(الواقعة : ۱۰-۱۴)

ترجمہ : اور آگے والے تو پھر آگے والے ہی ہیں وہی تو مقرب لوگ ہیں، نعمت بھری جنتوں میں رہیں گے۔ اگلوں میں سے بہت ہوں گے اور پچھلوں میں سے کم۔

اکثریت کی مذمت میں قرآنی آیات

• وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ -

(المائدہ : ۴۹)

”اور یہ حقیقت ہے کہ ان لوگوں میں سے اکثر فاسق ہیں“

• وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ

(المائدہ : ۶۶)

”ان کی اکثریت سخت بدعمل ہے“

• — تَرَى كَثِيرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا •

(المائدہ : ۸۰)

آج تم ان میں بکثرت ایسے لوگ دیکھتے ہو جو (اہل ایمان کے مقابلے میں) کفار کی حمایت و رفاقت کرتے ہیں“

• — وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُونَ

(الانعام : ۱۱۱)

”مگر اکثر لوگ نادانی کی باتیں کرتے ہیں“

• — وَإِنْ تُطِغْ أَكْثَرُ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ

(الانعام : ۱۱۶)

اور اے نبی ! اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے“

• — وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ

(یوسف : ۱۰۳)

”مگر تم خواہ کتنا ہی چاہو ان میں سے اکثر لوگ ماننے والے نہیں ہیں“

• — وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ

(یوسف : ۱۰۶)

”ان میں سے اکثر لوگ اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں“

• — وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا •

(الاسراء : ۸۹)

”ہم نے اس قرآن میں اکثر لوگوں کو طرح طرح سمجھایا مگر اکثر لوگ انکار پر ہی جمے رہے“

• — أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ • إِنَّ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ

سَبِيلًا -

(الفرقان : ۴۴)

”کیا تم سمجھتے ہو کہ ان میں سے اکثر لوگ سنتے اور سمجھتے ہیں؟ یہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے“

• — يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثُرُهُمْ كَاذِبُونَ

(الشعراء : ۲۲۳)

”سنی سنائی باتیں کانوں میں پھونکتے ہیں اور ان میں سے اکثر جھوٹے ہوتے ہیں“

— وَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ (النمل: ۷۳)

”حقیقت یہ ہے کہ تیرا رب تو لوگوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے“

— وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ - يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَفْلُونَ (الروم: ۶ -

(۷)

”مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ لوگ دنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں“

— وَلَقَدْ جِئْنَكُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لِلْحَقِّ كِرْهُونَ - (الزخرف: ۷۸)

”ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے تھے مگر تم میں سے اکثر کو حق ہی ناگوار تھا“

۱۰۶۔ مرتدین میں گھری ہوئی مسلم اقلیت کا سلوک

مرتدین میں گھری ہوئی مومنوں کی اقلیت اگر متحد ہو تو اللہ کا شکر واجب ہے۔ اور اگر وہ لڑی کرے بکھرے ہوئے موتیوں کی مانند مختلف سمتوں میں بکھری ہوئی ہو (کسی کا قبلہ کسی طرف ہو کسی کا رُخ کسی طرف) تو پھر وہ خود قابل ملامت ہے، دوسروں کو کیا دوش دینا۔ کیونکہ اپنے آپ کو متحد اور مجتمع کرنا اس کا اولین فریضہ ہے کہ ہر زمان و مکان میں اللہ کا اپنے مومن بندوں کو یہی حکم ہے وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا - کیونکہ اتحاد و اجتماع اور ایک رسی کو مضبوطی سے تھامنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے کتاب اللہ عزوجل اور ایک ہی راہبر و راہ نما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت کی پیروی اور یہ سب اسلامی نظام اور اس کے قوانین کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ نظم و نسق اور ربط و ضبط فطرت کے قوانین ہیں، بیکراں آسمان، اجرام فلکی،

ستارے اور سیارے زمین پر جو کچھ هے اور جو کچھ تحت الثرى هے ، نیز یہ خلا اور هوا، یہ سب ایک نظام میں مربوط ہیں ان میں بے ربطى و بے نظامى نهیں هے جیسا همارا خیال هے اور یہ ایک منظم طریقے سے حرکت میں هے اور یہ کارخانه قدرت ساکن نهیں هے جیسا که همارا گمان هے - بقول کسے :-

سکون محال ہے قدرت کے کارخانے میں

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

جو کچھ بھی کائنات میں ہے منتظم ہے اور اس تمام کائنات کو اللہ نے مومنوں کے لیے مُسَخَّر کیا ہے۔ اللہ نے انسان کو جو عقل نافذ بخشی ہے اُس کو اس کے زیر تسلط کر دیا ہے اور کائنات میں ایسے اسباب اور قوانین جاری کیے ہیں جو باہم متصادم نہیں ہیں تو عقل سلیم یہ کیسے باور کرے کہ اس تمام کائنات میں جو ہمارے چہار اطراف پھیلی ہوئی ہے، ایک ہم ہی صرف غیر منتظم ہوں تتر بتر ہوں، اور تمام کائنات میں جو کچھ ہے منتظم ہو؟ یہ کیسے باور کر لیا جائے کہ بدنظمی نظم و ضبط پر مسلط ہو جائے یا نظم و ضبط کو بدنظمی کی خدمت پر مامور کر دیا جائے جسے اسباب پر پورا قابو بھی حاصل نہ ہو اگر کائنات میں کبھی بدنظمی رونا ہوتی بھی ہے تو یہ دائمی نہیں ہوتی۔ بدنظمی اور فساد ہمیشہ رُوبہ زوال ہوتے ہیں تاکہ اس کی جگہ منتظم اور مربوط کائنات میں نظم و نسق اور ربط و ضبط لے لے۔ کیونکہ فطرت کسی سے محبت نہیں رکھتی جس کی گرفت اسباب پر ہوگی وہ کامیاب ہو گا خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو اور جو اسباب کو ترک کرے گا وہ ناکام و نامراد ہو گا خواہ دوست ہی کیوں نہ ہو۔ اپنی مخلوق کے لیے یہ اللہ کا طریقہ ہے اور اس میں کسی قسم کا تغیر اور تبدیلی ہرگز مطلق نہیں ہوتی۔

اور مسلم اقلیت جو عالم اسلامی کی قیادت کے لیے تیار کی گئی ہے پھر اُس نے تمام عالم (دنیا) کی قیادت کرنا ہے۔ وقت کا اس سے یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنے نظام، تحریک، پروگرام، مراحل اور آس پاس کی جاہلیت سے تعلقات میں مثالی تنظیم ہو۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اسلام کئی نظاموں کا مجموعہ ہے۔ متنوع عبادات کے لحاظ سے مثلاً نماز، طہارت، زکوٰۃ، حج اور روزہ، امن و سلامتی اور جنگ و جدل اور معاملات اور شخصی احوال مثلاً شادی بیاہ اور طلاق، موت اور میراث کے بارے میں کتب فقہ میں جو کچھ منضبط کیا گیا ہے وہ ایسا مثالی ہے کہ آج تک قدیم و جدید تاریخ اس کی

مءال ٱش ءرنے سے قاصر هے ءیونءه اسلام اءك ءامل ءامل ءالمى ضابطهء هیات هے ءوهر زمان و
مءان میں قابلِ عمل هے۔ اس میں ءسى ءمى بیهى ءى ءاءت نهی (ءالات ءے مطابق ڈهالنے ءے
لیے) ءویا ایسا لءتا هے ءویا اس میں

کوئی الیکٹرونک عقل آلہ کے طور پر کام کر رہی ہے جو اس عصر اور ہر علاقے کے لوگوں کی جدید ضروریات پوری کرنے کے قابل بنا دیتی ہے۔ انسانی اعمال کے ہر میدان میں، قوانین اور احکام کے ضمن میں شریعتِ اسلامیہ پر فخر کیا جاسکتا ہے جس پر اس کے انصاف پسند دشمن بھی گواہ ہیں، مؤمنین اور اس پر عاملین کا تو کہنا ہی کیا، چودہ صدیاں گزر چکی ہیں لیکن اس میں کوئی خامی، کوئی نقص رونما نہیں ہوا جس کی وجہ سے زندگی کی دوڑ میں یہ پیچھے رہ جائے یا عہدِ حاضر کے تقاضے پورے کرنے سے قاصر رہ جائے۔

جیسا کہ یورپ کے ترقی یافتہ ممالک کے قوانین کے متعلق ہم سنتے رہتے ہیں کہ ان میں آئے دن ترامیم ہوتی رہتی ہیں کبھی کوئی شق بڑھا دی جاتی ہے اور کوئی شق حذف کر دی جاتی ہے، کوئی شق معطل کر دی جاتی ہے کبھی اس میں ضمیمے شامل کرتے ہیں اور کبھی انہیں نکال دیتے ہیں کبھی کچھ تغیر کرتے ہیں کبھی کچھ تشریح کرتے ہیں اور کبھی کچھ تاویل کرتے ہیں۔

لیکن شریعتِ اسلامیہ ان سب نقائص سے پاک ہے اور مخلوقات کے جملہ چیلنج قبول کرتی رہے گی کیونکہ یہ ان کے خالق دو جہاں کی طرف سے ہے جو یہ بہتر جانتا ہے کہ ہر زمان و مکان میں اس کی مخلوقات کی کس میں صلاح ہے اور کس میں نہیں۔

الا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير

ہر افراتفری اور بد نظمی جو جماعتِ اسلامیہ سے صادر ہو وہ اس تیر کی مانند ہے جس کا نشانہ اُمّتِ مسلمہ کا مرکز ہو جو اس کے مستقبل کے لیے مستقل خطرہ ہے، اسلام کی شہرت کے لیے خطرہ ہے جس پر اس کا ایمان ہے اور نظامِ اقوام پر اس کو ترجیح دیتا ہے۔ ایسی صورت میں ہمارا دشمن اس بات کی کیسے تصدیق کر سکتا ہے کہ اسلام ایک پاکیزہ مذہب ہے اور پاکیزگی کی تعلیم دیتا ہے اور عبادات کے لیے پاکیزگی کو نصف الایمان یا ایمان کا حصّہ قرار دیتا ہے۔ اگر ہم اسلام کے داعی ہیں

پاک صاف نہ ہوں، ہمارے لباس، ہمارا کھانا پینا، مکان اور محفلیں پاک نہ ہوں اور سفر و حضر میں پاکیزگی شعار نہ بنائیں تو ہمارا دشمن اس بات کی کیسے گواہی دے گا کہ دین اسلام صداقت کا علمبردار ہے۔ آخر ہم جو اسلام کے داعی ہیں اپنے وعدوں اور معاہدوں کے سلسلے میں سچے نہ ہوں، سلامتی اور روشنی میں

اپنے گھروں اور محفلوں میں فخریہ

ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں طرف ہمارے ہر قول و فعل کا مطالعہ افعال ہمارے ان اقوال کا مضحکہ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ نظم اسلامیہ اسی بنیاد پر اپنی عمارت کھڑی ہے جبکہ یہ دوسروں پر واجب ہے کی تقلید لازم ہے یہاں تک کہ اس تو اُس کی نماز نہیں ہو گی اور اُسے اسی طرح اگر رمضان کے روزے وقت سے خواہ ایک منٹ ہی پہلے اُس کی قضا اُس پر واجب ہو گی اگر لاکھوں حجاج میں سے کوئی تو اس کا حج اور سعی باطل ہو جائے واجب ہے جس کے بغیر حج نہیں

اس طرح کی بے شمار مثالیں و نظم و ضبط کا دین ہے، تو کیا ہی

اور مسلم اقلیت کا سب سے کی تنظیم کا مسئلہ ہے، ان کو ایک پھیلتی ہوئی باطل کی خفیہ اور ظاہر ہوں۔

اپنے گھروں اور محفلوں میں خرید و فروخت میں، بلکہ اقوال و افعال، طرزِ عمل اور تصرفات میں سچے نہ ہوں۔

ایک طرف تو ہم یہ کہیں کہ اسلام ایک مکمل دین اور اکمل ضابطہ حیات (نظام) ہے اور دوسری طرف ہمارے ہر قول و فعل کا مدار بد نظمی ہو، جب تک ہم خود اس کی تصدیق نہ کریں اور ہمارے افعال ہمارے ان اقوال کا مصداق نہ ہوں تو دشمن کیسے ہمارے دعوے کی تصدیق کرے گا۔

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ نظم و ضبط وہ بنیادی وصف ہے جس سے ہم آراستہ و مزین ہوں اور جماعتِ اسلامیہ اسی بنیاد پر اپنی عمارت تعمیر کرے نیز یہ تحریک کے کارکنوں کے لیے تو فرض عین کا درجہ رکھتا ہے جبکہ یہ دوسروں پر واجب ہے کیونکہ نماز باجماعت میں مقتدیوں پر امام کی ایک حرکت کی تقلید لازم ہے یہاں تک کہ اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے سلام پھیرے خواہ ایک لمحہ ہی پہلے پھیرے تو اُس کی نماز نہیں ہوگی اور اُسے چاہیے کہ اپنی نماز دوبارہ پڑھے جیسے بھی حالات ہوں۔

اسی طرح اگر رمضان کے مہینے میں لاکھوں روزہ دار مسلمانوں میں سے ایک روزہ دار افطار کرے مقررہ وقت سے خواہ ایک منٹ ہی پہلے کھانے پینے کا ارادہ کرے تو اُس روز اس کا روزہ نہیں ہوگا اور اُس کی قضا اُس پر واجب ہوگی۔

اگر لاکھوں حجاج میں سے ایک حاجی میدانِ عرفات میں وقت مقررہ گزر جانے کے بعد ٹھہرا تو اس کا حج اور سعی باطل ہو جائیں گے اور اس پر حج کا لوٹانا واجب ہوگا۔ (یاد رہے کہ وقوفِ عرفات واجب ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا)۔

اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں جن سے بلاشک و شبہ یہ واضح ہے کہ اسلام دینِ نظام ہے نظم و ضبط کا دین ہے، تو کیا ہی اچھا ہو اگر اہل اسلام بھی نظم و ضبط کا مظہر ہوں۔

اور مسلم اقلیت كا سب سے اہم مسئلہ جس كا اہتمام بڑا ضرورى هے۔ عالم اسلامى كى مختلف جماعتوں كى تنظيم كا مسئلہ هے، ان كو ايك پليٹ فارم پر جمع كرنے كا مسئلہ هے تاكه وه متحد هو كر مشرق و مغرب ميں پھيلى هوئى باطل كى خفيه اور ظاهرى طاقتوں كے خلاف ايك متحدہ محاذ بنا سكيں۔ ايك غالب قوت ثابت هوں۔

پھر امیر جماعت یا جماعت اسلامیہ کی تنگی و فراخی کی حالت میں سمع و طاعت، عطا و بخشش، ایثار و قربانی کی غرض سے بیعت نہایت ہی اہم مسئلہ ہے کیونکہ جو شخص بغیر بیعتِ امیر کے فوت ہو گیا تو وہ دین اسلام کے سوا کسی اور دین پر مرا۔

مؤمنین کے لیے امیر کی بیعت کرنے کی اہمیت ثابت کرنے کے لیے یہ کافی ہے کہ ہم عمل صحابہ کرام کا ذکر کریں جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اختیار کیا۔ انہوں نے آپ کے جسدِ اطہر کی تدفین اس وقت تک نہیں کی جب تک امام اعظم یعنی خلیفہ کی بیعت سے فارغ نہیں ہو گئے تاکہ امت مسلمہ بغیر امیر کے افرا تفری کی حالت میں ایک لمحہ کے لیے بھی نہ رہے، حالانکہ ان کے زہد و ورع اور تقویٰ اور حُبِّ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بخوبی معلوم ہے۔

پھر امیر یا امام جماعت پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنی بیعت کے فوراً بعد جماعت کے لیے ایک نظام، قانون اور نہج مرتب کرے۔ اس امر کی اہمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے ثابت ہے جب آپ نے اپنی تمام عمر نبوت کا آدھے سے زیادہ حصہ مکہ میں عقائد و اخلاق کی تعلیم و تربیت اور مستقبل کی سلطنتِ اسلامیہ کی عمارت کے لیے ایک بنیاد بنانے میں گزارا۔ ہمیں یہ بھی علم ہے کہ اہل مکہ اور طائف کے مزید ریاضت و مشقت اور اپنے آپ کو بُرائیوں سے پاک کرنے کے لیے پختہ رائے اور دلیل کے محتاج تھے اور یہی وہ واحد لوگ تھے جو اس وقت اپنے دین پر ثابت قدم رہے جب ان کے سوا باقی تمام عرب اپنے دین سے پھر گیا تھا اور دنیا و آخرت کا خسارہ ان کا مقدر ٹھہرا تھا اور نو مولود سلطنتِ اسلامیہ کے زوال کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا لیکن اللہ نے اس کی سلامتی و بقا اور استحکام کا سامان کر دیا اور اس تعلیم و تربیت کے جو اُن کے وجدان و عقائد میں گھر کر گئی تھی اس وقت نتائج برآمد ہوئے کہ وہ حق پر ثابت قدم رہے، ڈٹے رہے اور اس کا دفاع اپنے جان و مال سے کرتے رہے اور فتح و نصرت یا شہادت میں سے ایک امر کے حصول پر مُصر رہے اور یہ صدرِ اول کے

عامته المسلمین كا هى حصه آها۔ شهادت ان كا نصیب آها جن كے لیے الله نے حیاتِ جاوداں اور اپنے رب كی طرف سے رزق دیئے جانے كا وعده لكه دیا آها۔

امیرِ جماعت پر یہ بھی واجب ہے کہ وہ جماعت کے لیے مالیاتی نظام مرتب کرے۔ اموالِ زکوٰۃ، صدقات، نذرِ نیاز، تحفے تحائف، وصیتیں، میراث، شراکت اور تجارت کے ذریعے حاصل کردہ مال اور اسی طرح حلال اور پاکیزہ مال کمانے کے جو ذرائع ہیں ان سے تعرض نہ کرے لیکن شرط کے ذریعے کماتے ہوئے اموال کو قطعی حرام قرار دے تاکہ ایک نگران کی طرح وہ جماعت اور اس کی کارروائیوں میں شریک بھی رہے اور اس پر اسے قابو بھی حاصل رہے۔

بر تنظیم اور نظام کے لیے ارکان اور مددگار بھی ضروری ہوتے ہیں۔ اُمتِ مسلمہ کے مددگاروں کے لیے درج ذیل امور ضروری ہیں:

۱۔ اس کی کارروائیوں کو بہتر بنانے کا عزم، طاقتور مُرتد کے تسلط کے سبب ہماری تاریخِ جدید کے

حالیہ مرحلے میں مومن عناصر کو دوچند کرنے کے عزم کا اعلان الا ان تتقوا منهم تقاة۔

۲۔ ایسی اطاعت جس کی مثال دنیا کے نظاموں اور لشکروں میں ملنا محال ہو، کیونکہ یہ عبادت

ہے اگر اللہ اور اس کے رسول اور اُولی الامر کی ہو۔

۳۔ اخوت۔ یہ واضح امر ہے ”إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ“۔

۴۔ ضمانت۔ کیونکہ یہ دوستی کے مقتضیات میں سے ہے جو اللہ نے ایک مسلمان پر، دوسرے

مسلمان بھائی کے لیے فرض کی ہے ”وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ“

۵۔ ایثار جو اطاعت، اخوت اور ضمانت میں اخلاص کی معراج ہے اور اللہ عزوجل نے ان

مومنین کی تعریف کی ہے جو اپنے محتاج بھائیوں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود اس

چیز کے حاجت مند ہوں جو وہ دوسروں پر خرچ کرتے ہیں۔ ”وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

خَصَاصَةٌ“

۶. اعتءالـ ءىونءه بوقتِ ضرورت مال ءى اءمىت ءماعت ٱر واءض هے ءو وه ءماعت

ءے ارءان ءوالله ءى اطاعت ءے سوا مواءع ٱر صرف ءرنے ءى اءازت نه ءے اور اسى طرء انهىں
بءل اور ءنءوسى سے بهى روءے ، ءىونءه ىه ءونون ءىزىں مسلمان ءے ءل مىں اىمان ءے ساءه

اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ اور اسلام اپنی فطرت کی مناسبت سے عبادت تک میں اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دیتا ہے۔ نہ غلو نہ غفلت بلکہ توازن اور اعتدال۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا۔

ہر معاملے میں مؤمن کی یہی شان ہوتی ہے یہی حال ہوتا ہے اور اُمّتِ مسلمہ اپنے طرزِ عمل میں ہمیشہ اللہ کی اس دعوت کی مثال ہوتی ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ، وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ”اے وہ لوگو جو ایمان لائے! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو“

لہذا اُمّتِ مسلمہ کے ارکان کو حقیقی تقویٰ کا آرزو مند ہونا چاہیے نہ کہ اس ظاہری تقویٰ کا جس سے آراستہ ہونے کے لیے لوگ محض نمائشی طور پر آمادہ ہوتے ہیں)

پھر وہ اس کے متمنی ہوں کہ ارکانِ اسلام اور ایمان پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ان کو موت آئے اور دینِ اسلام کے سوا کسی اور دین پر مرنے سے احتراز کریں یعنی مرتد ہو کر مرنے سے بچیں۔ اللہ ایسی موت سے بچائے۔

آخر میں وہ کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت کو مضبوطی سے تھامنے کی طمع کریں کیونکہ یہ دونوں اللہ کی مضبوط رسیاں ہیں جن کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سرا ہمارے ہاتھ میں۔ تو جس نے اسے مضبوطی سے تھام لیا تو وہ نجات پا گیا اور سلامت رہا اور جس نے اس رسی کو چھوڑ دیا تو وہ نادم ہوا اور تباہ ہوا۔

اور اسلامی جماعت نماز باجماعت کی پابندی کرے کہ یہ سنتِ مطہرہ کی پیروی ہے اور اس نام کے ساتھ اس کی نسبت ہے جس کا وہ حامل ہے اور جس پر اسے فخر ہے۔ نماز باجماعت کی پابندی کی

حرص سے جماعت کے ارکان میں مطلوبہ تقویٰ پیدا ہوتا ہے جو ان کی زندگی میں نیکی کا ذخیرہ ہے اور موت کے بعد زادِ راہ اور ان کے اسلام اور ایمان کی صداقت کی دلیل۔ اَسْأَلُ اللّٰہَ

ہمیں متقی بنا اور متقین کے... نوٹ - ۱ - مسلم اقلیت کا مسئلہ : اکثریت سے متعلق جو اپنے... طرزِ عمل کی غماز ہیں جس میں ہم... اس کا تعین کرنے کے لیے... السلام سے لے کر ہمارے... طرف ہم نے اشارہ کیا... تاریک رات میں چلو... جن کو اُس نے پیدا کیا... جہاں تک اس خالص... کرنا چاہیے تو اس کی دو قسمیں...

۱۰ - ایک قسم تو معاملے کی...

رسول کے مخالف ہیں ا... کرتے ہیں۔

۰ (ب) دوسری قسم اس معاملے...

گئے ہیں اور ان کا انت... ہے جبکہ پہلا گروہ... نوعیت یہ ہے کہ ان... دشمنوں جیسا سلوک...

۱۷ اس کتاب کے پہلے باب...

ہمیں متقی بنا اور متقین کے ساتھ ہمارا حشر فرما۔ آمین

۱۰۔ مسلم اقلیت کا مرتد معاشرے کے ساتھ طرز عمل

اکثریت سے متعلق جو چند قرآنی آیات ہم نے سابق عنوان کے تحت پیش کی ہیں وہ مرتد معاشرے کے طرز عمل کی غماز ہیں جس میں ہم گھرے ہوئے ہیں۔ اس معاشرے کے ساتھ ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہیے۔ اس کا تعین کرنے کے لیے ہمیں ان اصلی طبیعتوں (محركات) کا کھوج لگانا چاہیے جو ان میں نوح علیہ السلام سے لے کر ہمارے عہد تک کام کر رہی ہیں۔ ان کی سب سے زیادہ سچی تصویر وہ آیات کرتی ہیں جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں جو سمیع علیم ہے جس سے سخت چٹان اور تاریک رات میں چیونٹے کی چال کی آواز بھی مخفی نہیں ہے تو وہ کیسے ان کی طبائع سے بے خبر ہوگا جن کو اُس نے پیدا کیا ہے اور وہ باریک بین اور خبیر ہے۔

جہاں تک اس خاص طرز عمل کا تعلق ہے جو مسلم اقلیت کو معاشرے کے مرتدین کے ساتھ اختیار کرنا چاہیے تو اس کی دو قسمیں ہیں :

۱۔ ایک قسم تو معاملے کی وہ ہے جو انہیں ان مرتدین کے ساتھ اختیار کرنا ہے جو اللہ اور اس کے

رسول کے مخالف ہیں اور زمین میں فساد کے لیے کوشاں ہیں۔ اور شعائر دین کو مٹانے کی جدوجہد کرتے ہیں۔

۰ (ب) دوسری قسم اس معاملے کی ہے جو ان مرتدین کے ساتھ کرنا ہے جو پہلے گروہ کی پیروی میں مرتد ہو

گئے ہیں اور ان کا ارتداد (مسلم اقلیت پر اپنے تاثر کے لحاظ سے سلبی ارتداد یا زبردستی کا ارتداد) ہے جبکہ پہلے گروہ کا ارتداد ایجابی (برضا و رغبت) ہے پہلی قسم کے گروہ کے ساتھ معاملہ کی

نوعیت یہ ہرے کہ ان کے اصلی اور ایجابی ارتداد کا مقابلہ کیا جائے اور ان مرتدین کے ساتھ حربی دشمنوں جیسا سلوک کیا جائے ان کے متعلق احکام پہلے گزر چکے ہیں۔

لہ اس کتاب کے پہلے باب کی تیسری فصل کی طرف رجوع فرمائے۔

دوسری قسم کے گروہ کے ساتھ معاملے کی نوعیت یہ ہے کہ ان کے ایجابی اور سلبی ارتداد کا علاج کیا جائے اور ان کے مرتدین کے ساتھ حکمت، موعظہ حسنہ اور تالیف قلوب کا معاملہ کیا جائے شاید اللہ تعالیٰ ان کے لیے اس کے بعد کوئی نیا راستہ پیدا فرما دے یا ان کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ عزوجل کی وحدانیت کے قائل ہو جائیں۔ جیسے کفار مکہ اور وحشی تاتار کی اولاد میں سے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو اسلام کے علمبردار بنے اور اس دین کے لیے لڑے اور اس کی راہ میں جہاد کیا۔

یہ تو تھا معاملہ ان کے ساتھ نرمی یا سختی کا جہاں تک تعلق ہے ان کے طعام اور ان کے ساتھ شادی بیاہ اور اسی قبیل کے دیگر احکام کا، تو ان پر بھی کافر مرتدین جیسے احکام منطبق ہوتے ہیں۔

۱۰۔ اسٹیٹ حاکمہ یعنی مرتد حزب اقتدار کے ساتھ مسلم اقلیت کا معاملہ

مرتدین اور کفار کے اس طبقے سے متعلق احکامات بھی مختلف تو نہیں ہیں لیکن اولو الامر کے ارتداد کے اعتبار کی حیثیت سے جس کے ساتھ تمام مخففات ساقط ہو جاتے ہیں اور ان کے ارتداد کا بوجھ بتمام کل بغیر کسی کمی کے اٹھاتے ہیں۔

اس طبقے سے بچنے کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت تاکید کی ہے جیسے اللہ جل شانہ کا یہ قول **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ**۔

(الممتحنہ: ۱)

ترجمہ : اے وہ لوگو جو ایمان لائے ! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت رکھو۔

پھر فرمایا : **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ** ”اے لوگو جو ایمان لائے ہو ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جن پر اللہ نے غضب فرمایا ہے۔“

پھر ہمیں ان سے جنگ کا حکم دیا۔ اللہ سبحانہ نے فرمایا :

فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ - پس شیطان کے ساتھیوں سے لڑو۔

مرتدین کے معاشرے میں سے حزب اقتدار جو غیر ما انزل کے ساتھ حکومت کرتی ہے وہی گروہ ہے جن پر اکثر ان آیات کا اطلاق ہوتا ہے فقدان امامت عظمیٰ، ضیاع امت اور شریعت کی تنسیخ کی ذمہ داری اسی طبقے پر عائد ہوتی ہے۔ یہی گروہ بیسویں صدی میں الحاد پھیلانے اور ان کی

سلطنتوں کی طاقت کے اسباب کے زوال کا باعث ہے۔

بہر حال مسلم اقلیت کے لیے مرتد معاشرہ سے مرحلہ وار علیحدگی کے سوا چارہ نہیں جو تین مراحل میں مکمل ہوتی ہے۔

۱۰۔ شعوری علیحدگی کا مرحلہ

۰ ب۔ سلبی علیحدگی کا مرحلہ

۰ ج۔ عملاً علیحدگی کا مرحلہ

جوں ہی زمین کے کمزور اور مجبور لوگوں پر سے کمزوری کا سخت دباؤ ہلکا ہو جائے تو ان کے لیے ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں قدم رکھنا آسان ہو جاتا ہے جیسے منکر کا انکار پہلے دل سے ہوتا ہے پھر زبان سے اور پھر اعضاء و جوارح سے۔ اسی طرح جاہلی معاشرے سے علیحدگی (جس کا سبق ہم نے نوجوان ابراہیم علیہ السلام کے مدرسے میں لیا ہے) پہلے شعوری ہوتی ہے پھر سلبی (مثلاً حزب شیطانی کی جملہ مظاہر تائید سے دستبردار ہو جانا اور ملک کے اندر اور باہر اس کو جملہ مادی اور روحانی وسائل اعانت کی پیش کش بند کر دینا وغیرہ دیگر امور)

جب مسلم اقلیت مہارت اور طاقت کی اس حد کو پہنچ جائے کہ اس کی کمزوری رفع ہو جائے اور کمزوری کے احکام منسوخ ہو جائیں تو عملی علیحدگی کا مرحلہ آجاتا ہے اور اس لمحے آسمان کے دروازے شہدا کے استقبال کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ان کی ماؤں اور بیوگان کی صداؤں اور پکاروں کے ساتھ... نصرت کی عید کے دن اور سلطنتِ اسلامیہ کے دوبارہ قیام اور کالعدم منصب امامتِ عظمیٰ کے پُر ہونے کا دن جس کے عدم سے سینے اس کی محبت سے خالی ہو گئے اور چہروں کی آنکھیں اس کی دید کو ترس گئی تھیں۔ پھر اہل علم اور حکمت اتنا زیادہ غور نہیں کریں گے جتنا وہ سنیں گے اور مشاہدہ کریں گے۔

تیسری فصل

برائے نام مسلمانوں اور منافق مسلمانوں کے

درمیان مؤمنین اجنبی ہیں

۱۰۹۰ — بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا... فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ .

۱۱۰۰ — اس کے بعد اے مرتدین !

۱۱۱۰ — اے مستولین !

۱۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے جاہلیت کی طغیانی و سرکشی کے سامنے سرتسلیم خم کر دیا اور بعد میں بھی اس کا کسی قسم کا مقابلہ نہ کیا اور نہ اس کی پروا کی۔

۲۔ یہ لوگ جو بظاہر اسلام میں داخل ہوئے اور اہل ایمان کو دھوکہ دینے کی سعی کرتے حقیقت میں وہ اسلام کے دشمن اور حریف تھے۔

۱۰۹- بَدَأَ الدِّينُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ !

یہ امر بدیہی اور کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے کہ دین کی ابتدا غربت میں ہوئی۔ جب محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی طرف سے مامور ہوئے۔ آپ نے جہلاء کی جاہلیت، بحر ظلمات میں تنہا لوگوں کو دین حق یعنی اسلام کی دعوت دی تو فقراء، خواتین، اطفال اور خدام میں سے چند لوگ آپ پر ایمان لائے۔ ان مومنین کی مثال بے آب و گیاه صحرا میں بکھرے ہوئے گلاب کے پودوں کی سی تھی۔ یہ اپنے وطن میں اجنبی تھے۔ اپنے گھروں اور خاندانوں تک میں اجنبی تھے۔ اس عالم میں اجنبی تھے جس میں وہ حق و انصاف اور ایمان کی دعوت دیتے تھے اور جس میں تمام کے تمام لوگ ظلم، کفران اور باطل پر متفق ہو گئے تھے۔ صرف جزیرہ عرب کی بات نہیں بلکہ ہر جگہ جہاں سورج کی روشنی پہنچتی تھی۔ تو کیونکر یہ پودے ایک خوبصورت گلدستہ تشکیل دیتے جو تمام صحرا کو جمال، کمال اور خیر سے ڈھانپ دیتا یا اس عالم میں جس میں صدیوں سے آفتاب ہدایت نہیں چمکا تھا حق و ہدایت کا نور پھیلا دیتا؟

لیکن دین جدید نے جس کی آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وقفے وقفے سے نازل ہو رہی تھیں مومن گروہ کی تربیت ربانیہ اور ارض و سما جیسی وسیع و عریض نصرت کی امید کے ساتھ مدد کی جس نے انہیں ایسا بنا دیا کہ نہ وہ اپنی غربت کی پروا کرتے تھے نہ لوگوں کی نہ اپنے عجیب و غریب ماحول کی جب تک کہ ان کے کانوں میں اللہ کے اس قول کی گونج سنائی دیتی رہی۔

"قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ۔"

(الزمر : ۱۱-۱۲)

”اے نبی، ان سے کہو مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اس کی بندگی کروں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں۔“

مسلم کو یہ حکم تھا کہ وہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے صرف اسی ایک کی بندگی کرے اور
اس کی

کوشش کرے کہ ایمان کے لحاظ سے سب سے پہلے خود مسلمان بنے جبکہ لوگ کفر کریں اور سب سے پہلے اخلاً خود مسلمان بنے جبکہ لوگ شرک کریں اور سب سے پہلے اسے لبیک کہے جبکہ لوگ پیٹھ پھیریں، پھر اس کے بعد وہ اس کی پروا نہ کرے جو ان میں سے ہو بہ رضا و رغبت یا جبراً.... تصدیق کرتے ہوئے یا انکار.... اقبالاً یا نفوراً.... اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول پیش نظر رکھے :

يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ.... وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ... وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ : ۶۷)

”اے پیغمبر! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔ اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچانے والا ہے“

پس وہ لوگوں کی کیوں پروا کرے کہ ان کے شر سے بچانے کی رب الناس نے ضمانت دی ہے؛ وہ برگزان کی پروا نہیں کرے گا خواہ لوگ کسی حال کو پہنچ جائیں۔

پھر اسلام اس قدر پھیلا کہ دُنیا نے اس کے لیے اپنے دروازے کھول دیئے تاکہ لوگ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو جائیں اور ربع صدی سے بھی کم عرصے میں دنیا بھر میں سب سے زیادہ طاقتور حکومت ان کی ہو جو مشرق و مغرب میں قیصر و کسریٰ کے تخت ہلا دے (یہ دونوں اس وقت کی دنیا میں سب سے بڑی حکومتیں تھیں) اور ان کے باشندوں کو زندگی کا تریاق، طاقت، عمدہ معاشرہ، سعادت، خوش بختی، اصول اور سیدھا راستہ فراہم کیا جس سے وہ صدیوں سیراب ہوتے رہے قبل اس کے کہ وہ اپنی ترقی تمدن اسلامی کی اساس پر شروع کریں کیا دمشق و حلب میں اور کیا بغداد و قاہرہ اور قرطبہ و غرناطہ میں اور یہ اس وقت دنیا بھر کے لیے علم و ہدایت کے مینار تھے پھر گردشِ دوراں نے کروٹ بدلی پس جو کل ہلال طلوع ہوا تھا اور پھر آنے والے کل کو بدر (چودھویں کا چاند) بن گیا تھا وہ دوبارہ ہلال بن کر رہ گیا۔ اور جبکہ اس کی علامات اندھیرے گھپ افق میں گم ہونے

لگى اور اسلام مسلمانوں كے دلوں ميں افسوس پيدا كرنے لگا اور دنيا ميں ان كى سلطنت كمزور
هونے لگى

اسی لمحے اٹھارویں صدی عیسوی میں استعمار کا حملہ شروع ہوا، اس کی تیزی بڑھنے لگی اور اس کے شکار کئی گنا ہو گئے اور بھیڑیے بھیڑوں میں فساد برپا کرنے لگے اور مسلمان ہر جگہ استعمار کے زیر تسلط آگئے، خصوصاً بیسویں صدی کے اوائل میں سقوط خلافت کے بعد استعمار ہر جگہ مسلمانوں پر مسلط ہو گیا، اور بظاہر ہلال پر صلیب مسلط ہو گئی، لیکن حقیقتاً اس کے پس پردہ عالمی صہیونیت تھی جو صلیبیوں کی دولت و طاقت سے کھلم کھلا خدمت کرتی تھی اس طرح ہلال اڑھے کے پیٹ میں صلیب کی کارستانی سے ضائع ہو گیا۔ اور مسلمانوں کا اتحاد پارہ کے موتیوں کی طرح پارہ پارہ ہو گیا اور وہ فوج در فوج ہولناک ارتداد کے ہولناک گڑھے میں گرنے لگے ان کے مفہوم مسخ ہو گئے اور ان کے پیمانے بدل گئے لہذا وہ جسے کل ناپسند کرتے تھے اب اسے پسند کرنے لگے اور جسے محبوب رکھتے تھے اس سے نفرت کرنے لگے ان کی مجلسوں میں منکر (ناپسندیدہ کام) معروف (نیکی) بن گیا اور نیکی ان کے معاشرے میں بدی بن گئی اور مؤمنین کی اقلیت لوگوں کے لیے ایک عجوبہ بن گئی اور بیوقوف ان کے عقل مندوں کا مذاق اڑانے لگے جیسے پاگل خانے میں دیوانے عقلمندوں کا مضحکہ اڑاتے ہیں یا شراب خانوں میں شرابی ان سے ٹھٹھہ کرتے ہیں جو انہیں نیکی کی ترغیب دیں اور بُرائی سے روکیں۔

کہتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے تو اس سے قبل قوم لوط نے لوط کو عجوبہ سمجھا جب انہوں نے اسے اپنی محفلوں میں پاکدامنی، طہارت اور عزت و شرف اپنانے کو کہا اور انہیں ان فواحشات سے روکا جو ان کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے نہیں کیا تھا یعنی عورتوں کے سوا لڑکوں اور مردوں سے اپنی شہوت پوری کرتے تو ان کے نبی نے انہیں کہا :

أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ - إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ - بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ - وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أَنْاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ -

ءرءمه : ءفا ءم افسے هے ءفا هو ءئے هو ءه وه فءء ءام ءرءے هو ءو ءم سه ٲهله ءنفا مهف

کسی نے نہیں کیا۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو؟ حقیقت یہ ہے کہ تم بالکل ہی حد سے گزر جانے والے لوگ ہو“ مگر اس کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ”نکالو ان لوگوں کو اپنی بستیوں سے“ بڑے پاکباز بنتے ہیں یہ“

قوم لوط کو ان شریف لوگوں کا وجود اپنے درمیان کھلتا تھا جو خود اپنے لیے بھی طہارت و عفت کے طالب تھے اور قوم لوط کو بھی اس کی تعلیم دیتے تھے تو اس جاہل معاشرے میں ان کا کام عجیب نظروں سے دیکھا جاتا تھا اور وہ اس خسیس نجس و ناپاک معاشرے میں شرف کی حفاظت کے الزام اور طہارت کا لباس اختیار کرنے کے جرم میں اپنے وطن سے جلاوطنی کے مستحق ٹھہرے۔

اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشرکین مکہ کے جاہل معاشرے نے بھی یہی سلوک کیا جبکہ وہ کمزور اور اجنبی تھے اور یہی صورتِ حال عصرِ حاضر (ارتدادِ کبریٰ کے عصر) میں ہمیں درپیش ہے کہ مسلمانوں کی اقلیت ہر جگہ کمزور و بے بس ہے اور لوگ ان کے کاموں اور دعوت کو عجوبہ سمجھنے پر متفق ہو گئے ہیں لہذا مؤمن اپنے وطن میں اجنبی ہو گیا ہے، اپنے خاندان اور اہل و عیال میں اجنبی ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کا مستقیم طرزِ عمل اجنبی ہے، عمل میں استقامت، صدقِ مقال، اس کی عفت و طہارت، اس کا ہر کام ہر فعل عجوبہ بن گیا ہے اور مؤمن تمام عالمِ اسلامی میں ارد گرد کے برائے نام مسلمانوں کے جاہل معاشرے اور منافق مسلمانوں کے ارتدادِ کبریٰ میں مبتلا معاشرے کی کثرت میں غریب الوطن ہو کر رہ گئے ہیں اور ان کی پشت پر اصل کفار ہیں اور وہ یہ نہیں جانتے کہ ان میں سے کون ان پر زیادہ سخت گیر ہے، اور کون سب سے زیادہ ظالم اور سرکش ہے۔

لیکن ان غریبوں اور غریب الوطن لوگوں کے لیے خوشخبری ہے... ان کے لیے سعادت بشارت ہے... یہی لوگ ہیں جنہیں ان کے رب نے لوگوں میں سے چن لیا ہے تو وہ ایمان سے محبت کرتے ہیں اور

ان کے دلوں میں ایمان کو مزین کر دیا اور کفر، فسق اور نافرمانی سے نفرت ڈال دی۔ یہی صدرِ اوّل (پہلی جاہلیت کے غریب الوطن لوگ) کی نیابت اور رسالت کی ذمہ کا بوجھ اٹھانے کا

اہل بنایا تو ان کے لیے بہتر ہی کے لیے بڑا اجر ہے۔ ایسی ہمیشہ کے سپاہی ہیں اور مستقبل کے نا لوگ ہیں جب وقت گردش اسی طرح دین پہلے پہل یہ اس کے اللہ کے حکم سے ہو انجام کو نہیں پہنچ جاتا۔ یہ اللہ نہیں پاؤ گے۔ یہ وہ وعدہ خلاف نہیں کرے گا تو غرباء ک "وَعَدَ اللَّهُ الَّذِي كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِي وَلِيْبَدِّلَهُمْ مَّ" اللہ نے وعدہ عمل کریں کہ وہ ان ک ہوتے لوگوں کا ط قائم کرے گا جس حالتِ خوف کو کسی کو شریک ن ۱۱۰۔ اس کے بع تم سے پہلی اُمتوں کافی حصہ لیا تو وہ فساد

اہل بنایا تو ان کے لیے بہتری ہے۔ اس کے بدلے میں جو انہیں اللہ کی راہ میں پیش آتا ہے اور ان کے لیے بڑا اجر ہے۔ ایسی ہمیشہ رہنے والی نعمتیں تیار کی گئی ہیں جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہیں وہ اللہ کے سپاہی ہیں اور مستقبل کے مرحلہ میں وہ لوگوں کی قیادت کے لیے تیار کیے گئے چنیدہ اور مخلص لوگ ہیں جب وقت گردش کرے گا اور ہلال اللہ کے حکم سے از سر نو بدر بن جائے گا۔ اسی طرح دین پہلے ہلال کی طرح شروع ہوا پھر بدر بن گیا، پھر آغاز کی طرح ہلال بن گیا لیکن یہ اس کے اللہ کے حکم سے بدر بن جانے کی ضرورت پر دال ہے جب تک یہ کاروانِ حیات کسی انجام کو نہیں پہنچ جاتا۔ یہ اللہ کی عادت ہے اور تم برگز اس کی عادت میں کوئی تغیر اور کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ یہ وہ وعدہ ہے جو اللہ نے اپنے مومن بندوں سے کیا ہے اور وہ برگز وعدہ خلافتی نہیں کرے گا تو غرباء کے لیے سعادت ہے مژدہ و بشارت ہے۔ سورۃ نور میں اللہ فرماتا ہے :

"وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا"

"اللہ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے، ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی (موجودہ) حالتِ خوف کو امن میں بدل دے گا۔ پس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں"

۱۱۔ اس کے بعد اٹھ مرتدین

تم سے پہلی اُمت میں ایک متقی اور صالح آدمی تھا، پھر اُس نے جاہلیت کے سمندر سے کافی حصہ لیا تو وہ فساد میں سب سے بڑھ گیا جس بات کا اسے حکم دیا جاتا وہ نہ کرتا اور جس کام

سے اسے روکا جاتا وہ اسے ضرور کرتا لیکن اس کے دل میں رائی برابر ایمان ہمیشہ موجود رہا۔

حسب معمول یہ شخص آدھی رات کو اپنے گھر سے نکلا اپنے دوستوں یا اپنے ہی جیسے خبیث اور بدمعاش لوگوں کی تلاش میں یا کسی بڑی چوری کی غرض سے تو وہ ایک مکان کی دیوار پر چڑھا تاکہ حملہ کر کے صاحب مکان پر غلبہ پالے جب وہ دیوار پر چڑھا اور اُس نے مکان کے صحن میں کودنے کا ارادہ کیا تو معاً اس کے کانوں میں آواز آئی۔ کوئی نرم اور آہستہ آواز میں پاک کلمات پڑھ رہا تھا یہ آواز اس کے دل تک بادل ناخواستہ پہنچ گئی اور اس کے نفس پر جادو کا کام کر گئی۔ یہ آواز صاحب خانہ کی تھی جو اپنے رب کی عبادت میں مصروف تھا اور آدھی رات کو تہجد کی نماز پڑھ رہا تھا اور اللہ تعالیٰ کا یہ کلام تلاوت کر رہا تھا :

اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ”کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں؟“

(الحدید: ۱۶)

اس شخص نے جو دیوار پر چڑھا ہوا تھا اپنے بدن میں لرزہ محسوس کیا اور ایسا لگا کہ اس کا دل منور ہو گیا تو اس نے مرتعش آواز میں بڑبڑانا شروع کیا: حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں ضرور اے میرے رب وقت آگیا ہے اور میں ابھی سے اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور تو گواہ رہنا کہ تو سب سے بہتر گواہ ہے۔ وہ شخص نیچے اتر آیا اور گھر کی راہ لی غسل کیا اور لباس بدل کر قریبی مسجد میں گیا اس قبیلے کے امام کی اقتداء میں فجر کی نماز پڑھی جو اس نے کئی سالوں سے ترک کی ہوئی تھی۔

تو اے لوگو! تم میں کوئی هے جس كے دل میں ذره بهر ایمان هو؟ كیا تم میں كوئی هدايت یافته شخص
نهیں جو هدايت كی طرف رجوع كرمے اور از سر نو اپنے رب كی طرف لوٹ جائے۔ كیا تمهارے دل
اس طرح زنگ آلود اور خراب هو گئے ہیں جیسے زنگ لوہے كو خراب كر دیتا هے۔

اے گمراہی میں ڈوبے ہوئے لوگو! کیا تم نے اللہ کے کلام کی یہ آیات نہیں سنیں جن میں تمہارا رب تمہیں توبہ اور قبول کی دعوت دیتا ہے، کیا تم توبہ کرنے والے ہو؟ اس کی دعوت پر عمل کرنے والے ہو؟

قُلْ لِعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ . وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصِرُونَ ، وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ لَا أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يَحْسَرْتِي عَلَىٰ مَا فَرَطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لَمِنَ السَّخِرِينَ لَا أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِينَ لَا أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ لَا بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ الْيَتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ . وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ . وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ، لَا يَمَسُّهُمْ الشُّوْءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ .

(الزمر : ۵۳-۶۱)

(اے نبی) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دیتا ہے، وہ تو غفور رحیم ہے پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آجائے اور پھر کہیں سے تمہیں مدد نہ مل سکے اور پیروی اختیار کر لو اپنے رب کی بھیجی ہوئی کتاب کے بہترین پہلو کی قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی شخص کہے، افسوس میری اس تقصیر پر جو میں اللہ کی جناب میں کرتا رہا ہوں بلکہ میں تو الٹا مذاق اڑانے والوں میں شامل تھا، یا کہے کاش اللہ نے مجھے ہدایت بخشی

ہوتی تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا۔ یا عذاب دیکھ کر کہے کاش مجھے ایک موقع اور مل جائے اور میں بھی نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں“

(اور اُس وقت اُسے یہ جواب ملے گا) کیوں نہیں، میری آیات تیرے پاس آچکی تھیں، پھر تو نے انہیں جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا۔ آج جن لوگوں نے خدا پر جھوٹ باندھے ہیں قیامت کے روز تم دیکھو گے کہ ان کے منہ کالے ہوں گے۔ کیا جہنم میں متکبروں کے لیے کافی جگہ نہیں ہے؟

اس کے برعکس جن لوگوں نے یہاں تقویٰ کیا ان کے اسبابِ کامیابی کی وجہ سے اللہ ان کو نجات دے گا، ان کو نہ کوئی گزند پہنچے گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(تفہیم القرآن)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

”إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ ، وَالْمَوْتَىٰ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ“

(الانعام۔ ۳۶)

”دعوتِ حق پر لبیک وہی کہتے ہیں جو سُننے والے ہیں، رہے مُردے تو انہیں تو اللہ بس قبروں سے ہی اُٹھائے گا۔ اور پھر وہ (اس کی عدالت میں پیش ہونے کے لیے) واپس لائے جائیں گے“

۱۱۱۔ اے مسئولین !

یہ ظاہر ہے کہ تم لوگ طاقت و عظمت کی اس حد کو نہیں پہنچے جس حد تک کہ تم سے پہلے فرعون پہنچا ہوا تھا اور تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، اور تم حساب کتاب اور سزا و جزا کے لیے اسی کی طرف لوٹنے والے ہو۔

اگر تم چاہو تو اللہ عزوجل کا یہ قول سن لو :

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ - قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذٍ

جَاءَكُمْ ط بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ - وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ الْيَلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا ط وَأَسْرُوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ ط وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ط هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ - (سبا: ۳۱-۳۳)

”کاش تم دیکھو ان کا حال اس وقت جب یہ ظالم اپنے رب کے حضور کھڑے ہونگے۔ اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔ جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ بڑے بننے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے۔ وہ بڑے بننے والے ان دہے ہوئے لوگوں کو جواب دینگے ”کیا ہم نے تمہیں اس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی؟ نہیں بلکہ تم خود مجرم تھے۔“ وہ دہے ہوئے لوگ ان بڑے بننے والوں سے کہیں گے نہیں بلکہ شب و روز کی مکاری تھی جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر کریں اور دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہرائیں۔“ آخر کار جب یہ لوگ عذاب دیکھیں گے تو اپنے دلوں میں پچھتائیں گے اور ہم ان منکرین کے گلوں میں طوق ڈال دینگے۔ کیا لوگوں کو اس کے سوا کوئی بدلہ دیا جاسکتا ہے کہ جیسے انکے اعمال تھے ویسی ہی جزا وہ پائیں گے؟“ (تفہیم القرآن)

پھر مومنین کی زبانی اللہ تعالیٰ کے اس قول پر کان دھرو :- يَقَوْمَنَا أَجِيبُوا دَاعِيَ اللَّهِ وَامْنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابِ آلِيمٍ - وَمَنْ لَا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ ط (الاحقاف : ۳۱-۳۲) ”اے ہماری قوم کے لوگو، اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت قبول کرلو اور اُس پر ایمان لے آؤ۔ اللہ تمہارے گناہ سے درگزر فرمائے گا اور تمہیں عذابِ الیم سے بچا لیگا۔“ اور جو کوئی اللہ کے داعی کی بات نہ مانے وہ زمین میں کوئی بل بوتا نہیں رکھتا کہ اللہ کو زچ کر سکے اور نہ اس کے کوئی ایسے حامی و سرپرست ہیں کہ اللہ سے اسے بچالیں۔“

اگر تم چاہو تو اُس جبار اور منتقم جل جلالہ کا یہ قول پڑھ لو :- وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ط وَبَدَالَهُمْ مِّنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ -

وَبَدَّالَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ - (الزمر: ۴۷-۴۸) ”اگر ان ظالموں کے پاس زمین کی ساری دولت بھی ہو اور اتنی ہی اور بھی تو یہ روزِ قیامت کے بُرے عذاب سے بچنے کے لیے

سب کچھ فدیے میں دینے کو تیار ہو جائیں گے وہاں اللہ کی طرف سے ان کے سامنے وہ کچھ آئے گا جس کا انہوں نے کبھی اندازہ ہی نہیں کیا ہے۔ وہاں اپنی کمائی کے سارے بُرے نتائج ان پر کھل جائیں گے اور وہی چیز ان پر مسلط ہو جائے گی جس کا یہ مذاق اڑاتے رہے ہیں“ (تفہیم القرآن - الزمر : ۴۷-۴۸)۔

اے مسئولین ! اے وہ لوگو جو غیر ما انزل اللہ کے ساتھ حکومت کر رہے ہو! کیا تمہارے خیال میں اس سے بھی بڑا کوئی ظلم ہے کہ تم اللہ کے ساتھ شریک کرو؟ بے شک شرک بڑا ظلم ہے (إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ) جب تم اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال کرو اور اُسے حرام قرار دو جسے اللہ نے حلال کیا ہے۔ اور اپنے آپ قانون بنا کر نافذ کرو جس کی اللہ نے تائید نہیں کی ہے اور لوگوں کو ظلم و جبر سے قتل کرو اور ان لوگوں کو قسم قسم کے عذاب دو جو کتاب اللہ پر عمل پیرا ہیں۔ اور تم بھی وہی کتاب پڑھتے ہو۔ کیا تمہیں عقل نہیں ہے؟ اس سے کیوں کام نہیں لیتے؟

اے مسئولین ! کیا تمہاری قساوتِ قلبی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو گئے ہیں اور تمہارا کفر تاتار سے بھی بڑھ گیا ہے؟ جبکہ بعض تاتاری بادشاہوں نے اسلام قبول کیا اور بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے اور اپنے داغدار ماضی کو یکسر فراموش کر دیا اور اسلام کے غلبہ و برتری اور اسلامی ممالک کا دفاع کیا۔ کیا تم میں بھی کوئی ہے جو شرح صدر سے مافات کا انکار کرے اور آنیوالے دور کے لیے تیاری کرے؟ پھر وہ اسلام اور اہل اسلام کی مدافعت کرے اور عمل کرنیوالوں میں اس کی دعوت پھیلائے؟

آخر میں اے مسئولین ! اس ہولناک مقام کو یاد کرو جس دن اللہ فرمائے گا : وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ - (الصفات ۲۴-۲۶) اور ذرا انہیں ٹھہراؤ ان سے کچھ پوچھنا ہے کیا ہو گیا تمہیں اب کیوں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟ ارے ، آج تو یہ اپنے آپ کو (اور ایک دوسرے کو) حوالے کیے دے رہے ہیں! بے شک ہم نے انہیں اللہ و اس کے رسول کے نام سے

ایمان کی جانب پلٹنے اور لوٹنے کی دعوت دی ہے کوئی ہے تم میں قبول کرنیوالا۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى
أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْضِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ... قُلْ
لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ لِكُلِّ نَبَا مُسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ تَعْلَمُونَ . (الانعام : ۶۵-۶۷) — وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنْ الْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ .

— تمت بالخير —